سیدنا غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کے حالات پر ایک مختصر کتاب

زُبدۃ الآثار

تلخیص

بہجۃ الاسرار

تالیف لطیف

شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ

ترتیب و ترجمہ

پیرزادہ اقبال احمد فاروقی ایم اے

مکتبہ نبویہ لاہور

سیدنا غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کے حالات پر ایک مختصر کتاب

زُبدۃ الآثار

تلخیص

بہجۃ الاسرار

تالیف لطیف

شیخ عبدالحق مُحدث دہلوی رحمہ اللہ

ترتیب و ترجمہ

پیرزادہ اقبال احمد فاروقی ایم اے

مکتبہ نبویہ لاہور

سلطان العارفین، زبدۃ الواصلین، غوثِ زماں،
قطبِ دوراں حضرت سلطان باھُو
رحمۃ اللہ علیہ کی بارگاہ میں ہدیۂ عقیدت!
زچشمِ آستیں بردار و گوہر را تماشا کن

سگِ سلطانی
محمد انور رحیمیؒ

نام کتاب	زبدۃ الآثار تلخیص بہجۃ الاسرار
تصنیف	شیخ عبدالحق محدث دہلوی قدس سرہٗ
ترجمہ	پیرزادہ علامہ اقبال احمد فاروقی
مقدمہ	حضرت مولانا فیض احمد صاحب فیض جامعہ غوثیہ گولڑہ شریف
پیشکش	سید بشیر حسین طاہری
اہتمام	جناب ڈاکٹر محمد انور رحیمی
سرورق	حافظ محمد یوسف سدیدی
کتابت	محمد شریف گل
تصحیح	جناب محمد عالم مختار حق
طابع	نعدرت پرنٹرز لاہور
بار اول	2011
قیمت	120

مکتبہ نبویہ۔ گنج بخش روڈ۔ لاہور

فہرست

غوث الثقلین رضی اللہ عنہ

حضرت مولانا فیض احمد فیض صاحب مدظلہ العالی
صدر مدرس جامعہ غوثیہ گولڑہ شریف

سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کی حیاتِ مبارکہ اہلِ محبت و ولایت کے لیے مشعلِ راہ رہی ہے۔ جناب غوثیت مآب ولایت و روحانیت کے مینارۂ نور کی حیثیت سے کائنات ارضی پر جلوہ گر ہوئے اور اسلام کی روحانی زندگی کو مشارق و مغارب کی پہنائیوں میں نافذ کرتے رہے۔ دنیائے اسلام کی روحانی بارگاہیں آپ ہی کی نگاہِ کرم سے منور ہوئیں اور ولایت کے تمام سلاسل آپ سے ہی فیض یاب ہوتے رہے۔ وہ سلسلۂ عالیہ قادریہ کے مؤسس ضرور تھے مگر سلاسلِ اربعہ کے شہنشاہ آپ کے ہی باجگزار رہے ؎

راج کس شہر میں کرتے نہیں تیرے خدام — باج کس نہر سے لیتا نہیں دریا تیرا
مزرعِ چشت و بخارا و عراق و اجمیر — کون سی کشت پہ برسا نہیں جھالا تیرا
گردنیں جھک گئیں سر بچھ گئے دل لوٹ گئے — کشفِ ساق آج کہاں یہ تو قدم تھا تیرا
تاجِ فرقِ عرفا کس کے قدم کو کہیے — سر جسے باج دیں وہ پاؤں ہے کس کا تیرا

حضرت شیخ محدث دہلوی (مؤلفِ کتاب زبدۃ الآثار) سلسلۂ قادریہ کے جید عالمِ دین ہیں۔ انھوں نے حضرت سیدنا شیخ عبدالقادر رضی اللہ عنہ کی بارگاہِ غوثیت مآب میں اپنی عقیدت کا اظہار کر کے آپ کے مختصر سے حالات جمع کر دیے ہیں جو ہدیۂ ناظرین ہیں۔

دنیائے ولایت کے واقفانِ اسرار اس بات پر متفق ہیں کہ تمام روحانی سلاسل سیدنا حضرت علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی وساطت سے پہنچے۔ نقشبندیہ سلسلہ حضرت امام جعفر صادق کے واسطے سے آپ کے جدِ مادری سیدنا حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے منسلک ہے ورنہ قادریہ، چشتیہ، اویسیہ، رفاعیہ، مورایہ، شاذلیہ، شطاریہ اور بندگیہ وغیرہ اسی منبع و مرجع کے مرہونِ احسان ہیں۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ کی اولاد میں سے جناب سیدنا محی الدین ابی محمد عبدالقادر

جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ احیائے دین کے سلسلے میں وہ جلیل جلیل اور رہبر عظیم ہیں جن کے دستِ برکت نے دینِ اسلام کو ایک شانِ تکمیل میں مریض پڑ حیاتِ نو بخشی اور چار دانگِ عالم میں محی الدین کے لقب سے مشہور ہوئے۔ علماء، محققین اور اکابرِ سلف کی ایک کثیر تعداد نے آپ کے فضائل اور مناقب میں ضخیم کتب تحریر کی ہیں۔ ان میں سے مندرجہ ذیل یہاں عربی زبان میں دستیاب ہو سکتی ہیں اور بعض کے اردو اور فارسی ترجمے بھی شائع ہو چکے ہیں:-

۱۔ زُہرۃ الناظر فی اخبار الشیخ عبدالقادرؒ، از علامہ ابوبکر عبداللہ تیمی عراقی
۲۔ بہجۃ الاسرار، از علامہ نور الدین ابو الحسن علی بن یوسف شطنوفی
۳۔ رائس المفاخر فی مناقب الشیخ عبدالقادرؒ، از امام عبداللہ ابن اسعد الیافعی الشافعی
۴۔ دُرّ الجواہر فی مناقب الشیخ عبدالقادرؒ، از علامہ سراج الدین ابو حفص عمر ابن علی
۵۔ روضۃ الناظر فی مناقب الشیخ عبدالقادرؒ، از علامہ مجد الدین فیروز آبادی مصنف قاموس اللغت
۶۔ الروض الزاہر فی مناقب الشیخ عبدالقادرؒ، از علامہ ابو العباس احمد قسطلانی صاحب مواہب اللدنیہ
۷۔ نزہۃ الخاطر الفاتر فی مناقب الشیخ عبدالقادرؒ، از علامہ علی بن سلطان محمد قاری حنفی صاحب مرقاۃ شرح المشکوٰۃ

حضرت غوث الاعظمؓ دنیا کے تمام اولیاء اللہ کے سردار اور نبوت کے بعد ولایت کے اس مقام اقصیٰ پر فائز ہیں، جہاں اور کسی کو رسائی نصیب نہیں ہوئی۔ آں جنابؓ کی ولادت ۴۷۱ھ میں ہوئی۔ اکانوے برس کی عمر پائی اور ۵۶۱ھ میں وصال ہوا۔ ولادت کی تاریخ لفظ "عاشق" سے اور عمر شریف لفظ "کامل" سے نکلتی ہے۔ اسی طرح سن وصال کے الفاظ بحساب ابجد "معشوقِ الٰہی" ہیں۔ لہٰذا کیا خوب کہا ہے ؎

سنینش کامل و عاشق تولد — وصالش دان ز معشوقِ الٰہی

پیدائش کے وقت عالمِ اسلام کی حالت

تاریخ کے مطالعہ سے پایا جاتا ہے کہ جناب غوث الاعظمؓ کی پیدائش سے قبل دنیائے اسلام پر زوال و انحطاط قوی کا دور شروع ہو چکا تھا۔ اگرچہ بظاہر اسلامی سلطنتوں کے اقتدار کا سلسلہ اندلس سے لے کر ہندوستان تک پھیلا ہوا تھا مگر اندرونی طور پر حالات نہایت خراب و ناگفتہ بہ تھے۔ دنیائے اسلام کی مرکزی طاقت یعنی خلافتِ بغداد بہت کمزور ہو چکی تھی۔ اور باقی ہر طرف طوائف الملوکی کا دور دورہ تھا۔ سیاسی و معاشرتی لحاظ سے ہر جگہ انتشار تھا۔ علامہ شبلی نعمانی اور سید سلیمان ندوی نے اپنی تاریخی کتابوں اور علامہ ابن جوزیؒ نے المنتظم میں اس وقت کے اسلامی ممالک کے جو حالات تحریر کیے ہیں ان سے معلوم ہوتا ہے کہ بدکاری، فسق و فجور، سیاسی ابتری اور اخلاقی انحطاط انتہا کو پہنچ چکے تھے۔

اندلس میں امیر عبدالرحمٰن اموی کی قائم کردہ حکومت کی مرکزی حیثیت ختم ہو چکی تھی۔ یورپ کی عیسائی حکومتیں موقع کی تاک میں تھیں کہ مسلمانوں کو ختم کر کے اپنی حکومت قائم کریں۔

مصر میں سلطنتِ باطنیہ عبیدیہ جسے علامہ سیوطیؒ نے تاریخ الخلفاء میں دولتِ خبیثہ کے نام سے پکارا ہے الحاد اور بے دینی کے نظریات پھیلا رہی تھی۔ اس کے ارباب اقتدار نے جس قدر اسلامی اقدار کو نقصان پہنچایا، اس کی تفصیل کی یہاں گنجائش نہیں۔

بیت المقدس پر عیسائیوں کا قبضہ ہو جانے کے بعد وہ لوگ عراق و حجاز پر حملے کی تیاریوں میں مصروف تھے۔ گویا مسیحی دنیا کی متحدہ قوت اسلام کو مٹانے پر تلی ہوئی تھی۔

مشرق وسطیٰ میں دولت عباسیہ کا وجود برائے نام رہ گیا تھا اور سلجوقی و دیگر ماتحت سلاطین خانہ جنگیوں میں مبتلا تھے جس سلطان کی طاقت بڑھ جاتی، بغداد میں اسی کا خطبہ شروع ہو جاتا۔

افغانستان و ہندوستان کے شمال مغربی علاقے میں سلطان محمود غزنوی کے جانشینوں کا زوال شروع ہو چکا تھا اور ہندو راجے مہاراجے اپنی سابقہ شکستوں اور ذلتوں کا انتقام لینے کے لیے صلاح مشورے کر رہے تھے۔

اس کے علاوہ مسلمانوں کی اخلاقی حالت بھی بگڑ چکی تھی بلکہ امراء عیش و عشرت میں مبتلا تھے۔ مشرق وسطیٰ کے ایک نامور رئیس ابن مروان کے متعلق بیان کرتے ہیں کہ اس کے حرم سرائے میں صرف گانے بجانے والی لونڈیوں کی تعداد پانچ صد کے قریب تھی اور بقول امام یافعی قرطبہ کے ایک امیر معتمد نامی کے ہاں ایسی آٹھ صد عورتیں تھیں۔ ہسپانیہ کے نقاب پوش سلاطین کے دور میں اسلامی پردہ بھی ختم ہو چکا تھا۔ مردوں نے نقاب پہننا شروع کر دیا تھا اور عورتیں کھلے منہ پھرتی تھیں۔ بدکاری و شراب نوشی عام تھی۔ عوام کا تو ذکر ہی کیا، امراء، سلاطین اور علماء تک وجاہت پرستی اور دنیوی عیش کا شکار تھے۔

مذہبی اور روحانی صورت حال اس سے بھی بدتر تھی۔ قرامطہ اور باطنیہ نیز اہل رفض و اعتزال و علمائے سوء کے فتنوں اور لاتعداد پیدا ہو جانے والے دیگر فرقوں نے اسلام کے مرکزی شہر بغداد تک میں اودھم مچا رکھا تھا۔ ہر روز بے شمار مشائخ، علماء، امراء اور دیگر برگزیدہ مسلمان فرقہ باطنیہ کی سازشوں اور خنجر خوں آشام کا شکار ہو رہے تھے۔ مشہور زمانہ سلجوقی وزیر نظام الملک طوسی اور اس کے بعد ۴۸۵ھ میں سلجوقی فرماں روا ملک شاہ بھی ان خدا ناترس قاتلین کے ہاتھوں جام شہادت نوش کر چکے تھے۔ یونانی فلسفہ الگ اسلامی عقائد و نظریات کی بیخ کنی کر رہا تھا اور علمائے اسلام اس سے متاثر ہو کر دین سے بتدریج دور ہوتے جا رہے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ مستشرقین، دیگر یورپین مورخوں نے اس زمانے کو دنیائے اسلام کا ایک تاریک دور شمار کیا ہے۔

امام غزالی "احیاء العلوم" میں اس زمانے کے علماء کے متعلق لکھتے ہیں کہ وہ ہر وقت شیر بشتی، حنبلی اور اشعری مناظرات میں مصروف رہتے تھے۔ گالی گلوچ اور کشت و خون تک نوبت پہنچنا ایک معمولی بات تھی۔ اور کچھ نہ ہوتو صدر نشینی پر ہی جھگڑا کھڑا ہو جاتا تھا۔ معاشرے کا یہی وہ اخلاقی اور روحانی ادبار تھا، جسے آں حضرت ﷺ نے مسلمانوں کے لیے سب سے زیادہ خطرناک قرار دیا تھا۔ صحیح بخاری میں باب فاقہ میں یہ حدیث شریف تحریر ہے: "خدا کی قسم، غربت و افلاس کا تمہارے متعلق مجھے کوئی خوف نہیں، بلکہ مجھے اس بات کا ڈر ہے کہ تم پر دنیا کے دروازے کھول دیئے جائیں گے اور پھر جیسے تم سے پہلی امتوں میں مقابلے کا بازار گرم ہوا، ایسی حالت میں تم بھی مبتلا ہو جاؤ گے یعنی اس حالت میں اختیار نہیں بلکہ خود مسلمان ہی مسلمانوں کو ختم کرنے کے درپے ہو جائیں گے۔"

اسی روحانی ادبار کے متعلق فیض الباری شرح صحیح بخاری میں بھی علامہ انور شاہ کشمیری نے ایک روایت نقل کی ہے کہ آں حضرت نے فرمایا: "پانچویں صدی کے قریب میری امت پر آفت کی ایک چکی چلے گی۔ اگر اس سے یہ بچ نکلی تو پھر کچھ مدت کے لیے اسے استقامت حاصل ہو جائے گی۔"

چنانچہ ان حالات میں ایک ایسی ہی روحانی قوت کی ضرورت تھی، جو تمام طاغوتی طاقتوں کو مغلوب کر کے اپنے

عالمگیر اثر کے باعث بنی نوع انسان کو از سر نو دین اسلام پر قائم کرے اور دین کی تقویت و غلبہ کا موجب ہو۔ جس کی نظر میں کائنات اس کے ایک دانے کے برابر ہو جس کا علم علوم الہیہ کا اور جس کی طاقت قادر حقیقی کی قدرت کا مظہر ہو جو سلطان الوقت اور بموجب تصریحات اکابرین دین متصرف علی الاطلاق ہو، جو نوع انسانی کو مادیت کی ذلتوں، نفس پرستیوں اور اخلاقی پستیوں سے نکال کر روحانی بلندیوں اور اخلاقی استواریوں سے روشناس کرائے۔ ان کمالات و تصرفات روحانی کا حامل امت مرحومہ کا یہی بطل جلیل اور مرد عظیم تھا جسے قیامت تک دنیا پیران پیر غوث الاعظم اور محی الدین کے مبارک ناموں سے پکارتی رہے گی۔

بے شک کلید قفل در مدعا ہو تم
اولاد خاص سبط رسول خدا ہو تم

یہ اسی مبارک و کریم النفس انسان کامل کی برکت تھی کہ نہ صرف دین اسلام سنبھل گیا اور مسلمانوں کے اندرونی و بیرونی حالات اصلاح پذیر ہونا شروع ہو گئے بلکہ ان میں اس فتنہ عظیم سے نبرد آزما ہو کر ایمان سلامت نکلنے کی صلاحیت و حوصلہ بھی پیدا ہو گیا جو آں جناب کے وصال کے تقریباً نصف صدی بعد تاتاری طوفان و غارت گری کی صورت میں قیامت صغریٰ بن کر نمودار ہوا اور دنیائے اسلام پر ٹوٹا۔

حضرت غوث الاعظم نے اپنے ان مناصب اور کمالات کا بطور تحدیث نعمت قصیدہ غوثیہ میں ذکر فرمایا ہے۔ حضرت شاہ ولی اللہ "ہمعات" میں اس کے متعلق فرماتے ہیں:-

"اصل نسبت حضرت غوث الاعظم نسبت اویسیہ است با مزیدے از برکات نسبت سکینہ باین معنی کہ ایں کس مراد و محبوب فقط کرباوہ ذات الہیہ است در شخص اکبر و در ضمن حب نفوس فلکیہ ملاء اعلیٰ و ارواح کمل گردد۔ و از راہ ایں حب سیلان کند بروے تجلی از تجلیات الہیہ کہ جامع است میان ابداع و خلق و تدبیر و تدلی و ظاہر شود آثار و برکتے کہ انتہا ندارد۔ و دریں صورت قصد ایں کمال و توجہ بداں کردہ باشد یانہ۔ گویا امرے منتظم بغیر ارادہ وے ظہور می کند۔ ازینجاست کہ حضرت غوث الاعظم بتفاخر و کلمات کبریائیہ متکلم شدہ اند و تسخیر عالم از ایشاں ظاہر می شد۔" (ہمعہ ۱۶)

ترجمہ:- حضرت غوث الاعظم کی اصل نسبت نسبت اویسیہ ہے جس میں نسبت سکینہ کی برکات باین معنی شامل ہیں کہ یہ شخص ذات الہیہ کی ذال کے نقطے کی طرح شخص اکبر میں ارواح کاملہ و ملاء اعلیٰ کے نفوس فلکیہ کی محبت میں محبوب و مراد بن جاتا ہے اور اس مقام محبوبیت کے ذریعے اس کے ارادہ و توجہ کے بغیر تجلیات الٰہی میں سے وہ تجلی جو ابداع، خلق، تدبیر و تدلی کی جامع ہے، اس پر ظہور کرتی ہے جس کے باعث ایسے کمالات و برکات کا ظہور ہوتا ہے جن کی انتہا نہیں۔ گویا انتظامی امور کائنات خود بخود ظہور پذیر ہوتے رہتے ہیں اسی وجہ سے حضرت غوث الاعظم نے کلمات فخریہ فرمائے ہیں اور ان سے تسخیر عالم کا ظہور ہوا ہے۔"

اس کی تائید قرب نوافل کی حدیث قدسی كُنْتُ لَهٗ سَمْعًا وَّبَصَرًا وَّيَدًا وَّلِسَانًا بِیْ يَاْخُذُ وَبِیْ يَبْطِشُ وَبِیْ يَمْشِیْ سے بھی ہوتی ہے۔ جس کا مطلب ہے کہ جب سالک اپنی صفات و ذات کو مشاہدہ فنا فی الصفات والذات حق تعالیٰ ہو جاتا ہے تو حق تعالیٰ کی ذات و صفات سے متصف و باقی ہو جاتا ہے۔ حق تعالیٰ ہی اس کے کان، آنکھ،

ہاتھ، زبان بن جاتا ہے اور اُسی کے ساتھ ہی وُہ پکڑتا، حملہ کرتا اور چلتا پھرتا ہے۔ یعنی ہر لحاظ سے وُہ اللہ تعالیٰ کی صفات کا مظہر بن جاتا ہے اور کائنات میں متصرف ہوتا ہے۔

غوثُ الاعظمؓ کی تشریف آوری بغداد

حضرت غوثُ الاعظمؓ ۴۸۹ھ میں بغداد تشریف لائے اور آپؓ کے ورُودِ بغداد کے ساتھ ہی رُوحانیت کا کچھ ایسا معنوی دَور چلا کہ عراق میں بڑے بڑے وجاہت پسند عُلماء اور اُمراء میں رُوحانی انقلاب نمُودار ہونا شروع ہوگیا۔ لوگ دین کی طرف زیادہ راغب ہوگئے۔ عُلماء جو وجاہتِ ذاتی کے لیے باہم دست و گریباں رہتے تھے عبادات و ریاضات میں ایک دُوسرے پر سبقت حاصل کرنے کی کوششوں میں لگ گئے۔ امام غزالیؒ جن کا ظاہری طور پر تو حضرت غوثُ الاعظمؓ سے استفادہ ثابت نہیں، آپؓ کی تشریف آوری بغداد کے وقت صدارت نظامیہ پر متمکن تھے اور علمی شان و شوکت کے ساتھ ریشمی جُبّے اور عبائیں زیبِ تن کرکے نظامیہ بغداد کی صدارت پر جلوہ گر ہُوا کرتے تھے۔ حضرت غوثُ الاعظمؓ کی محض تشریف آوری کے رُوحانی اثر سے ظاہری وجاہت ترک کرکے طریقت و سلوک کی طرف متوجّہ ہوگئے اور بقیہ عُمر قید و حریت کے خلاف جہاد میں بسر کی۔

شیعہ سُنّی اور حنبلی، اشعری تنازعات ختم ہوگئے۔ سلجوقیوں کی خانہ جنگی بھی، جس میں مسلمانوں کا بے شمار اتلافِ جان ہو رہا تھا، بتدریج بند ہوگئی۔

حضرت غوثُ الاعظمؓ کے مسندِ ارشاد پر تشریف فرما ہوتے ہی آپؓ کے خلفاء و شاگرد مشرق و مغرب میں پھیل گئے اور آپؓ کی تعلیم کے مطابق تبلیغ و احیائے دین کے مُبارک مشن کو اس خُوش اسلوبی سے سرانجام دیا کہ ہر ملک میں عوام و خواص اللہ کے رنگ میں رنگے جانے لگے اور آپؓ کی ذاتِ گرامی کا پیرانِ پیر و غوثُ الاعظمؓ کے القابِ گرامی سے چار دانگِ عالم میں شہرہ ہوگیا۔

آپؓ کے رُوحانی تصرفات

آپؓ کے مُبارک دَور میں عراق و عرب کی مذکورہ بالا اصلاحی صُورت میں آپؓ کے ساتھ آپؓ کے خلیفہ حضرت عبدالقاہرؒ اور اُن کے بعد اُن کے بھتیجے شیخ الشیوخ حضرت شہاب الدّین سُہروردیؒ اور اُن کے خلیفہ حضرت شیخ سعدی شیرازیؒ کی مساعی جمیلہ کو بھی دخل تھا۔

اندلس میں حضرت عمّار بن یاسر اندلسیؒ جو حضرت عبدالقاہرؒ مذکورہ صدر کے خلیفہ تھے اور حضرت ابُو مدین مغربیؒ و حضرت شیخ محی الدّین ابن عربیؒ کے ارشاد و تبلیغ اور کشف و کرامات کے باعث مُوحّدین کی سلطنت معرضِ وجُود میں آئی جس کی وجہ سے اس نواح میں آئندہ کئی صد سالوں کے لیے اسلام کو استحکام نصیب ہوگیا۔ حضرت عمّار بن یاسرؒ کے خلیفہ حضرت نجم الدّین کبریٰ تھے، جن کے سلسلۂ ارادت سے حضرت شمس الدّین تبریزیؒ، شیخ بہاؤ الدّین والد حضرت مولینا رُومؒ اور مولینا فخر الدّین رازیؒ جیسے سرآمدِ رُوزگار ظاہر ہُوئے۔

(حضرت قبلۂ عالم گولڑوی قُدس سرّہ العزیز کے سلسلہ ہائے طریقت میں سے ایک قادری سلسلہ تو حضرت شیخ عبدالقاہرؒ کے

واسطے سے اور دُوسرا قادری جدید سلسلہ آپؓ کے جدِّ امجد حضرت میراں شاہ قادر قمیصؒ و جناب غوث پاکؓ کے مجھلے صاحبزادے حضرت شیخ عبدُالرزّاقؒ کے واسطے سے جو حضرت قبلۂ عالمؒ کے جدِّ اعلیٰ بھی ہیں، حضرت غوثُ الاعظمؓ سے جا ملتا ہے۔ گویا حضرت قبلۂ عالمؒ جسمانی و رُوحانی ہر دو طور پر حضرت سرکار بغدادؓ کی اولاد ہیں)

مصر کی حکومت باطنیہ بھی آپؓ ہی کے وقت میں زوال پذیر ہوکر بالآخر ۵۶۷ھ میں یعنی آپؓ کے وصال کے بعد پانچ سال کے اندر اندر صفحۂ ہستی سے حرفِ غلط کی طرح مٹ گئی اور اُس کی جگہ سُلطان نورالدّین زنگیؒ اور پھر سلطان صلاح الدّین ایوبیؒ برسرِ حکومت پر نمُودار ہُوئے جنہوں نے مرکزی خلافت سے تعلق جوڑ کر اپنی سلطنتوں کو وحدتِ اسلامی میں منسلک کرتے ہُوئے عباسی خلیفہ کا نام خطبے میں پڑھوانا شروع کیا اور پھر اپنے اپنے وقت میں یورپ کی متحدہ صلیبی طاقت کو کئی لڑائیوں میں کمرتوڑ شکستیں دے کر بیت المقدس کو آزاد کرا لیا۔ امام یافعیؒ اور ابن اثیرؒ نے اپنی کُتبِ تاریخ میں ان دیندار حکمرانوں کی تعریف میں نہایت شرح و بسط سے تحریر کیا ہے۔

ان ہی ایّام میں غزنویوں کی تباہ شدہ سلطنت کی جگہ غوری خاندان نے ہندوستان میں ایک نئی اور وسیع تر اسلامی حکومت کی داغ بیل ڈالی جس میں حضرت غوثُ الاعظمؓ کے قریبی عزیز و فیض یافتہ حضرت خواجہ غریب نواز معین الدّین اجمیریؒ کا بھی ہاتھ تھا۔ بعد میں آپؓ کے خلفاء و شاگردوں اور مشائخ چشت اہلِ بہشت اور مشائخ سُہروردیہ حضرت شیخ بہاؤ الدّین زکریاؒ، شاہ صدرُ الدّین عارفؒ، ابُو الفتح شاہ رُکنِ عالم مُلتانیؒ، سیّد جلال الدّین بُخاری اُوچیؒ، مخدوم جہانیاں جہاں گشت اُوچیؒ و جناب لعل شہباز قلندرؒ سندھی وغیرہ بزرگان نے اس برِّصغیر میں دُور و نزدیک اپنی اَن تھک مساعی سے لوگوں کو دولتِ اسلام سے سرفراز فرمایا۔

گویا حضرت غوثُ الاعظمؓ اور آپ کے بلاواسطہ و بالواسطہ فیض یافتگان کی کوششوں سے نہ صرف دینِ اسلام میں نئی زندگی نمُودار ہُوئی بلکہ جیسا کہ پہلے عرض کیا جاچکا ہے اُس کی رُوحانی قُوّتِ دفاع اس حد تک بیدار و اُستوار ہوگئی کہ جب ساتویں صدی کے آغاز میں یعنی ۶۱۵ھ میں تاتاریوں کی قیامت خیز یلغار سے نصف صدی یعنی ۶۵۶ھ تک اسلامی سلطنتوں کی اینٹ سے اینٹ بج گئی تو ظاہری حالات کے تقاضوں اور عام توقعات کے برعکس اسلام کا چراغ گُل ہونے کی بجائے نہ صرف رَوشن رہا، بلکہ صرف پچیس سال کے اندر اندر یعنی ۶۹۰ھ تک خُود اِن غارت گروں کو اپنا حلقہ بگوش بنانے میں کامیاب ہوگیا۔ سچ ہے ؎

چراغے را کہ ایزد بر فروزد　　　کسے کو تُف زند ریشش بسوزد

اور یہ سب کسی شاہی لشکر یا دُنیوی طاقت سے سرنہیں ہُوا، بلکہ اُسی سُلطان الوجود، قطبُ الوقت، خلیفۃُ اللہ فی الارض وارثِ کتاب و نائبِ رسُولؐ، المتصرف فی الوجود علی التحقیق، مظہرِ اسمائے الٰہی، غوثُ الاعظمؓ دستگیر کے رُوحانی تصرّف کا اعجاز تھا کہ دُشمنانِ اسلام نے اسلام قبُول کرکے اس کی وُہ خدمات انجام دیں کہ باید و شاید۔

تاتاریوں کا قبُولِ اسلام

تاتاریوں کے قبُولِ اسلام کا واقعہ بھی دلچسپی سے خالی نہیں۔ کُتبِ تاریخ میں لکھا ہے کہ تاتاریوں کے غلبے کے بعد سلسلۂ عالیہ قادریہ کے ایک خُراسانی بزرگ اشارۂ غیبی کے تحت ہلاکوخان کے بیٹے تگودار خان کے پاس پہنچے۔

ذوشکار سے واپس آرہا تھا اور اپنے محل کے دروازے پر اس درویش کو دیکھ کر بانداز تمسخر و حقارت کہنے لگا کہ اے درویش! تمہاری داڑھی کے بال اچھے ہیں یا میرے کتے کی دُم؟ آپؒ نے جواباً فرمایا کہ میں بھی اپنے مالک کا کتا ہوں اگر میں اپنی جاں نثاری و وفاداری سے اُسے خوش کر پاؤں تو میری داڑھی کے بال اچھے ہیں، ورنہ آپ کے کتے کی دُم اچھی ہے جو آپ کی فرماں برداری کرتا ہے اور آپ کے لیے شکار کی خدمت انجام دیتا ہے۔ تگودار خان پر اس اندازِ گفتگو کا بہت اثر ہوا اور اُس نے آپؒ کو اپنا مہمان رکھ کر آپؒ کی تعلیم و تبلیغ کے زیرِ اثر درپردہ اسلام قبول کر لیا۔ مگر اُسے اس خیال سے ظاہر نہ کیا کہ ناسازگاری حالات کے پیشِ نظر کہیں اپنی قوم کی مخالفت کا سامنا نہ کرنا پڑے۔ بعد ازاں اُن کو یہ کہہ کر رخصت کر دیا کہ کچھ عرصہ بعد تشریف لایئے گا تاکہ میں اس دوران اپنی قوم کو ذہنی طور پر نیا مذہب قبول کرنے کے لیے تیار کر سکوں۔ وہ درویش واپس وطن تشریف لے گئے۔ مگر چونکہ وقت پورا ہو گیا تھا اس لیے جلد ہی اپنی داعیٔ اجل کو لبیک کہہ گئے۔ بمصداق "ہر چہ پدر نتواند، پسر تمام کند" کچھ عرصے بعد ان کے صاحب زادے باپ کی جگہ حسبِ وصیت تگودار خان کے پاس پہنچے تو اُس نے کہا کہ باقی سردارانِ قوم تو قریباً مائل ہو گئے ہیں، مگر ایک سردار جس کے پیچھے کافی جمعیت ہے، آمادہ نہیں ہو رہا ہے۔ حضرتؒ نے تگودار خان کے مشورے سے اُسے بلوایا اور تبلیغ فرمائی۔ مگر اُس نے کہا: میں ایک سپاہی ہوں جس کی ساری عمر جنگ میں گزری ہے۔ میں صرف طاقت میں ایمان رکھتا ہوں اگر آپ میرے پہلوان کو کشتی میں پچھاڑ دیں تو میں مسلمان ہو جاؤں گا۔ یہ بات سن کر آپؒ نے تگودار خان کے منع کرنے کے باوجود اُس سردار کا چیلنج منظور کر لیا اور مقابلے کے لیے تاریخ و وقت کا تعین کر کے اجتماعِ ناظرین کے خیال سے اعلانِ عام کرا دیا۔ تگودار خان نے بہتیرا کہا کہ ایک تاتاری نوجوان پہلوان سے ایک سن رسیدہ و کمزور جسم درویش کا مقابلہ بالضافی اور قتلِ عمد کے مترادف ہے۔ مگر مخالف سردار نے کہا کہ یہ مقابلہ ہو کر رہے گا۔ اول تو اس لیے کہ اس درویش کے قتل سے اس قسم کے دوسرے دخل درمعقولات کرنے والوں کو عبرت ہو گی اور دوم اس لیے کہ خانِ اعظم یعنی تگودار خان آئندہ اس قسم کے چلتے پھرتے لوگوں کی باتوں کو درخورِ اعتنا نہ سمجھا کریں گے۔

پاسباں مل گئے کعبہ کو صنم خانے سے

چنانچہ مقررہ دن ہزارہا مخلوق کی موجودگی میں مقابلہ ہوا۔ حضرتؒ نے جاتے ہی ایک طمانچہ اس زور کا اُس تاتاری پہلوان کے منہ پر رسید کیا کہ اُس کی کھوپڑی ٹوٹ گئی اور لوگوں میں شور مچ گیا۔ سب لوگ حیران تھے کہ یہ کیا ہو گیا ہے۔ انہیں کیا معلوم کہ یہ کس قسم کا درویش کس کا پہلوان تھا۔

تری خاک میں ہے اگر شرر تو خیالِ فقر و غنا نہ کر
کہ جہاں میں نانِ شعیر پر ہے مدارِ قوتِ حیدری

چنانچہ اُس کا اثر ہوا کہ نہ صرف اُس سردار نے حسبِ وعدہ میدان میں نکل کر آپؒ کے ہاتھ کو بوسہ دے کر اپنے قبولِ اسلام کا اعلان کیا، بلکہ اکثر حاضرین بھی اسلام لے آئے اور تگودار خان نے بھی اپنے اسلام کا اظہار کر کے اپنا نام احمد رکھا۔ تاریخ میں اُس کا یہی نام (۱۲۸۱ء تا ۱۲۸۴ء) تحریر ہے۔ اپنے دورِ اقتدار میں اُس نے سلاطینِ مصر سے بھی تعلقات استوار کرنے کی کوشش کی لیکن تاتاری جرنیلوں نے بالعموم اُس کے اسلام لانے کو پسند نہ کیا اور بغاوت کی۔ احمد

باوجود مقابلہ کے کامیاب نہ ہو سکا اور شہید ہوا۔ مورخین نے اس واقعہ کو قدرت کی ایک عجیب ستم ظریفی قرار دیا ہے کہ باپ یعنی ہلاکو خان تو اسلام اور عرب تہذیب کو تباہ کرے اور بیٹا یعنی احمد تگودار خان اُسی تہذیب اور اسلام کے تحفظ کے لیے اپنی جان قربان کر دے۔

اگرچہ اس واقعہ سے تاتاریوں میں اشاعتِ اسلام کی رفتار قدرے سست پڑ گئی، مگر چونکہ دوسری طرف ہلاکو خان کا ایک چچازاد بھائی برکہ (۱۲۵۶ء تا ۱۲۶۶ء) بھی حضرت شیخ شمس الدین باخورزیؒ کے دستِ حق پرست پر اسلام قبول کر چکا تھا اور پھر احمد یعنی تگودار خان کے بھتیجے کے بیٹے غازان محمود (۱۲۹۵ء تا ۱۳۰۴ء) نے بھی اسلام قبول کر لیا۔ اس لیے وسط ایشیا کی تاتاری حکومت، تاتاری اسلامی حکومت میں بدل گئی۔ اس غازان محمود کے خلاف بھی اُس کے جرنیلوں نے تبدیلِ مذہب کے باعث بغاوت کی، مگر وہ سب کو شکست دے کر غالب آنے میں کامیاب ہو گیا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ قریباً تمام تاتاری قبائل اسلام لے آئے۔

ہر بنائے کہنہ کآباداں کنند — اول آں بنیاد را ویراں کنند

ایک وہ وقت تھا کہ تاتاری کفار کے ابتدائی حملے کے وقت سلطان علاؤالدین محمد خوارزم شاہ نے بقول مشہور یہ کہہ کر اپنا گھوڑا لوٹا لیا تھا کہ اُسے ملائکہ اور اولیاء اللہ کی ارواح چنگیزی لشکر کے سروں پر سایہ فگن یہ کہتی نظر آتی ہیں: أَيُّهَا الْكَفَرَةُ اقْتُلُوا الْفَجَرَةَ (اے کافرو! ان فاجروں کو قتل کرو) جس کے نتیجے میں لاکھوں اور کروڑوں مسلمانوں کا خون بہا۔ اور ایک وقت یہ آیا کہ ایک تنہا درویش نے اپنی قوتِ یداللّٰہی کا مظاہرہ کر کے لاتعداد تاتاریوں کو حلقہ بگوشِ اسلام کیا۔ گویا ہر دو صورتوں میں مشیتِ ایزدی حسبِ تقاضائے وقت و احوال اُسی تجلی کی شانِ تدبیر کارفرما تھی۔ سچ ہے یہ ارشادات کریمانہ: آیاتِ ذیل:-

إِنَّ اللّٰهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوا مَا بِأَنْفُسِهِمْ (رعد: ۱۱)
بے شک اللہ تعالیٰ کسی قوم کی حالت نہیں بدلتا جب تک وہ خود اپنی حالت کو نہ بدلے۔

وَمَا كَانَ رَبُّكَ لِيُهْلِكَ الْقُرٰى بِظُلْمٍ وَأَهْلُهَا مُصْلِحُونَ (ھود: ۱۱۷)
اور تیرا رب ہرگز ایسا نہیں ہے جو بستیوں کو زبردستی ہلاک کر دے اور وہاں کے لوگ نیک ہوں۔

أَوَلَمْ يَهْدِ لِلَّذِينَ يَرِثُونَ الْأَرْضَ مِنْ بَعْدِ أَهْلِهَا أَنْ لَوْ نَشَاءُ أَصَبْنَاهُمْ بِذُنُوبِهِمْ (الاعراف: ۱۰۰)
کیا اُن لوگوں پر جو زمین کے وارث ہوتے ہیں وہاں کے لوگوں کے ہلاک ہونے کے بعد یہ ظاہر نہیں ہوا کہ اگر ہم چاہیں تو انہیں اُن کے گناہوں کے سبب سے پکڑ لیں۔

وَكَذٰلِكَ أَخْذُ رَبِّكَ إِذَا أَخَذَ الْقُرٰى وَهِيَ ظَالِمَةٌ إِنَّ أَخْذَهُ أَلِيمٌ شَدِيدٌ (ھود: ۱۰۲)
اور تیرے رب کی پکڑ ایسی ہی ہوتی ہے جب وہ ظالم بستیوں کو پکڑتا ہے اور اُس کی پکڑ سخت تکلیف دہ ہے۔

اس کو ثابت کرتی ہیں کہ جب کوئی قوم اپنی بداعمالیوں کے باعث صراطِ مستقیم سے ہٹ جاتی ہے تو اللہ تعالیٰ اُسے ہلاک کر کے اُس کی جگہ کوئی دوسری قوم دین کی خدمت کے لیے کھڑی کرتے ہیں۔

جب احیائے دین کے شعور کامل کا وقت آتا ہے تو غلاموں سے سلاطین تک پاکیزہ زندگی کے نمونے بن جاتے ہیں۔ سلطان قطب الدین ایبک ارکان دین کی پابندی کے ساتھ ساتھ غریب پروری و مسکین نوازی کے سبب لکھ داتا مشہور ہوتا ہے۔ سلطان شمس الدین التمش جناب قطب الدین بختیار کاکیؒ کے حسب وصیت اُن کی نماز جنازہ پڑھا کر عصر کی سنتوں اور تہجد کے نوافل کا ہمیشہ ادا کرنے والا اور جنسی پاکیزگی کا مرقع ثابت ہوتا ہے اور سلطان ناصر الدین محمودؒ سرکاری خزانے کو پبلک کی امانت سمجھتے ہوئے کتابت قرآن کو اپنا اور اپنے اہل خانہ کا ذریعہ معاش بناتا ہے۔ اُمراء و سلاطین تبلیغ اسلام میں خواجہ بہاؤ الدین نقشبندؒ، خواجہ غریب نوازؒ، حضرت گنج شکرؒ اور غوث بہاؤ الحقؒ کے احکام کی خدام خانہ زاد کی طرح تعمیل کرتے ہیں اور ان خدمات کے صلے میں ہندو چین جیسے کفرستانوں کے تخت و تاج سات سات اور آٹھ آٹھ سو سال کے لیے اپنے خاندانوں کے لیے وقف کرا لیتے ہیں۔

غوث الاعظمؓ کے کوائفِ زندگی

صاحب بہجۃ الاسرار حضرت غوث الاعظمؓ کی ولادت باسعادت رمضان ۴۷۱ھ کی چاندرات بمقام قصبہ جیلان علاقہ جیل ہونا تحریر کرتے ہیں۔ جیل طبرستان سے کچھ آگے بحیرۂ اخضر کے قریب کے علاقے کا نام ہے۔ آپؓ والد کی طرف سے حسنیؓ اور والدہ کی طرف سے حسینیؓ یعنی نجیب الطرفین سید ہیں۔ آپؓ کے والد ماجد حضرت سید ابو صالحؒ ولی کامل تھے۔ اور جنگ و جہاد سے بہت اُنس رکھنے کی وجہ سے جنگی دوست مشہور تھے۔ حضرت غوث الاعظمؓ کے نانا بزرگوار سید عبداللہ صومعیؒ بھی جیلان کے مشہور مشائخ و رؤسا میں سے تھے۔

کہتے ہیں کہ عنفوانِ شباب میں سید ابو صالحؒ بسلسلۂ ریاضات ایک دریا کے کنارے جا رہے تھے۔ اور کئی روز سے کچھ نہیں کھایا تھا۔ دریا کے کنارے پر ایک سیب پڑا ہوا دیکھا تو بسم اللہ کہہ کر کھا لیا۔ کھانے کے بعد خیال پیدا ہوا کہ پتہ نہیں کس کا سیب تھا جو میں نے بلا اجازت کھا لیا ہے۔ اس لیے پریشانی کے عالم میں دریا کے ساتھ ساتھ سیب کے مالک کی تلاش میں چل پڑے تاکہ اُس سے اجازت حاصل کریں۔ چند فرسنگ کی مسافت کے بعد دریا کے کنارے سیبوں کا ایک باغ نظر آیا جس کے درختوں سے پکے ہوئے سیب پانی پر لٹکے ہوئے تھے۔ سید ابو صالحؒ سمجھ گئے کہ وہ سیب ان ہی درختوں کا تھا۔ دریافت پر معلوم ہوا کہ یہ باغ سید عبداللہ صومعیؒ کا ہے۔ لہٰذا اُن کی خدمت میں حاضر ہو کر بصد ادب بلا اجازت سیب کھا لینے کے لیے معافی کے خواستگار ہوئے۔ سید عبداللہؒ چونکہ خود خاصانِ خدا میں سے تھے، سمجھ گئے کہ نیک و ہونہار نوجوان ہے۔ چنانچہ کچھ عرصے کے لیے باغ کی رکھوالی کی شرط پیش کر کے کہا کہ اتنا عرصہ یہ خدمت انجام دو۔ اس کے بعد معافی کے متعلق غور کیا جائے گا۔ آپؒ نے رضائے الٰہی کی خاطر یہ خدمت منظور کر کے نہایت دیانتداری سے وقتِ معینہ تک اسے انجام دیا اور پھر حاضر خدمت ہو کر معافی کے طلب گار ہوئے۔ سید عبداللہؒ نے فرمایا، ایک شرط اور باقی ہے۔ وہ یہ کہ میری ایک لڑکی آنکھوں سے اندھی، کانوں سے بہری، ہاتھوں سے لُنجی اور پاؤں سے لنگڑی ہے۔ اُسے نکاح میں قبول کرو تو بلا اجازت سیب کھانے کی معافی دے دی جائے گی۔ حضرت ابو صالحؒ نے قبول کیا۔ اور بعد نکاح جب اپنی بیوی کو اُن تمام ظاہری عیوب سے مبرا ہونے کے ساتھ ساتھ حسنِ ظاہری سے بھی متصف پایا تو خیال گزرا کہ یہ کوئی اور لڑکی ہے اور غلطی کے خیال سے بحال پریشان گھر سے باہر نکل آئے۔ حضرت عبداللہؒ نے فراست باطنی سے

پریشانی خاطر کا سبب معلوم کر کے کہا کہ اے بیٹے! یہی تمہاری بیوی ہے اور میں نے اس کی جو صفات تم سے بیان کی تھیں وہ سب صحیح تھیں۔ یہ اندھی ہے کہ آج تک کسی غیر محرم پر اس کی نظر نہیں پڑی۔ یہ بہری ہے کہ کبھی خلاف حق بات نہیں سنی۔ نیز کبھی خلاف شرع کام نہ کرنے اور گھر سے باہر قدم نہ رکھنے کی وجہ سے لُنجی اور لنگڑی بھی ہے۔ حضرت ابو صالحؒ بہت خوش ہوئے اور اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا۔ حضرت غوث الاعظمؓ ان دو پاکباز ہستیوں کی اولاد تھے۔ آپؓ کی پیدائش کے وقت آپؓ کی والدۂ ماجدہ اُمّ الخیر سیدہ فاطمہؒ کی عمر شریف ساٹھ سال بیان کی جاتی ہے۔ آپؓ مادرزاد ولی کامل تھے۔ آپؓ خود فرماتے ہیں کہ مجھے اپنے ولی ہونے کا علم اس وقت سے ہو گیا تھا جب کم سنی میں مکتب کو جاتے ہوئے اپنے آگے پیچھے فرشتوں کو دیکھتا تھا۔ جو میرے ساتھ چلتے، میری حفاظت کرتے اور مکتب پہنچنے پر لڑکوں کو کہتے کہ اللہ کے ولی کو بیٹھنے کے لیے جگہ دو۔

آپؓ کے والد و نانا بزرگوار کا انتقال آپؓ کی کم سنی میں ہی ہو گیا تھا، اس لیے آپؓ کی سرپرستی اور تعلیم و تربیت کا اہتمام سر بسر آپؓ کی والدۂ ماجدہ کے ذمے رہا۔ ایامِ طفولیت میں کبھی بچوں کے ساتھ کھیلنے کے خیال سے باہر نکلتے تو آواز آتی "اِلَیَّ یَا مُبَارَکُ" اے برکت والے! میری طرف آ۔ آپؓ سہم کر والدہ محترمہ کی گود میں جا بیٹھتے اور کھیل کا خیال ترک کر دیتے۔

جوان ہوئے تو ایک مرتبہ بیل لے کر ہل چلانے کے ارادے سے اپنی زمین کی طرف جا رہے تھے کہ بیل نے مڑ کر دیکھا اور بزبان انسان کہا: "مَا لِهٰذَا خُلِقْتَ وَلَا بِهٰذَا أُمِرْتَ" یعنی اے عبدالقادر! آپ کو اس لیے نہیں پیدا کیا گیا ہے اور نہ اس کا حکم دیا گیا ہے۔ آپؓ گھبرا کر واپس آ گئے۔ مکان کی چھت پر چڑھے تو دیکھا کہ حاجیوں کا ایک قافلہ بیت اللہ شریف کو جا رہا ہے۔ آخر کر والدۂ ماجدہ کی خدمت میں عرض کی کہ اگر اجازت ہو تو تحصیل علوم اور زیارتِ بزرگان سے فیضیاب ہونے کے لیے بغداد چلا جاؤں۔ آپؓ کی عمر اس وقت اٹھارہ سال کے قریب تھی اور والدۂ ماجدہ کی اٹھتر سال۔ وہ باچشمِ پُرنم اسی دینار، جو جناب غوث الاعظمؓ کے والد بزرگوار نے ترکے میں چھوڑے تھے، نکال لائیں۔ چالیس دینار غوث الاعظمؓ کے پیراہن میں سی دیئے اور چالیس اُن کے چھوٹے بھائی کے لیے رکھ لیے۔ پھر ان سے ہمیشہ سچ بولنے کا عہد لے کر انہیں خدا کے سپرد کیا اور کہا کہ اب قیامت کے روز ملاقات ہو گی۔

اثنائے راہ جب قافلہ ہمدان سے آگے نکلا تو ڈاکوؤں کے گروہ نے اُسے لُوٹ لیا۔ ایک ڈاکو نے حضرت غوث الاعظمؓ سے پوچھا کہ لڑکے! تیرے پاس بھی کچھ ہے؟ آپؓ نے فرمایا: "ہاں، چالیس دینار ہیں۔" ڈاکو کو یقین نہ آیا اور مذاق سمجھ کر چلا گیا۔ تھوڑی دیر کے بعد ایک دوسرے ڈاکو نے بھی آ کر یہی سوال کیا اور وہی جواب سن کر اپنے سردار سے سرسری طور پر اس کا ذکر کیا۔ سردار نے آپؓ کو بلوا کر پوچھا تو آپؓ نے اُسے بھی سچ سچ بتا دیا اور پیراہن چاک کرنے پر چالیس دینار برآمد ہو گئے۔ اس پر ڈاکوؤں کا سردار احمد بدوی سخت متعجب ہو کر بولا۔ "لڑکے! تمہیں معلوم ہے، ہم رہزن ہیں جو مسافروں کا مال لُوٹتے ہیں۔ پھر تم نے ہم پر ان دیناروں کا بھید کیوں ظاہر کر دیا جبکہ تم نہایت آسانی سے مخفی رکھ سکتے تھے۔" غوث الاعظمؓ نے فرمایا: "میں نے وقتِ رخصت اپنی ضعیف والدہ سے سچ بولنے کا اقرار کیا تھا، اس لیے چالیس دیناروں کی خاطر خلافِ عہد کیوں کرتا۔" سردار پر رقت طاری ہو گئی اور وہ بہت رویا اور کہنے لگا: "اے بچے! تجھے اپنی ماں کے ساتھ عہد کا اتنا پاس ہے اور حیف ہے

مجھ پر جوانی کے سالوں سے اپنے خالق کے ساتھ کیے ہوئے عہد کو پس پُشت ڈالے ہوئے ہوں۔" یہ کہہ کر وہ اُٹھا اور آپؒ کے ہاتھ پر توبہ کی۔ اُس کے رُفقاء نے بھی اُس کی موافقت کی کہ راہزنی میں تُو ہمارا سردار تھا تو توبہ میں بھی تُو ہی ہمارا قائد رہ۔ اور تمام لُوٹا ہوا مال قافلہ والوں کو واپس کر دیا۔ بہجۃ الاسرار میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس تائب گروہ کو واصلین باللہ میں سے کیا۔

بغداد پہنچ کر مشیتِ ایزدی کے تحت فقر و فاقہ، مجاہدات و ریاضاتِ شاقہ اور تحصیلِ علم میں جس قدر مشقت آپؒ نے برداشت کی، اُس کی مثال نہیں ملتی۔ وہ چالیس اشرفیاں تو چند روز میں ہم درس طلبہ و مساکین کی ضروریات پر خرچ ہو گئی تھیں۔ عرصہ دراز تک یہ حالت رہی کہ قُوتِ لایموت کے لیے دجلہ کے کنارے جنگل جاتے اور گری پڑی سبزی ترکاری اُٹھا کر شکم پُری کرتے۔ ایک مرتبہ بیس روز تک کچھ نہ مل سکا تو کسریٰ کے محلات کے کھنڈروں کی طرف چل گئے تاکہ کوئی مباح چیز مل سکے۔ وہاں دیکھا کہ ستر اولیاء اللہ اسی طلب میں پھر رہے تھے۔ اُن کے لیے رکاوٹ بننے کے خیال سے واپس آ گئے تو ایک آشنا جو آپؒ ہی کی تلاش میں تھا، اور سونے کا ایک ٹکڑا دیا کہ والدہ محترمہ نے آپؒ کے لیے بھیجا ہے۔ آپؒ نے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا اور اُس سے ایوانِ کسریٰ کے کھنڈروں میں واپس جا کر اُن مردانِ خدا اور دیگر فقراء کی بھی خدمت کی اور شام تک سب کا سب راہِ خدا میں خرچ کر دیا۔

بغداد کے قریب ایک ویرانے میں پُرانا بُرج تھا۔ اس بُرج میں آپؒ نے گیارہ برس تک شب و روز عبادت و ریاضت کی، جس کی وجہ سے اُس بُرج کا نام بُرجِ عجمی پڑ گیا۔ آپؒ فرماتے ہیں، ایک مرتبہ میں نے اپنے پروردگار سے عہد کیا کہ میں اُس وقت تک کچھ نہ کھاؤں پیوں گا جب تک کوئی دوسرا مجھے میرے مُنہ میں لقمہ دے کر نہ کھلائے گا۔ متواتر چالیس روز بغیر کھائے پیے گزر گئے۔ چالیس دن کے بعد ایک شخص آیا اور کھانا میرے سامنے رکھ کر چلا گیا۔ بھوک کی شدّت کی وجہ سے میرے نفس نے چاہا کہ کھا لے، لیکن میں نے اُس کی طرف مُطلق توجہ نہ کی اور نفس "اَلْجُوع، اَلْجُوع" یعنی ہائے بھوک! ہائے بھوک! پکارتا رہا۔ اسی اثناء میں حضرت شیخ ابو سعید مخزومیؒ اُدھر سے گزرے اور فراست سے اس شور پر آگاہ ہو کر قریب تشریف لائے اور مجھ سے پوچھا اے عبدالقادر! یہ شور کیسا ہے؟ میں نے کہا، یہ اضطرابِ نفس ہے، مگر روح یادِ الٰہی میں مطمئن ہے۔ اُنہوں نے فرمایا، میرے غریب خانے پر چلو۔ اور یہ کہہ کر چلے گئے۔ میں نے دل میں کہا، جب تک یہاں سے کوئی خود نہ لے جائے گا، اُس وقت تک نہ جاؤں گا۔ ابھی اسی خیال میں تھا کہ خضر علیہ السلام تشریف لائے اور مجھے حضرت ابو سعیدؒ کے مکان پر لے گئے۔ جہاں دروازے میں شیخ ابو سعیدؒ کھڑے انتظار کر رہے تھے۔ مجھے دیکھ کر فرمایا، عبدالقادر! کیا میرا کہنا کافی نہ تھا کہ خضر علیہ السلام کے کہنے کی ضرورت پڑی؟ یہ کہہ کر مجھے گھر میں لے گئے اور اپنے ہاتھ سے میرے منہ میں لقمے ڈال کر کھانا کھلایا۔

عشق فارغ کرد از دُنیا و مافیہا مرا

اس دوران دُنیوی اور شیطانی طاقتیں بھی غافل نہیں رہی تھیں یک لخت متذکرہ بالا کھنڈروں میں دُنیا اپنی مثالی

صُورت میں آراستہ و پیراستہ ہو کر اپنی تمام تر دلکشیوں اور دلربائیوں کے ساتھ آپؒ کے سامنے آئی اور یادِ الٰہی سے غافل کرنا چاہا۔ مگر آپؒ نے اپنے جدِّ اعلیٰ مولائے کائنات سیّدنا علی کرم اللہ وجہہ الکریم کی سُنّت کی پیروی میں فرمایا، مجھ سے دُور رہ کہ میں تجھے تین طلاق دے چکا ہوں۔ جب تائیدِ ایزدی سے وہ بے نیل مرام واپس لوٹ گئی تو آپؒ نے بطور تحدیثِ نعمت فرمایا۔

عشق فارغ کرد از دُنیا و مافیہا مرا — کے تواند بُرد از رہ عشوۂ دُنیا مرا

ایک دفعہ ابلیس آپؒ کے پاس آیا اور کہا کہ آپؒ نے مجھے اور میرے اتباع کو بہت تکلیف دی ہے اب میں آیا ہوں کہ آپؒ کی خدمت اور تابعداری میں رہوں۔ ابھی وہ بات کر ہی رہا تھا کہ ایک ہاتھ غیب سے نمودار ہوا اور اُسے زمین میں دھنسا دیا۔

مُدّعی آنے لگا راز کی اس محفل میں — غیب کے ہاتھ نے جھٹ سینے میں اس کے مارا

ایک دوسرے موقع پر وہ نیزۂ آتشیں سے مسلح ہو کر آیا تو غیب سے ایک شمشیرِ برہنہ آپؒ کے ہاتھ میں آ گئی، جسے دیکھتے ہی وہ بھاگ گیا۔

اسی طرح ایک رات جب کہ آپؒ عراق کے ایک بے آب و گیاہ صحرا میں مصروفِ عبادت تھے آپؒ کو ایک روشنی نظر آئی، جس نے تمام آسمان کو منور کر دیا اور اُس میں سے آواز آئی "اے عبدالقادر! میں تیرا پروردگار ہوں اور تیری عبادت سے راضی ہو کر تجھے اپنی عبادت کی تکلیف سے آزاد کرتا ہوں۔" حضرت غوث الاعظمؒ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے ظاہری و باطنی علوم میں نگاہ کی تو کہیں اس صورت کا جواز نظر نہ آیا اور میں نے خیال کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم باوجود اس علوِّ مرتبت کے عمر بھر عبادت کے مکلّف و پابند رہے۔ اُن کو عبادت کی تکلیف سے معافی نہ ملی تو اور کوئی کیونکر اس سے آزاد ہو سکتا ہے۔ اس لیے میں نے لاحول پڑھا تو شیطان اصلی صورت میں سامنے آ کر کہنے لگا "میں نے اس مقام پر بہتیرے عبادت گزاروں کو گمراہ کیا، مگر اے عبدالقادر! آپؒ اپنے علم کے زور سے بچ نکلے۔" میں نے پھر لاحول پڑھا اور کہا، دُور ہو مردود! میں اپنے علم کی وجہ سے نہیں، بلکہ محض اللہ تعالیٰ کی تائید اور فضل و کرم سے محفوظ رہا ہوں۔ اس پر وہ سر پیٹنے لگا کہ آج میں آپؒ سے قطعاً مایوس ہوا۔ آئندہ آپؒ پر وقت ضائع کرنا بے سُود ہے۔ میں نے کہا، میں تمہاری کسی بات کا اعتبار نہیں کرتا اور ہمیشہ تمہارے مکر سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگتا رہوں گا۔

مُحیُ الدّینؒ

سیّدنا غوث الاعظمؒ ۴۸۸ھ میں خلیفہ مستظہر باللہ عباسی کے عہد میں بغداد تشریف لائے۔ اور تینتیس سال کی مدت میں جو آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے مکی و مدنی زمانۂ تبلیغ کا عرصہ ہے، اللہ تعالیٰ نے آپؒ کی ظاہری و باطنی ہر طرح کی تکمیل فرما کر "مُحیُ الدّین" کے لقب سے ملقب فرما کر مسندِ ارشاد عنایت فرمائی۔ بہجۃ الاسرار میں تحریر ہے کہ آپؒ نے ایک مرتبہ اپنے مشہورِ خلائق لقب "مُحیُ الدّین" کے متعلق یہ وضاحت فرمائی کہ ۵۱۱ھ میں ایک جمعہ کے روز میں سفر سے پا برہنہ بغداد کی طرف واپس آ رہا تھا

کہ ایک نہایت ہی لاغر اور نحیف بیمار پر میرا گزر ہوا۔ اُس نے کہا "السلام علیک یا عبدالقادر" میں نے سلام کا جواب دیا۔ کہنے لگا "مجھے اُٹھاؤ"۔ میں نے اُٹھا کر بٹھا دیا تو اچانک اُس کا چہرہ بارونق اور جسم موٹا تازہ ہو گیا۔ میں حیران ہوا تو کہنے لگا "تعجب کی بات نہیں۔ میں آپؒ کے جدِ پاک صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا دین ہوں، جو مُردہ ہو رہا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے آپؒ کے ذریعے مجھے نئی زندگی عطا فرمائی ہے۔ آپ محی الدین ہیں"۔ چنانچہ جب میں جامع مسجد کی حدود میں داخل ہوا تو ایک شخص نے اپنا جوتا اُتار کر مجھے پہننے کو دیا، اور "یا سیدی محی الدین" کے الفاظ سے مخاطب کیا۔ نمازِ جمعہ تمام ہوئی تو لوگ دوڑتے ہوئے میری طرف آئے اور "یا محی الدین، یا محی الدین" پکارتے ہوئے میرے ہاتھوں کو بوسے دینے لگے۔ حالانکہ اس سے پہلے کبھی کسی نے مجھے اس نام سے نہیں پکارا تھا۔

شیخ عبدالحق محدث دہلوی، شرح مشکوٰۃ شریف میں فرماتے ہیں کہ "اسلام ظاہری اعمال کا نام ہے، ایمان باطنی اعتقاد کا۔ اور دین ان ہر دو کے مجموعے کو کہتے ہیں۔ گویا "دین" وہ جامع نظام ہے جو بنی نوع انسان کے عقائد و اعمال، ظاہر و باطن، صورت و معنی، روحانیت و جسمانیت پر مشتمل ہے۔ ایسے نظام کا احیاء نبی مرسل یا اُس کے کامل ترین نائب کے بغیر ممکن نہیں۔ اگرچہ آں حضرتؐ نے ہر صدی کے سرے پر ایسی ہستیوں کی نشان دہی فرمائی ہے، جن سے تجدیدِ دین کا فریضہ انجام پذیر ہوتا ہے، مگر تجدید اور احیاء میں ایک نمایاں فرق ہے۔ مجددین کی فہرست میں ابتداء سے لے کر اس وقت تک بہت سے حضرات کے اسمائے گرامی پائے جاتے ہیں۔ مگر محی الدین کا لقب کسی اور کو عطا نہیں ہوا۔ تاریخِ اسلام کے مطالعہ سے یہ امر پایۂ ثبوت کو پہنچ جاتا ہے کہ احیائے دین کا اہم ترین فریضہ حقیقتہً جناب غوث الاعظمؒ کی ذاتِ گرامی قدر ہی سے پایۂ تکمیل کو پہنچا اور یہ عظیم الشان لقب صرف آپؒ ہی کے وجودِ مسعود پر صادق آتا ہے۔

آپؒ کی مجالسِ وعظ

سیدنا غوث الاعظمؒ ہفتے میں قریباً تین بار مجالسِ وعظ منعقد فرماتے تھے۔ وعظ کیا ہوتا تھا، علم و حکمت کا ایک ٹھاٹھیں مارتا ہوا سمندر ہوتا تھا۔ لوگوں پر وجدانی کیفیات طاری ہو جاتی تھیں۔ بعض اپنے گریبان چاک کر لیتے اور کپڑے پھاڑ دیتے تھے اور بعض بیہوش ہو جاتے تھے۔ کئی مرتبہ لوگ بحالتِ بے ہوشی واصل بحق ہو جاتے۔ آپؒ کی مجالس میں علاوہ رجال الغیب، جنات، ملائکہ اور ارواحِ طیبہ کے، عام سامعین کی تعداد ستر ستر ہزار تک پہنچ جاتی تھی۔ اور آپؒ کی آواز دور و نزدیک بیٹھے ہوئے سب لوگ یکساں سنتے۔ اُس دور کے اکثر نامور مشائخ بالالتزام ان مجالس میں حاضری دیتے تھے۔ آپ سے بکثرت خوارق و کرامات کا ظہور ہوتا تھا۔ آپؒ کی مجالس کا انعقاد بغداد میں ہوتا، مگر آپؒ کے معاصر اولیاء اللہ یعنی حضرت شیخ عبدالرحمٰن طفسونجیؒ اور شیخ عدی بن مسافرؒ وغیرہم اپنے اپنے شہروں میں اُسی وقت پر اپنے اپنے ارادت مندوں اور شاگردوں کے ہمراہ دائرے بنا کر بیٹھ جاتے اور نہ صرف حضرت غوث الاعظمؒ کے مواعظ سنا کرتے بلکہ اُنہیں قلمبند بھی کرتے۔ پھر جب کبھی بغداد آنے کا موقع ملتا، اور آپؒ کی مجلس میں قلمبند شدہ تحریرات کے ساتھ موازنہ کرتے تو سرِ مو فرق نہ پایا جاتا۔

ایک مرتبہ آپؒ وعظ فرما رہے تھے کہ بحالتِ کیف آپؒ کی دستارِ مبارک کا ایک پیچ کھل گیا۔ یہ دیکھ کر تمام حاضرینِ مجلس نے بہ پاسِ ادب اپنے سروں سے عمامے اُتار کر آپؒ کے منبر کے نیچے پھینک دیئے۔ جب وعظ ختم ہونے پر آپؒ کے حکم سے سب لوگوں نے اپنی اپنی دستاریں اُٹھائیں تو ایک زنانہ سربند پڑا رہ گیا۔ لوگوں کو حیران دیکھ کر آپؒ نے فرمایا کہ اصفہان میں ہماری ایک عارفہ بہن رہتی ہیں، جنہوں نے جوشِ عقیدت میں اپنا سربند اُتار کر پھینک دیا ہے۔ آپؒ نے وہ سربند اپنے دوشِ مبارک پر رکھا، جہاں سے وہ فوراً غائب ہو گیا۔

موازنۂ عقل و عشق

آج راڈار اور ٹیلی ویژن کے زمانے میں ان حقائق سے کچھ وہی لوگ انکار کر سکتے ہیں جو روحانیت سے سر بسر ناآشنا ہیں۔ دورِ حاضر کا سب سے بڑا سائنسدان آئن سٹائن کہہ گیا ہے کہ میں نے ریڈیو دوربین کے ذریعے ایک ایسا کہکشاں تو دیکھ لیا ہے جو زمین سے دو کروڑ نوری سال کے فاصلے پر ہے، یعنی روشنی جو فی سیکنڈ ایک لاکھ چھیاسی ہزار میل طے کرتی ہے، وہاں دو کروڑ سال میں پہنچے گی، لیکن جہاں تک کائنات کی سرحدیں معلوم کرنے کا تعلق ہے، اگر میری عمر ایک ملین یعنی دس لاکھ سال بھی ہو جائے، تو بھی نہیں کر سکتا۔ اس کے برعکس اس نورِ ازل سے منور سراجِ منیر حضرت غوث الاعظمؒ اس کائنات کے متعلق قصیدۂ غوثیہ میں فرماتے ہیں:-

نَظَرْتُ اِلٰی بِلَادِ اللّٰہِ جَمْعًا   کَخَرْدَلَۃٍ عَلٰی حُکْمِ اتِّصَالٖ

(اللہ تعالیٰ کے تمام بلاد میری نظر میں اس طرح ہیں جیسے ہتھیلی پر ایک رائی کا دانہ)

اس سے مادیت اور روحانیت کا اور عقلِ نارسا اور عشقِ کامگار کا فرق معلوم ہوتا ہے۔ حضرت خواجہ غریب نوازؒ فرماتے ہیں:-

حسابِ عمرِ صد عاقل بحشر گذرد یک دم   حسابِ یک دمِ عاشق بصد محشر نمی گنجد

یعنی حشر کے دن سو سائنس دانوں کی عمروں کا حساب طرفۃ العین میں ختم ہو جائے گا، مگر عاشق کی زندگی کے ایک لمحے کا حساب سو حشر بھی بپا ہوں تو ختم نہیں ہو سکے گا۔

اقلیمِ ولایت کی شہنشاہی

حضرت غوث الاعظمؒ کی کرامات کی کثرت پر تمام مؤرخین کا اتفاق ہے، مگر آپؒ کی سب سے بڑی کرامت جس کی بدولت آپؒ دنیائے ولایت کے شہنشاہ مانے گئے، یہ ہے کہ ایک مرتبہ محلّہ حلبہ میں اپنے مہمان خانے میں وعظ فرماتے ہوئے آپؒ پر حالتِ کشفی طاری ہوئی اور آپ نے فرمایا۔

قَدَمِیْ ھٰذِہٖ عَلٰی رَقَبَۃِ کُلِّ وَلِیِّ اللّٰہِ

(میرا یہ قدم ہر ولی اللہ کی گردن پر ہے۔)

اس مجلس میں عراق کے سب اکابر مشائخ موجود تھے۔ سب نے یہ ارشادِ گرامی سن کر اپنی گردنیں خم

کر دیں۔ اور تمام کُرّۂ ارض پر جہاں جہاں کوئی قطب، ابدال یا ولی تھا، ہر ایک نے آپؒ کے یہ الفاظ سُن کر گردن جھکا دی اور عارفِ کامل شیخ علی بن ابُو نصر الہیتیؒ نے جو مجلس میں حاضر تھے، اُٹھ کر آپؒ کا قدم مبارک اپنی گردن پر رکھ لیا۔ بعد میں انہوں نے اپنے ارادت مندوں کے استفسار پر بتلایا کہ سیّد عبدالقادرؒ نے یہ بات از خود نہیں کہی بلکہ اسے کہنے کا انہیں اللہ تعالیٰ نے حکم دیا تھا۔

خواجہ غریب نوازؒ چشتی کا سر جُھکانا

حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیریؒ اُن دنوں خراسان کے پہاڑوں میں مجاہدات و ریاضات میں مشغول تھے۔ آپؒ نے بھی رُوحانی طور پر جناب غوث الاعظمؒ کا مندرجہ بالا ارشادِ گرامی سُن کر اپنی گردن اس قدر خم کی کہ پیشانی زمین کو چھونے لگ گئی۔ اور عرض کی: "قَدَمَاكَ عَلٰى رَأْسِي وَعَيْنِي" آپؒ کے دونوں قدم میرے سر اور آنکھوں پر ہوں۔" حضرت غوث الاعظمؒ نے اس اظہارِ نیاز سے متاثر ہو کر مجلس میں فرمایا کہ سیّد غیاث الدین کے صاحبزادے نے گردن جھکانے میں سبقت کی ہے جس کے باعث عنقریب ولایتِ ہند سے سرفراز کیے جائیں گے۔

شیخ صنعانؒ کا انکار و توبہ

اصفہان کے ایک ولی اللہ شیخ صنعانؒ جناب غوث الاعظمؒ کے ہم عصر تھے۔ دریائے علم و عرفان کے زبردست شناور تھے اور کرامات و خوارق اُن سے بکثرت سرزد ہوتے تھے۔ غوث الاعظمؒ کا مذکورہ بالا فرمان رُوحانی طور پر انہوں نے بھی سُنا، مگر آں جنابؒ کا مرتبۂ کمال پہچاننے میں ٹھوکر کھا جانے کے باعث گردن خم کرنے میں متأمل ہوئے۔ جس پر اُسی وقت اُن کی ولایت و بصیرت سلب ہو گئی اور تہی دامن ہو جانے کی وجہ سے ایمان بھی خطرے میں پڑ گیا۔ بالآخر اُن کے ایک ارادت مند کی عاجزی و خدمت گزاری کے باعث جناب غوث الاعظمؒ نے متوجہ ہو کر انہیں کفر سے بچا لیا۔ اور توبہ کرنے پر منصب بحال ہوا۔

اس فرمان کا مفہوم

جناب غوث الاعظمؒ کی زبان مبارک سے نکلے ہوئے اِن الفاظ کے متعلق یہ تو سبھی تسلیم کرتے ہیں کہ وہ بحکمِ الٰہی کہے گئے تھے۔ مگر وسعتِ فرمان کے معاملہ میں موجودہ دور کے بعض حضرات نے اختلاف کیا ہے، اُن کا خیال ہے کہ آپؒ کا یہ فرمان صرف اولیائے وقت کے ساتھ مخصوص تھا، کیونکہ اولیائے متقدمین میں حضرات صحابۂ کرامؓ، تابعینؒ، تبع تابعینؒ اور اولیائے متأخرین میں حضرت امام مہدی بھی شامل ہیں۔ لیکن اکثریت اور اکابرین کی رائے یہ ہے کہ اس قول کے تحت آپؒ کے زمانہ کے اولیائے حاضر و غائب کے علاوہ، تمام اولیائے متقدمین و متأخرین بھی آتے ہیں۔ اور اولیاء سے مُراد وہ ولی اللہ ہیں جو اصحابؓ و ائمۂ اہل بیتؓ وغیرہ کے مقدس ناموں سے منسوب نہیں۔

تصرفات بعد از وصال

آپؒ کے فیوض و برکات کا سلسلہ آپؒ کے وصال کے بعد بھی بدستور جاری ہے اور فضلِ تعالیٰ سے ہمیشہ جاری رہے گا جیسا کہ فضائل اہل بیتِ کرامؓ کے ضمن میں پہلے ذکر ہو چکا ہے، حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کو مقامِ جذب و ولایت کا فاتحِ اوّل قرار دیتے ہوئے جناب سیّدۃ النساءؓ، حسنینؓ شریفین و بقیۃ ائمۂ اہل بیتِ کرامؓ کو اسی نسبت کے اقطاب بیان فرما کر سیّدنا غوث الاعظمؒ کی اس مقام میں ایک خصوصی شان تحریر کی ہے۔ نیز اپنی کتاب ہمعات کے ہمعہ ۱۱ میں لکھا ہے:-

"و در اولیائے اُمّت و اصحاب طرق اقوئے، کسیکہ بعد تمام راہ جذب بالمد وجوہ، بہ اصل ایں نسبت اویسیہ میل کردہ است و درآں جا بوجہ اتم قدم زدہ است، حضرت شیخ محی الدین عبدالقادر جیلانی اند و لہذا گفتہ اند کہ ایشاں در قبرِ خود مثل احیا تصرّف می کنند:"

"اور اُمّت کے اولیائے عظام میں سے راہِ جذب کی تکمیل کے بعد جس شخص نے کامل و مکمل طور پر اس نسبت اویسیہ کی اصل کی طرف رجوع کر کے وہاں کامل استقامت سے قدم رکھا ہے وہ حضرت شیخ محی الدین عبدالقادر جیلانیؒ ہیں۔ اور اسی وجہ سے کہتے ہیں کہ آں جنابؒ اپنی قبر شریف میں زندوں کی طرح تصرّف فرماتے ہیں:"

حضرت شاہ ولی اللہؒ ایک اور جگہ فرماتے ہیں: حق تعالیٰ نے آں جنابؒ کو وہ قوّت عطا فرمائی ہے کہ دُور و نزدیک ہر جگہ یکساں تصرّف فرماتے ہیں آپؒ اپنے ہم عصر اور بعد میں آنے والے تمام اولیائے کرام کے لیے حصولِ ولایت اور وصولِ فیض کا وسیلۂ کبریٰ اور واسطۂ عظمیٰ ہیں۔

شیخ عبدالحق محدثؒ نے اپنی کتاب "خوارق الاحباب فی معرفۃ الاقطاب" میں تحریر فرمایا ہے کہ حضرت غوث الاعظمؒ نے ایک مجلس میں ارشاد فرمایا کہ ڈیڑھ سو سال بعد بخارا میں ایک درویش بہاؤالدین نامی پیدا ہوگا، جو ہم سے ایک خاص نعمت کا مستحق ہوگا۔ چنانچہ جب حضرت خواجہ بہاؤالدین نقشبندؒ نے میدانِ سلوک میں قدم رکھا تو حضرت خضرؑ کے اشارے پر حضرت غوث الاعظمؒ کی رُوحانیت کی طرف متوجہ ہو کر الغیاث۔ الغیاث یا محبوبِ سُبحانیؒ پکارتے ہوئے سو گئے اور خواب میں آں جنابؒ کے فیوض و برکات سے سرفراز ہوئے۔

اسی طرح فضائل اہل بیتِ کرامؓ کے ضمن میں حضرت مجدد الف ثانیؒ کے ایک مکتوب کا حوالہ بھی آ چکا ہے جس میں وہ ائمۂ اہل بیتِ کرامؓ کے بعد منصبِ قطبیتِ کبریٰ کا حضرت غوث الاعظمؒ کی ذاتِ گرامی سے متعلق ہونا بیان کر کے تحریر فرماتے ہیں کہ:

"وصولِ فیوض و برکات دریں راہ بہر کہ باشد از اقطاب و نجباء بتوسط شریف اُو مفہوم می شود چہ ایں مرکز غیر اُو را میسّر نہ شدہ۔ ازیں جاست کہ فرمودہ

أَفَلَتْ شُمُوسُ الْأَوَّلِينَ وَشَمْسُنَا   أَبَدًا عَلَى أُفُقِ الْعُلٰى لَا تَغْرُبُ

"اس راہ میں برکات و فیوض کا حصول، اقطاب و نجباء کو جو بھی ہوں، آپؒ ہی کے توسّل سے

ہوتا ہے، کیونکہ یہ مرکزی حیثیت آپؓ کے بغیر کسی دوسرے کو میسر نہیں ہوئی۔ اسی وجہ سے آپؓ نے اس شعر میں فرمایا ہے کہ

"اگلوں کے آفتاب غروب ہو گئے، مگر ہمارا آفتاب بلندی کے اُفق پر ہمیشہ چمکتا رہے گا، اور کبھی غروب نہ ہوگا۔ یعنی مجھ سے پہلے حضرات کے لیے دائرہ ولایت کا مرکز ہونے کا شرف وقت معین کے لیے تھا، مگر میرے لیے یہ مقام اَبدی و سرمدی ہے۔"

روح المعانی میں حضرت مجددؒ سے نقل ہے کہ قطبیت کبریٰ کا مقام حضرت امام مہدی تک جناب غوث الاعظمؓ کی ذات بابرکت کے ساتھ مختص ہے۔

حضرت شیخ محمد اکرم چشتی صابری قدوسیؒ اقتباس الانوار میں آں جنابؓ کے متعلق لکھتے ہیں کہ:۔

"جس کسی کو ظاہری باطنی فیض حاصل ہوا، سیدنا غوث الاعظمؓ کی وساطت سے ہی ہوا۔ خواہ اُسے معلوم ہو یا نہ ہو۔ کوئی ولی آپؓ کی مُہر کے بغیر منظور اور معتبر نہیں ہو سکتا۔ حق تعالیٰ نے آپؓ کو وہ مقام عطا فرمایا ہے کہ تمام تصرفات کی باگ ڈور آپؓ کے ہاتھ میں دے دی ہے۔ جسے چاہیں، کسی منصب ولایت پر مقرر فرما دیں، جسے چاہیں، ایک آن میں معزول فرما دیں۔"

نیز تحریر فرماتے ہیں کہ اس فقیر کو متعدد ثقہ روایات سے معلوم ہوا ہے کہ حضرت خواجہ بزرگ اجمیریؒ پیشوائے سلسلہ چشتیہ حسب ارشاد نبوی، سیدنا غوث الاعظمؓ کی خدمت میں حاضر ہو کر کچھ عرصہ فیض حاصل کرتے رہے اور آپ نے شغل سہ گوشی اور حزب سیفی بھی آنجنابؓ سے حاصل کیا۔ ان ہر دو حضراتؓ کی ملاقات اور خواجہ غریب نواز اجمیری کے غوث الاعظمؓ سے استفاضہ کے ثبوت پر کتاب فوز المطالب مصنفہ مولینا برہان الدین خان، بھی قابل دید ہے۔

حضرت غوث الاعظمؓ واکابرین اُمت

حضرت خواجہ غریب نواز اجمیری نے حضرت غوث الاعظمؓ کی شان میں مندرجہ ذیل اشعار کہے ہیں: آپؓ حسب تصریح "تحفۃ الابرار" از مرزا آفتاب بیگ چشتی سلیمانی جناب غوث الاعظمؓ کے رشتے میں خالہ زاد بھائی ہیں:۔

یا غوث معظم، نور ھدیٰ، مختار نبی، مختار خدا
سلطان دو عالم، قطب علی، حیراں ز جلالت ارض و سما
در صدق ہمہ صدیقؓ وشی، در عدل و عدالت چو عمرؓ
اے کان حیا عثمانؓ منشی، مانند علیؓ با جود و سخا
در بزم نبی، عالی شانی، ستار عیوب مریدانی
در ملک ولایت سلطانی، اے منبع فضل و جود و سخا

چوں پائے نبی شد تاج سرت، تاج ہمہ عالم شد قدمت
اقطاب جہاں در پیش درت افتادہ چو پیش شاہ گدا
گر دادی مسیح بہ مردہ رواں، دادی تو بدین مردہ جاں
ہر عالم محی الدین گویاں، بر حسن و جمالت گشتہ فدا

حضرت قطب الاقطاب خواجہ قطب الدین بختیار کاکیؒ مندرجہ ذیل میں حضرت غوث الاعظمؓ کو خطاب کرتے ہیں:۔

قبلۂ اہل صفا، حضرت غوث الثقلینؓ
دستگیر ہمہ جا، حضرت غوث الثقلینؓ
خاک پائے تو بود روشنیِ اہل نظر
دیدہ را بخش ضیاء، حضرت غوث الثقلینؓ
بے نوا خستہ دلم، نیست کسے آنکہ دھد
خستہ را جز تو دوا، حضرت غوث الثقلینؓ
حضرت کعبہ حاجات ہمہ خلقان است
حاجتم ساز روا، حضرت غوث الثقلینؓ
مردہ دل گشتہ ام و نام تو محی الدین است
مردہ را زندہ نما، حضرت غوث الثقلینؓ

اسی طرح کتب معتبرہ سے حضرت شیخ الشیوخ شہاب الدین سہروردیؒ، حضرت سید احمد رفاعی، خواجہ ابو یوسفؒ ہمدانی نقشبندی اور کئی دیگر پیشوایان سلسلہ ہائے طریقت کا آنجنابؓ سے استفاضہ ثابت ہے۔

حضرت شیخ الشیوخ شہاب الدین سہروردیؒ آپؓ کی شان میں فرماتے ہیں:۔

"شیخ عبدالقادرؓ بادشاہ طریق اور تمام عالم وجود میں صاحب تصرف تھے۔ کرامات و خوارق عادت میں اللہ تعالیٰ نے آپ کو ایک دائمی ید طولیٰ عطا فرمایا تھا۔" (ترجمہ)

حضرت شاہ عبدالحق محدث دہلویؒ فرماتے ہیں ؎

غوث اعظمؓ دلیل راہ یقین — بہ یقین رہبر اکابر دین
اوست در مجد اولیاء ممتاز — چوں پیمبر در انبیاء ممتاز

نیز اخبار الاخیار میں رقمطراز ہیں:۔

"اللہ تعالیٰ نے غوث الاعظمؓ کو قطبیت کبریٰ اور ولایت عظمیٰ کا مرتبہ عطا فرمایا۔ فرشتوں سے لے کر زمینی مخلوق تک آپؓ کے کمال، جلال اور جمال کا شہرہ تھا۔ اللہ تعالیٰ نے بخشش کے خزانوں کی کنجیاں اور جسمانی تصرفات کے لوازم و اسباب آپؓ کے اختیار و اقتدار میں دے دیئے تھے اور تمام اولیاء اللہ کو آپؓ کا مطیع و فرمانبردار بنا دیا تھا۔ غرضیکہ تمام اولیائے وقت، حاضر و غائب، قریب و بعید، ظاہر و باطن سب کے سب آپؓ کے فرمانبردار و اطاعت گزار تھے اور آپؓ تمام اولیاء کے سردار و سالار تھے۔ کیونکہ

آپ قطب الوقت، سلطان الوجود، امام الصدیقین، حجت العارفین، روحِ معرفت، قطب الحقیقت، خلیفۃ اللہ فی الارض، وارث کتاب اللہ، نائب رسول اللہ، الوجود البحت، النور الصرف، سلطان الطریق اور متصرف فی الوجود علی التحقیق ہیں:۔

حضرت امام عبد اللہ یافعی فرماتے ہیں کہ جناب غوث الاعظمؓ کی کرامات درجہ تواتر کو پہنچی ہوئی ہیں۔

حضرت مخدوم علاؤ الدین علی احمد صابر کلیری عرض گزار ہیں:۔

ای آدم چہ پیش تو سلطان عاشقاں | ذات تو ہست قبلۂ ایمان عاشقاں
در ہر دو کون جز تو کسے نیست دستگیر | دستم بگیر از کرم اے جان عاشقاں

حضرت شاہ ابو المعالی کا ارشاد ہے:۔

گر کسے واللہ بعالم از نبی عرفانی است | از طفیل شاہ عبد القادر گیلانی است

حضرت مولانا الحاج محمد امداد اللہ مہاجر مکی کا ارشاد ہے:۔

خداوندا بحق شاہ جیلاںؒ | محی الدین و غوث و قطب دوراں
بکن خالی مرا از ہر خیالے | ولیکن آں کز و پیداست حالے

رسالۂ انوارِ قادریہ پر حضرت قبلۂ عالم کی تقریظ

اسی ضمن میں حضرت قبلۂ عالم گولڑوی نے کتاب "انوار قادریہ" کو پڑھ کر اپنے تاثرات قلمبند فرمائے ہیں، جو مکتوبات شریف موسومہ "مہر چشتیہ" اور فتاویٰ مہریہ سے یہاں نقل کیے جاتے ہیں:۔

"اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ اَوَّلًا وَّ اٰخِرًا وَّ الصَّلٰوةُ وَ السَّلَامُ مِنْهُ بَاطِنًا عَلَيْهِ وَ ظَاهِرًا وَّ عَلٰى اَهْلِ بَيْتِهٖ وَ عِتْرَتِهِ الطَّاهِرِيْنَ وَ اَصْحَابِهٖ طُرًّا وَّ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُمْ بِاِحْسَانٍ اِلٰى يَوْمِ الدِّيْنِ۔

اَمَّا بَعْدُ رسالۂ انوار قادریہ میرے ملاحظہ سے گزرا۔ علاوہ حسن مضامین کے بوجہ ذکر سادات کرام علیہم الرضوان طرز بیان و عبارت عام فہم کی رو سے بھی ناظرین اہل اسلام کے لیے عموماً معتقدین و شائقین سلسلۂ قادریہ کے لیے خصوصاً میری ناقص رائے میں مفید عام و موجب خیر و برکت ثابت ہوا ہے جَزَى الْمُصَنِّفَ رَبُّهٗ عَنْ نَظِيْرِهَا۔ چونکہ رسالۂ ہذا بوجہ اشتمال بر ذکر آں مورد شہود ذات و منبع تجلیات صفات۔ آں قائل قَدَمِيْ هٰذِهٖ عَلٰى رَقَبَةِ كُلِّ وَلِيِّ اللّٰهِ۔ آں مبرا از التفات بما سوی اللہ آں غوث بالیان ارض و سماء، آں وارث علوم جدیہ فَاَوْحٰٓى اِلٰى عَبْدِهٖ مَآ اَوْحٰى ۔ آں مرکز و نقطۂ محبیہ دائرہ وجود، محبوب ربانی، امام الثقلین، محی الدین سید عبد القادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ اس قابل نہیں کہ بعض دیگر رسائل اور مصنفات کی مانند صرف معمولی تقریظ پر اکتفا کیا جائے۔ لہٰذا تیمناً و تبرکاً فوائد و تلامذہ در بحر ذیل سے محل وشرح کرنا اس کا غیر مناسب معلوم نہیں ہوتا۔

فائدہ: آپ کا سچا اور پاک فرمان ذیل کہ "یہ قدم میرا ہر ولی کی گردن پر ہے" از قبیل شطحیات نہیں جیسا کہ کم ظرف لوگ کم حوصلگی کی وجہ سے ایسے دعاوی کیا کرتے ہیں بلکہ بوجہ مقام صحو و استقامت و تمکین میں

مامور ہونے کے ایسا فرمایا گیا ہے۔ بوجوہ متعددہ:۔

(ا) اگر یہ فرمان امر خداوندی کی تعمیل نہ ہوتا بلکہ معاذ اللہ کم حوصلگی کے باعث صادر ہوتا، جیسا کہ بعض متصوفین موجودہ زمانہ کا خیال ہے تو پھر آں کاسر اصنام غیر و غیریت، آں ناصب خیام وحدت واحدیت آں مرکز دائرہ پرکار وجود، آں مہبط تجلیات و انوار شہود، آں گوئے از ہمہ بردہ در حق پرستی، آں قطب الوحدت خواجہ خواجگان معین الحق والدین چشتی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بروقت صدور فرمان عالی سب سے پہلے سر تسلیم خم نہ فرماتے۔

(ب) بوجہ کمال اتباع محمدی صلی اللہ علیہ وسلم مثل قول علیہ السلام، اَنَا سَيِّدُ وُلْدِ اٰدَمَ وَ بِيَدِيْ لِوَاءُ الْحَمْدِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وغیرہ یہ فرمان صادر ہوا۔

(ج) آپ ایسے اقوال کے صدور کا منشاء قول ذیل سے بیان کرتے ہیں: وَمَا قُلْتُ قَوْلِيْ هٰذَا اِلَّا وَقَدْ قِيْلَ لِيْ یعنی میں از خود ایسی بات نہیں کہتا ہوں، بلکہ منجانب اللہ ارشاد ہوتا ہے کہ ایسا کہو۔

(د) رئیس المکاشفین شیخ اکبر قدس سرہٗ فتوحات کے باب ۳۰ میں بعد ذکر اقسام اولیاء اللہ فرماتے ہیں:۔

"وَمِنْهُمْ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ رَجُلٌ وَّاحِدٌ وَّقَدْ يَكُوْنُ امْرَأَةً فِيْ كُلِّ زَمَانٍ اٰيَتُهٗ وَهُوَ الْقَاهِرُ فَوْقَ عِبَادِهٖ لَهُ الْاِسْتِطَالَةُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ سِوَى اللّٰهِ شَهْمٌ شُجَاعٌ مِقْدَامٌ كَبِيْرُ الدَّعْوٰى بِحَقٍّ يَقُوْلُ حَقًّا وَّيَحْكُمُ عَدْلًا كَانَ صَاحِبُ هٰذَا الْمَقَامِ شَيْخُنَا عَبْدُ الْقَادِرِ الْجِيْلِيُّ بِبَغْدَادَ كَانَتْ لَهُ الصَّوْلَةُ وَالْاِسْتِطَالَةُ بِحَقٍّ عَلَى الْخَلْقِ كَانَ كَبِيْرَ الشَّانِ"

یعنی اولیاء میں سے ایک ولی ایسا ہوتا ہے کہ سوائے حق سبحانہٗ تعالیٰ کے ہر چیز پر غالب اور متصرف رہتا ہے اور پُر زور دعاوی کرتا ہے مگر اس کا دعویٰ اور بول بالا سچا ہی ہوتا ہے۔ ایسا ہی حکم اس کا عدل و انصاف سے ہوتا ہے۔ اس مقام کے صاحب بغداد میں عالی جناب ہمارے شیخ عبد القادر جیلی گویا آیت وَهُوَ الْقَاهِرُ فَوْقَ عِبَادِهٖ کے مظہر تھے۔

اسی باب ۳۰ میں لکھتے ہیں کہ محمد اوانی المعروف بابن قائد افراد میں سے تھے۔ اولیائے افراد وہ ہوتے ہیں جو خضر علیہ السلام کی طرح دائرہ قطب سے خارج ہوں۔ عالیجناب غوث پاک قدس سرہٗ محمد اوانیؒ مذکور کے بارے میں فرمایا کرتے تھے کہ یہ اولیائے افراد سے ہے اور یہ محمد اوانی غوث پاکؓ کے اصحاب خدام میں سے تھے۔

حضرت شیخ اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تصریح ہذا سے نتائج ذیل ثابت ہوئے:۔

۱۔ عالی جنابؓ نہ صرف مقام غوثیت کے مالک تھے، بلکہ اس سے بالاتر تھے۔
۲۔ آپؓ ہر شے پر سوائے خدائے عزوجل کے غالب و متصرف تھے۔
۳۔ ایسا شخص لاف زن و کم ظرف نہیں ہوتا بلکہ سچا اور صاحب تمکین ہوتا ہے۔
۴۔ ہر زمانے میں ایسا ولی ہوا چاہیے۔ وہ عبارت جس سے یہ نتیجہ برآمد ہوتا ہے، اسی باب میں ہے، مگر خوف طوالت کی وجہ سے نقل نہیں کی گئی ہے۔
۵۔ حضرت شیخؓ کے نزدیک اس تصرف کا مالک حسب تصریح شیخ رضی اللہ عنہ ایک ولی تھا مگر اسی باب میں لکھتے ہیں کہ گویا وہ مصداق وَهُوَ الْقَاهِرُ فَوْقَ عِبَادِهٖ میں ہے، لیکن شیخنا عبد القادر رضی اللہ

عنہ میں علاوہ مقام ہٰذا کے اور وجوہ فضیلت بھی موجود تھے۔

چنانچہ سیدنا عبدالقادرؓ و سیدنا خواجہ نظام الدینؒ ہر دو مقام محبوبیت میں شریک ہیں۔ مگر حسب تصریح حضرت خواجہ نظام الدینؒ اورنگ آبادی حضرت خواجہ نظام الدین محبوب الٰہی دہلویؒ سیدنا عبدالقادرؓ سے مستفیض ہیں (ملاحظہ ہو نظام القلوب)۔ نیز محبوبیت قادریہ عالمگیر ہے اور محبوبیت نظامیہ کئی قطعات ارض تک نہیں پہنچی۔ رہا لفظ سبحانی ذاتی یعنی سو مقام جذب و محبوبیت سے جیسا مناسب کہ لفظ سبحان کو ہے لفظ الٰہ کو نہیں۔ کما قال اللہ تعالیٰ سُبْحٰنَ الَّذِیْٓ اَسْرٰی بِعَبْدِہٖ لَیْلًا۔ اور نہ لفظ الٰہ ذات بحت پر دال ہے بلکہ سبحان کہ تنزیہ ذات کا نام ہے۔ (ملاحظہ ہوں فتوحات و شرح فصوص)

حضرت مجدد الف ثانیؒ دوسری جلد کے آخری مکتوب میں حضور غوث الاعظمؓ کے بارے میں فرماتے ہیں:۔

"وصول فیوض و برکات دریں راہ بہر کہ باشد از اقطاب و نجبا بتوسط شریف او مفہوم می شود چہ ایں مرکز غیر او را میسر نہ شدہ"

اس موقع پر برائے فائدہ مندرجہ ذیل سوالات و جوابات بھی درج کیے جاتے ہیں:۔

سوال۔ لفظ ولی اللہ اصحاب کرامؓ پر بھی بدلیل قول تعالیٰ اَللّٰہُ وَلِیُّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا و سائر آیات قرآنیہ بولا جا سکتا ہے۔ تو حسب قول مذکور چاہیے کہ آپ کا قدم اصحاب کرامؓ کی گردن پر بھی ہو۔ حالانکہ یہ امر مسلم ہے کہ کوئی ولی خواہ کیسا ہی کامل ہو، صحابہؓ کے رتبے کو نہیں پہنچ سکتا۔

جواب۔ متاخرین کے عرف و محاورے میں ولی اللہ ماسوائے صحابی پر بولا جاتا ہے۔

سوال۔ عبارت فتوحات مسطورہ بالا یعنی لَہُ الْاِسْتِطَالَۃُ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ سِوَی اللّٰہِ سے پایا جاتا ہے کہ اس ولی کا تصرف انبیاء علیہم السلام پر بھی ہوتا ہے۔

جواب۔ عالیجناب رضی اللہ عنہ کا زمانہ انبیاء کا زمانہ نہ تھا۔

سوال۔ لفظ فی کل زمان مندرجہ عبارت فتوحات مسطورہ بالا سے پایا جاتا ہے کہ انبیاء علیہم السلام کے زمانے میں بھی ایسے ولی کا ہونا واقعی امر ہے اور نیز اسی باب میں قبل از عبارت مذکور حضرت شیخ تصریح فرماتے ہیں کہ بعد آنحضرتؐ چار انبیاء بہ اجسامہم زندہ ہیں۔

جواب۔ مفضول کا تصرف فاضل پر مثل تصرف جبرائیل بر آں حضرتؐ واقعی اور مسلم شدہ امر ہے۔ کیونکہ بوجہ مخالفت فیما بین وجوہ فضیلت و استبعاد مندرجہ سوال بخوبی مندفع ہو سکتا ہے۔ وہی آخری مکتوب شریف ملاحظہ ہو چنانچہ عالیجناب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ خُضْتُ بَحْرًا لَمْ یَقِفْ عَلٰی سَاحِلِہِ الْاَنْبِیَآءُ۔ یعنی ہم ایسے دریا میں ڈوبے ہیں جس کے کنارے پر انبیاء علیہم السلام کو کھڑا ہونا نصیب نہیں ہوا۔ بحر و دریائے مراد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہیں یعنی ہم کو بوجہ کمال اتباع ظاہری و باطنی شریعت و طریقت ذات پاک محمدی میں کامل فنا حاصل ہے۔ بخلاف سائر انبیاء علیہم السلام کہ وہ اپنی اپنی شرائع میں رنگین ہونے کے باعث اس فنا کامل سے عاری ہیں۔

سوال۔ عیسیٰ ابن مریم علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام حسب احادیث صحیحہ بعد النزول شرع محمدی کے پابند

ہوں گے۔ لہٰذا کامل فنا کے مستحق ہوئے اور عالیجناب کے فرمان مذکور لَمْ یَقِفْ عَلٰی سَاحِلِہِ الْاَنْبِیَآءُ سے سمجھا جاتا ہے کہ کسی پیغمبر کو ذات محمدی میں فنا ظاہری و باطنی نہ ہوگی۔

جواب۔ فرمان مذکور کا مطلب یہ ہے کہ میرے قول ہٰذا سے پہلے کسی نبی کو بحر ذات محمدی میں فنائے کامل و اتباع شرع محمدی حاصل نہیں ہوا کیونکہ لَمْ یَقِفْ میں کلمہ لم مضارع پر ماضی منفی کا معنی دیتا ہے۔ پس اگر بعد اس فرمان کے قرب قیامت میں عیسیٰ علیہ السلام کو اتباع شرع محمدی میں اتباع کامل حاصل ہو تو مخالف قول مذکور نہ ہوگا۔

وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ اَوَّلًا وَّاٰخِرًا وَّالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْہِ ظَاہِرًا مِّنْہُ وَّبَاطِنًا۔ العبد مہر و محبت کا بندہ، علیؓ کا نام لیوا، شاہ جیلان کا حلقہ بگوش از گولڑہ بقلم خود۔ ۱۰ صفر ۱۳۳۱ھ

الحقہ حضرت مولینا جامی رحمۃ اللہ علیہ نے جناب غوث الاعظمؓ کی شان میں کیا خوب عرض کیا ہے:۔

گویم ز کمال تو چہ غوث الثقلینا — محبوب خدا ابن حسنؓ آل حسینا

سر در قدمت جملہ نہادند بہ جستند — تَاللّٰہِ لَقَدْ اٰثَرَکَ اللّٰہُ عَلَیْنَا

ما عاجز و حیران بماندیم بگرداب — لَا مَخْلَصَ اِلَّا بِکَ بِاللّٰہِ لَدَیْنَا

ما تشنہ چو ماہی ہمہ در دشت فتادیم

اے ابر کرم بار تو بشتاب الینا

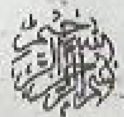

الحمد لله الذی کشف لاولیائہ ما لا یحیط بعلم۔ العقل والقیاس واوصل محبیهم ومعتقدیهم الی ما لا یمکن الوصول الیه لسائر الناس والصلٰوۃ علٰی حبیبه المصطفٰی ورسوله المجتبٰی الذی لا یمکن العروج الی مراتب العلٰی الا بتابعته فیما اتٰی فمن کان متابعته اکثر ففضله اعظم واوفٰی ان اکرمکم عند الله اتقٰکم وعلٰی اٰله واصحابه النجوم الهدٰی وعلٰی جمیع متبعیه اهل الکرم والتقٰی۔

یہ کتاب جناب غوث الثقلین شیخ محی الدین ابو محمد عبد القادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مناقب پر مشتمل ہے۔ اس کا مضمون کتاب بہجۃ الاسرار کی تلخیص اور انتخاب ہے۔ بہجۃ الاسرار تصوف کی بڑی مشہور و معروف کتاب مانی جاتی ہے جس کے فاضل مصنف ملا نور الدین ابی الحسن علی ابن یوسف الشافعی اللخمی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ علماءِ قرأت میں بڑے شہرت یافتہ ہیں۔ ان کے تفصیلی حالات بہت سے تذکروں میں ملتے ہیں۔

امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ محدیث کے جلیل القدر اور ممتاز علماء میں شمار ہوتے ہیں۔ آپ کو محک الرجال کے خطاب سے یاد فرماتے ہیں۔ (محک کے معنی کسوٹی ہے جس طرح سونے کا معیار معلوم کرنے کے لیے کسوٹی ضروری ہے ویسے ہی رجال حدیث کی سند وصحت معلوم کرنے کے لیے آپ کا نام معیار کی حیثیت رکھتا ہے) بہجۃ الاسرار کے مصنف کی تعریف میں طبقات المقرئین میں لکھا ہے کہ آپ کے آبا و اجداد شام کے رہنے والے تھے۔ مگر آپ قاہرہ (مصر) میں ۶۴۰ھ میں پیدا ہوئے اور جامعہ ازہر میں قرأت میں بڑا نام پیدا کیا۔

امام ذہبی طبقات المقرئین میں لکھتے ہیں کہ میں بذاتِ خود آپ کی مجلسِ قرأت میں پہنچا

تو مجھے آپ کا اندازِ قرأت (سمت و سکوت) بڑا پسند آیا۔ وہ جناب شیخ سیدنا عبد القادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سچے عاشقوں میں سے تھے۔ آپ نے حضرت شیخؒ کے کمالات و مناقب میں ضخیم کتابیں لکھیں۔ شیخ محمد بن محمد بن محمد جزری جو علماءِ قرأت و حدیث میں بڑی اہم شخصیت مانے جاتے ہیں اور حصن حصین کے مصنف ہیں۔ احوال قراء میں لکھتے ہیں کہ میں نے بہجۃ الاسرار کو مصر میں پڑھا تھا اور مجھے باقاعدہ اس کی اجازت ملی تھی۔ بہجۃ الاسرار کے مصنف اور شیخ عبد القادر جیلانیؒ کے درمیان صرف دو واسطے ہیں اور ان کے متعلق حضرت سیدنا عبد القادر جیلانیؒ نے بشارت دی تھی "طوبیٰ لمن رأنی ولمن رای من رأنی ولمن رای من رأی من رأنی" پھر فرمایا: عبد لہٗ فوق المعالی رتبہ۔ یہ بشارت امام اجل شیخ الحرمین عبد اللہ یافعی رحمۃ اللہ علیہ نے روضۃ الریاحین میں بیان کی ہے۔ بعض لوگوں میں یہ بات مشہور ہے کہ یہ کتاب مخدوم جہانیاں کے کسی مرید نے لکھی تھی جو غلط ہے البتہ آپ کے کسی مرید نے اس کا فارسی زبان میں ترجمہ ضرور کیا تھا۔ ایسے ہی دوسرے علماءِ کرام مثلاً شیخ مجد الدین شیرازی رحمۃ اللہ علیہ (جو مصنفِ قاموس ہیں اور بڑے مشاہیر علماء و فضلاء سے مانے جاتے ہیں) نے ایک کتاب روض الناظر فی مناقب الشیخ محی الدین عبد القادر لکھی۔ شارح صحیح بخاری اور صاحب مواہب الدنیہ علامہ قسطلانیؒ نے بھی "روضۃ الزاہر فی مناقب الشیخ عبد القادر" تصنیف کی ہے۔ ایسے ہی ہم نے بعض علماءِ کرام سے سنا ہے کہ انھوں نے حضرت غوث پاکؒ کے مناقب میں بارہ کتابیں دیکھی ہیں جن میں سے بہجۃ الاسرار ایک ہے۔

بہجۃ الاسرار بہت بڑی کتاب ہے جس میں جناب غوث الثقلینؒ اور دوسرے مشائخ کرام کے مناقب بھرے پڑے ہیں اور بزرگانِ دین کے وہ اقوال بھی درج کیے گئے ہیں، جن میں جناب غوث الاعظم کو خراجِ عقیدت پیش کیا گیا ہے۔ جناب غوث الاعظم سے پہلے آنے والے بزرگوں نے آپ کے کمالات اور آمد کی تفصیلات بیان کی ہیں۔ راقم الحروف ان اقوال کو نہایت اختصار سے پیش کرتے ہوئے اپنی تالیف کا نام "زبدۃ الآثار تلخیص بہجۃ الاسرار" تجویز

کر رہا ہے۔ میری دلی خواہش ہے کہ میرا نام بھی جناب غوث پاک کے تعریف کرنے والوں، مریدوں اور محبوبوں میں لکھا جائے۔ اگرچہ مہجور و محروم نیاز مندان سلسلہ قادریہ جناب غوث پاک کے ظاہری جمال اور پاکیزہ مجلس میں حصہ لینے سے قاصر ہیں تاہم آنجناب کے اوصاف و کمالات کے مطالعہ سے محروم نہیں رہیں گے۔

یہ حقیقت ہے کہ حضرت کے فضائل و مناقب حدّ و حساب سے باہر ہیں اور انھیں لباسِ تحریر میں لانا بڑا مشکل کام ہے۔ جو کچھ آج تک لکھا جا چکا ہے وہ اس بحرِ بیکراں سے ایک حقیر سا قطرہ ہے۔

امام اجل کبیر، شیخ الحرمین حضرت عبداللہ یافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ کے اوصاف اتنے روشن اور درخشاں ہیں کہ اگر پھولوں کی پتیاں دفتر بن جائیں اور باغوں کی ٹہنیاں قلمیں بنالی جائیں تو آپ کے اوصاف کو نہیں لکھا جا سکتا۔ آپ کے کمالات کا احاطہ کرنے میں بڑے بڑے عارفین قاصر ہیں اور کوئی اسلوبِ تحریر ان کمالات کے مکمل بیان پر حاوی نہیں ہو سکتا۔ اگر ہم لکھنا شروع کریں تو زمانہ بھر کی قلمیں ناکام ہو جائیں گی۔

امام یافعی کا یہ قول ان آیۂ کریمہ کی تلمیح ہے کہ لو کان البحر مدادا لکلمٰت ربی ــــ ولو ان ما فی الارض من شجرۃ اقلام۔ محققین کے نزدیک اولیاء اللہ اور اصفیاء الٰہی جو اللہ کے خاص بندے ہیں کے اوصاف و کمالات بیان کرنے کے لیے ایسی تلمیحات کو مثالی طور پر بیان کرنے میں کوئی قباحت نہیں ورنہ حقیقت میں اسمائے صفاتِ الٰہی اور اس کے کمالات لاانتہا ہر قسم کی تعبیر و تمثیل سے بلند ہیں۔ اور ان کے ساتھ تمثیل و نظیر قائم نہیں کی جا سکتی۔

امام یافعی کا مندرجہ بالا قول بڑا عمدہ اور صحیح ہے اور اس پر کسی قسم کا شبہ اور شک نہیں کیا جا سکتا۔ اس کی دلیل یہ ہے کہ جناب غوث اعظم کی ولادت، رضاعت اور پرورش کے وقت ہی سے ولایت کے آثار و خوارق ظاہر ہونے لگے تھے چنانچہ وہ رمضان شریف کے دوران دن کے وقت اپنی والدہ کا دودھ نہیں پیا کرتے تھے۔ یہ بات مشہور ہو گئی تھی کہ اشراف کے گھر

ایک ایسا لڑکا پیدا ہوا ہے جو رمضان میں دن کے وقت دودھ نہیں پیتا۔

لوگوں نے حضرت غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا کہ آپ کو سب سے پہلے کب احساس ہوا کہ آپ ولی اللہ ہیں؟ آپ نے فرمایا کہ ایک دن میں مدرسہ جا رہا تھا، میں نے دیکھا کہ فرشتوں کی ایک کثیر تعداد میرے اردگرد چل رہی ہے۔ واپسی پر بھی یہ فرشتے دکھائی دیتے تھے۔ کہیں ان کی باتیں سنا کرتا جب وہ کہتے کہ ولی اللہ کے لیے جگہ چھوڑ دو تاکہ وہ تشریف فرما ہو سکیں، تو مجھے اپنے متعلق یہ احساس پیدا ہوا کہ اللہ تعالیٰ کی نوازشیں میرے لیے ہی نازل ہو رہی ہیں، اس وقت میری عمر صرف نو سال تھی۔"

آپ سے کرامات آئے دن ظاہر ہوتی رہیں اور تواتر کے ساتھ ہر زمانے میں آپ کے خوارق نظر آتے رہے۔ شیخ اجل علی بن الہیتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے زمانے میں کسی ایسے ولی اللہ کو نہیں دیکھا جس سے اتنی بے شمار کرامات رونما ہوئی ہوں۔ جو شخص جس وقت جس انداز کی کرامت کی خواہش کرتا آپ سے بلا تامل ظاہر ہوتی تھی۔ یہ کرامات بعض دفعہ تو آپ کے اپنے ارادہ و اختیار سے رونما ہوتی تھیں لیکن بعض اوقات آپ کے اختیار و خواہش کے بغیر بھی نمایاں ہوتی رہتیں۔

شیخ شہاب الدین عمر سہروردی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت سیدنا عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ "سلطان الطریق والتصرف فی الوجود علی التحقیق" تھے۔ شیخ ابوسعید احمد بن ابی بکر الحرمی، شیخ [illegible] عمرو عثمان صر[illegible]ی فرماتے ہیں کہ سید عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کشادہ دست اور کرامات و خوارق کے منبع تھے۔ آپ کی کرامات آبدار موتیوں کی طرح ہر وقت مقبول و معروف ہوتی تھیں اور مسلسل رونما ہوتی رہتی تھیں۔ ہم اندازہ نہیں کر سکتے کہ یہ کہاں تک پہنچیں گی۔ نوّے سال ہو گئے مگر ان کی کرامات کا سلسلہ ابھی تک جاری ہے۔

آپ کی عبادات و ریاضات اور مجاہدات کے علاوہ آپ کے علوم، اعمال اور احوال کی تفاصیل صحیح اور مستند ذرائع سے ثابت ہیں چنانچہ آپ کے ہمعصر شیوخ نے آپ کی

لاتعداد کرامات و فضائل بیان کیے ہیں۔ حضرت امام یافعی رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ آپ کی کرامات تواتر کی حد دوسے اس اتفاق و کثرت سے ملتی ہیں کہ آفاق کے کسی دُوسرے ولی اللہ کے حصہ میں نہیں آئی ہیں۔

قدمی ہٰذہٖ علیٰ رقبۃ کل ولی اللہ

جناب غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کراماتِ جلیلہ میں "قدمی ھٰذہٖ علیٰ رقبۃ کل ولی اللہ" کا اعلان بہت عظیم الشان معرکہ مانا جاتا ہے۔ جب اس اعلان کی شہرت کائنات ارضی کے تمام مشائخِ وقت اور عظیم ائمۂ آفاق تک پہنچی تو متقدمین نے اس اعلان کے سامنے سرِ تسلیم خم کر دیا۔ معاصرین کی گردنیں جھک گئیں اور دنیا کے تمام مشائخ خواہ حاضر تھے یا غائب، چھوٹے تھے یا بڑے، مشرق میں تھے یا مغرب میں، غرضیکہ ہر ایک نے تصدیق و تائید کی، اربابِ حال نے تو اس اعلان پر بڑے لطیف اور نفیس انداز میں تبصرے کیے ہیں۔

مصنفِ "بہجۃ الاسرار" لکھتے ہیں کہ ہمیں مشائخ کی ایک جماعت نے (جن کے آخرین بزرگ شیخ ابو محمد شکی بطایحیؒ تھے) بتایا کہ ان کی مجلس میں ایک دن مشائخ کبار کا ذکر چلا تو فرمایا کہ عجم میں ایک ایسا شخص پیدا ہوا ہے جو خداوند تعالیٰ کے نزدیک بڑے بلند مقام کا مالک ہے، وُہ بغداد میں رہتا ہے اور اعلان کرتا ہے کہ "میرا قدم تمام اولیاء اللہ کی گردن پر ہے" اس لیے ہر ولی اللہ کا فرض ہے کہ اس اعلان کے بعد اس عظیم الشان حکم کے سامنے سرِ تسلیم خم کر دے کیونکہ وُہ اپنے زمانہ کا یگانہ انسان (فرد) ہے۔"

صاحبِ "بہجۃ الاسرار" نے مزید لکھا ہے کہ مشائخ عظام میں سے ایک بزرگ ابو یعقوب یوسف بن ایوب ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ نے ہمیں بتایا ہے کہ انھوں نے شیخ ابا احمد عبداللہ بن علی بن موسیٰ ملقب بہ تحنیؒ سے سُنا کہ وُہ کہا کرتے تھے: "میں گواہی دیتا ہوں کہ عنقریب عراق میں ایک ایسا عظیم انسان پیدا ہونے والا ہے جو کرامات کا مظہر عظیم ہوگا اور اسے ساری مخلوق میں مقبولیت حاصل ہوگی اور وُہ اعلان کرے گا "قدمی ھٰذہٖ علیٰ رقبۃ کل ولی اللہ" دنیا کے تمام ولی اللہ اس کے سامنے گردنیں جھکا دیں گے۔ ہر ایک بزرگ آپ کی تائید و تصدیق سے درجۂ ولایت کو پہنچے گا اور آپ ہی ہر ایک کی سفارش اور شفاعت کریں گے۔

تین اولیاء اللہ قبروں میں زندہ ہیں

شیخ عقیل منبجیؒ سے روایت ہے (اور یہ شیخ عقیلؒ ان چار بزرگوں میں سے ہیں جو بقول شیخ علی قرشی عراق کے مشائخ کبار میں شمار ہوتے تھے) کہ میں نے چار بزرگوں کو دیکھا ہے جن کا تصرف قبروں میں بھی جاری و ساری رہتا ہے۔ یہ تصرف زندگی کی تمام قوتوں کی طرح ہوتا ہے۔ یہ بزرگ شیخ عبدالقادر جیلانی، شیخ معروف کرخی، شیخ عقیل منبجی اور شیخ حیات بن قیس حرانی رضی اللہ تعالیٰ عنہم ہیں۔"

قطبِ وقت کی روایت

شیخ عقیلؒ سے لوگوں نے پوچھا کہ اب قطبِ وقت کون ہے؟ آپ نے فرمایا، وہ اس وقت مکہ شریف میں ہیں مگر عام لوگوں کی نظروں سے پوشیدہ ہیں۔ ہاں اولیائے اللہ انھیں پہچانتے ہیں۔ یہ قطبِ وقت عنقریب بغداد سے ظاہر ہوں گے۔ وُہ جب لوگوں سے بات کریں گے تو لوگ ان کی کرامت سے انھیں پہچان لیں گے کہ یہ قطبِ وقت ہے۔ وُہ کہیں گے "قدمی ھٰذہٖ علیٰ رقبۃ کل ولی اللہ" اولیائے اللہ آپ کے قدموں میں اپنی گردنیں جھکا دیں گے۔ اگر میں اس وقت تک زندہ رہا تو آپ کے قدموں میں رہوں گا۔ یہ وہ شخص ہے جس کی وجہ سے مخلوقِ خدا کو بے پناہ نفع ہوگا اور اللہ تعالیٰ نے اپنی کرامات جتنی اس شخص کو عطا کی ہیں اتنی اور کسی کو نہیں ملیں۔

آخرین مشائخ میں بعض حضرات نے روایت کی ہے جن میں حضرت عبدالرحمٰن طفسونجیؒ بھی تھے کہ سیدنا شیخ عبدالقادرؒ اس وقت جواں سال تھے مگر ہمارے شیخ تاج العارفین ابوالوفاؒ ان کی زیارت کو آیا کرتے تھے۔

حضرت ابوالوفاء کا ادب

جناب سیدنا شیخ عبدالقادرؒ جب بھی شیخ ابوالوفاء کو نظر آتے تو آپ ادباً کھڑے ہو جاتے۔ اپنے دوستوں کو بھی حضرت شیخؒ کی تعظیم کے لیے کھڑے ہونے کا حکم دیتے اور کہا کرتے یہ وقت کے عظیم ولی اللہ ہیں۔

شیخ ابوالوفاء کی خواہش

ایک دن شیخ ابوالوفاء نے حضرت سیدنا عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے عرض کی کہ جب آپ مرتبۂ کمال کو پہنچیں تو مجھے ضرور یاد رکھیں اور اپنے محاسن کو برقرار رکھنا۔ پھر کہا، "اے عبدالقادر! ہر پرندہ چہچہا کر خاموش ہو جاتا ہے مگر آپ کا طائرِ روحانیت قیامت تک چہچہاتا رہے گا۔" جب شیخ ابوالوفاء نے بار بار اس بات کو کہا تو لوگوں نے آپ سے پوچھا کہ آپ اس قدر تکریم و تعظیم کیوں کرتے ہیں؟ آپ نے فرمایا، حضرات! ایک وقت آنے والا ہے یہ نوجوان تمام خورد و کلاں کے لیے مشعلِ راہ بنے گا اور لوگ اس کے محتاج ہوں گے۔ میں علیٰ وجہ البصیرت یہ کہہ سکتا ہوں کہ وہ اپنے اس دعویٰ میں کہ "میرا قدم ہر ولی اللہ کی گردن پر ہے" بالکل سچا ہے۔ اولیائے اللہ آپ کے سامنے گردنیں جھکا دیں گے۔ آپ لوگوں میں جو بھی موجود ہو اس کا فرض ہے کہ اس دعویٰ کی تائید کرے۔

شیخ شہاب الدین عمر سہروردی رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ میرے مرشد و عم بزرگوار شیخ ابوالنجیب عبدالقادر سہروردی رحمۃ اللہ علیہ نے بتایا کہ وہ ایک دن شیخ حماد دباسؒ کے پاس بیٹھے تھے (جو اولیائے وقت میں سے تھے) حضرت شیخ عبدالقادر ابتدائے حال میں آپ کی مجلس میں آیا کرتے تھے اور کام کرتے تھے اور نہایت مؤدب طریقہ سے مجلس میں بیٹھا کرتے تھے۔ جب سیدنا عبدالقادر مجلس سے اٹھ کر چلے گئے تو شیخ حمادؒ نے بتایا اس عجمی نوجوان کا قدم اتنا بلند ہے کہ ایک وقت آئے گا کہ اولیاء اللہ کی گردنیں اس کے نیچے ہوں گی اور اس کو اجازت دی جائے گی کہ اعلان کرے "قدمی ھٰذہٖ علیٰ رقبۃ کل ولی اللہ۔"

اس قسم کی خبریں بہت سے مشایخ نے قبل از وقت بیان کی تھیں۔ ایک دفعہ شیخ ابو مدین شعیبؒ نے گردن جھکا کر کہا کہ اے اللہ! میں تجھے، تیرے فرشتوں اور حاضرینِ مجلس کو گواہ ٹھہراتا ہوں کہ میں نے اطاعت قبول کر لی ہے اور گردن جھکا دی ہے۔ احباب نے آپ سے پوچھا کہ اس واقعہ کی کیا حقیقت ہے؟ تو آپ نے بتایا: ابھی ابھی شیخ عبدالقادرؒ نے بغداد میں اعلان فرمایا ہے "قدمی ھٰذہٖ علیٰ رقبۃ کل ولی اللہ۔"

شیخ عدی بن مسافرؒ نے بیان فرمایا: شیخ عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے میری تعریف کرتے ہوئے فرمایا تھا کہ اگر نبوت محنت و مجاہدہ سے حاصل کی جا سکتی تو شیخ عدی بن مسافرؒ کو ملتی۔ شیخ عدی کو لوگوں نے پوچھا: یہ کیا بات ہے آج تک کسی ولی اللہ نے وہ دعویٰ نہیں کیا جو شیخ عبدالقادر نے کیا ہے۔ آپ نے فرمایا، ہاں یہ دعویٰ اور کوئی کر بھی نہیں سکتا تھا آپ تو مقامِ فردیت پر فائز تھے۔ زمانے کے فرد کو جب تک کوئی بات کہنے کا حکم نہ دیا جائے وہ نہیں کہتا۔ حضرت شیخ کو جب حکم ہوا تو پھر انھوں نے دعویٰ کیا۔ یہی وجہ ہے کہ تمام اولیاء اللہ نے آپ کے دعویٰ کے سامنے سرِ تسلیم خم کر دیا جس طرح فرشتوں نے حضرت آدمؑ کو سجدہ کر دیا تھا اولیاء اللہ نے اپنے سرِ نیاز جھکا دیے۔

حضرت شیخ ابوالنجیب سہروردیؒ فرماتے ہیں کہ میں بھی اس مجلس میں شریک تھا جس میں حضرت شیخ سیدنا عبدالقادرؒ نے دعویٰ کیا کہ "میرا قدم تمام اولیاء اللہ کی گردن پر ہے۔" میں نے اپنی گردن جھکا دی حتیٰ کہ میرا سر زمین سے جا لگا اور تین بار میں نے کہا: علیٰ راسی، علیٰ راسی، علیٰ راسی۔ (میرے سر آنکھوں پر)

تصدیق دعویٰ ھٰذہٖ قدمی

شیخ خلیفہ اکبرؒ نے جو صاحبِ رویائے کثیرہ تھے بیان کیا ہے کہ میں نے سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا۔ میں نے دریافت کیا: یارسول اللہ! شیخ عبدالقادر نے "قدمی ھٰذہٖ علیٰ رقبۃ کل ولی اللہ" کا دعویٰ کر دیا ہے۔ آنحضرت نے فرمایا:

"صدق الشیخ عبد القادر (شیخ عبد القادر سچے ہیں) وہ وقت کے قطب ہیں اور مجھے ان کی خاطرداری مطلوب ہے۔"

مشایخِ کرام نے حضرت شیخ ابوسعید قیلوی رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا کہ کیا شیخ سید عبد القادر رضی اللہ عنہ نے "قدمی ھٰذہ علیٰ رقبۃ کل ولی اللہ" حکماً کہا تھا؟ حضرت ابوسعید رحمۃ اللہ علیہ نے کہا، ہاں! یہ حکم خداوند تعالیٰ کی طرف سے تھا اور اس میں کوئی شبہ نہیں، یہ قطبیت کا نشان ہے۔ ہر زمانے میں اقطابِ وقت کے ذمہ بعض اقطاب تو ان امور کو خاموشی سے انجام دیتے رہتے ہیں کیونکہ انھیں سکوت کے بغیر چارۂ کار نہیں ہوتا لیکن بعض کو اعلان کرنیکا حکم ہوتا ہے۔ انھیں ایسا دعویٰ کیے بغیر چارۂ کار نہیں ہوتا خواہ اس اعلان میں انھیں کتنی ہی مشکلات کا سامنا کرنا پڑے۔ یہ اعلان اکمل ترین مقامِ قطبیت ہوتا ہے کیونکہ یہ شفاعت کی علامت ہوتی ہے۔ الغرض اس موضوع پر ہمارے پاس بے پناہ اخبار و شواہد موجود ہیں جن سے اس دعویٰ کی تائید ہوتی ہے کہ اس قسم کے سارے دعوے بامرِ الٰہی کیے جاتے رہے ہیں۔

انبیاء اور اولیاء کے احکام میں امتیاز

انبیاء پر امرِ الٰہی کی حقیقت کیا ہے؟

اور اولیاء اللہ پر جو احکام (الہام) نافذ ہوتے ہیں ان کی حیثیت کیا ہے؟ اس کی وضاحت مندرجہ ذیل الفاظ میں کی جاتی ہے اس سلسلے میں ہم بزرگانِ دین کے اقوال اور جناب غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ کے ارشادات کی روشنی میں خیالات کا اظہار کریں گے۔ اس سے ہماری مراد وہ علم صریح ہے جو اس قلبِ سلیم کو بلاشائبہ ظن و تخیل حاصل ہوتا ہے جو بشریت کی کدورت سے صاف، نفسانی خواہشات سے پاک اور خداوند تعالیٰ سے پیوستہ رہتا ہے۔ صریح سے وہ فعل مراد ہوتا ہے جو وحی کے واسطہ کے بغیر ہو۔ نبوت و ولایت کے مابین فرق معلوم کرنے کے لیے یہ بات بھی قابلِ غور ہے نبوت وہ کلام ہے جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے وارد ہو اور اس کا ذریعہ روح الامین یعنی

وحیِ الٰہی ہو۔ وحی کو پیغام رسانی کا حکم ہوتا ہے اور روح الامین اس پر مُہر لگاتے ہیں۔ اس کلام کی تصدیق ہر چھوٹے بڑے پر واجب ہو جاتی ہے اور اس سے انکار کرنے والا کافر ہو جاتا ہے۔ ایسا کرنے سے ظاہر و باطن کی خرابیاں رُونما ہوتی ہیں اور مال و جان کا نقصان ہوتا ہے مگر ولایت اس حدیث کا نام ہے جو بطریقِ الہام وارد ہوتی ہے جس سے قلب و زبان مطمئن ہو جاتے ہیں۔ اس پیغام کو مجذوب کا دل قبول کرنے کے لیے ساکن ہو جاتا ہے چنانچہ انبیاء کے لیے وحی اور کلام اور اولیاء اللہ کے لیے خطاب و الہام ضروری ہیں۔ انکارِ انبیاء کفر ہوتا ہے اور ظاہر و باطن کی خرابی کا باعث ہوتا ہے اور انکارِ اولیاء موجبِ خبث و ضلال ہوتا ہے نعوذ باللہ من ذٰلک۔

درحقیقت کشف کا طور طریقہ عقلی طریقوں سے بلند و بالا ہوتا ہے۔ عقل مکاشفات کے ادراک سے عاجز ہوتی ہے۔ جس طرح حِس عقلی ادراک سے مطلع نہیں ہوتی اسی طرح عقل مکشوفات پر حاوی نہیں ہو سکتی۔ بعض محققین نے کہا ہے کہ جو چیز ایمان سے معلوم ہوتی ہے وُہ کشفِ عیاں سے بالاتر ہوتی ہے۔ سید الطائفہ حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ "اس طریقہ پر ایمان لانا بھی ولایت کی ایک قسم ہے۔ جن بزرگوں نے اقوالِ مشایخ پر علی الاطلاق حکم صادر کیے ہیں یا اپنے مقامات و مراتب کے اظہار کے لیے ایسی باتیں کہہ دی ہیں جو عقل کے پیمانے پر نہیں اُترتیں۔ وُہ عالمِ سکر اور استغراقِ نفس کی بنا پر ہوتی ہیں۔ بعض اوقات ایسے احکامات کشف سے ہٹ کر عقل بھی تسلیم کر لیتی ہے اور اس بات کی تمیز کرنا کہ یہ احکامات کس جانب سے وارد ہوئے یا کیسے وارد ہوئے، بڑا مشکل کام ہے۔ چنانچہ انھیں تسلیم کرنے میں عافیت ہے اسی لیے فرمایا گیا ہے کہ اسلم و تسلیم پر عمل کر لیں تاکہ مختلف خطرات سے محفوظ رہ سکیں۔ دُوسرے مقام پر یہ خبر بھی دی گئی ہے:

"بل کذبوا بما لم یحیطوا بہ و یعلانہم تاویلہ یسئل اللہ عافیۃ۔"

اے کہ از کشمکش قال و مقال — نیست قوت ادراک کمال
ہیچ نایافتہ در خود اثرے — بشنیدہ زکساں جز خبرے
قابل کار نہ معذوری — یا خود از کوشش آں بس دوری
باش کیں راہ گزار دگر است — ہر کسے قابل کار دگر است
بنگر حالت درویشاں را — سوزش و شورش عشق ایشاں را
کہ دریں راہ چہ طلبہا دارند — زیں طلبہا چہ لعتبہا دارند
زیں طلب گر نہ خدا یافتہ اند — ایں ہمہ بہرچہ بشتافتہ اند
در طلب ایں ہمہ جانبازی چیست — مال و اسباب خدا سازی چیست
باری ار نیست ترا وجدانے — معتقد باش و بیار ایمانے

حضور غوث پاکؓ کے فضائل

جناب غوث الاعظمؓ متقدمین اور متاخرین کی نظر میں

کمالات کے موضوع پر متقدمین اور متاخرین نے "قدمی ھذا علی رقبۃ کل ولی اللہ" پر اظہار خیال کیا ہے وہ حد و حساب سے باہر ہے۔ مشایخ وقت اور بزرگان متقدمین نے جس انداز میں بیان کیا ہے وہ آپ کے کمالات کی بڑی دلیل ہے۔ شیخ قدوہ ابو محمد شبلیؒ نے کہا ہے کہ شیخ ابوبکر بزازؒ ایک دن حضرت غوث پاک کا تذکرہ فرما رہے تھے کہنے لگے کہ عراق میں ایک ایسے بزرگ ظاہر ہونے والے ہیں جو فضل و کرامت میں بڑے بلند مقام پر فائز ہوں گے۔ ان پر تمام اقطاب کے حالات واضح کر دیے جائیں گے اور اُن کے سینوں کے تمام علوم ان پر روشن ہوں گے۔

تمام مقربین بارگاہِ الٰہی کے حالات و مقامات کو جناب شیخ عبدالقادرؒ پر آگاہ کر دیا جائے گا۔ مکاشفین کے تمام انوار بھی آپ پر روشن کر دیے جائیں گے۔ پھر مزید کہا کہ اللہ تعالیٰ شیخ سیدنا عبدالقادرؒ کی بدولت اپنے اولیاء کے درجات بلند فرمائے گا

اور مخلوقِ خدا کو بڑا فائدہ پہنچے گا۔ پھر کہا، وہ ان لوگوں میں سے ہیں جن پر اللہ تعالیٰ قیامت کے دن فخر و مباہات کا اظہار فرمائے گا۔"

شیخ عواز بطایحی نے پیش گوئی کی تھی کہ "۴۰۰ھ میں ایک نوجوان جس کا نام سیدنا عبدالقادرؒ ہوگا، ظاہر ہوگا۔ اس کی ہیبت سے ہی مقاماتِ ولایت ظاہر ہوں گے اور اس کی جلالت سے کرامات ظاہر ہوں گی۔ وہ حال پر چھا جائیں گے اور محبتِ خداوندی کی بلندیوں پر پہنچ جائیں گے۔ تمام عالمِ امکان اُن کے حوالے کر دیا جائے گا۔ عالمِ امکان میں جو کچھ بھی ہے آپ کے سامنے لایا جائے گا۔ تمکنت میں ثابت قدم ہوں گے اور عالمِ قدم کے تمام حقائق آپ کے سامنے یدِ بیضا کی طرح روشن ہوں گے اور ازل کے تمام اسرار ان پر ظاہر ہوں گے۔ حضرت قدس میں ان کی شان اس قدر بلند ہوگی کہ کسی دوسرے ولی اللہ کو نصیب نہیں ہوگی۔"

شیخ منصور بطایحی کی مجلس میں جناب غوث الاعظم کا تذکرہ ہوا تو آپ نے فرمایا، "عنقریب وہ وقت آنے والا ہے کہ سیدنا عبدالقادر کو بہت بلند مقام مل جائے گا دنیا کے تمام عارفین اُن کے ماتحت ہوں گے اور انھیں اس حالت میں وصال ہوگا کہ ان سے بڑھ کر خدا اور رسول اللہ کی نظروں میں زمین پر محبوب ترین انسان دوسرا نہیں ہوگا۔ حاضرین میں جس کو یہ وقت نصیب ہو، اس پر فرض ہے کہ وہ آپ کے مقام کو پہچاننے کی کوشش کرے اور اُن کی تعظیم و تکریم کرے۔"

حضرت شیخ حماد دباس رحمۃ اللہ علیہ کے سامنے حضرت غوث پاکؓ کا ذکر چلا تو آپ نے فرمایا، "اگرچہ عبدالقادرؒ ابھی نوجوان ہیں مگر میں اُن کے سر پر جھنڈے لگے دیکھ رہا ہوں۔ یہ جھنڈے ولایت کے ہیں۔ ان جھنڈوں کی فرمانروائی تحت الثریٰ سے لے کر ملکوت اعلیٰ تک ہے۔ میں نے اپنے کانوں سے ملکوت اعلیٰ پر سنا ہے کہ انھیں ان القابات سے نوازا جاتا ہے جن سے صدیقین کو نوازا جاتا ہے۔ جب شیخ سیدنا عبدالقادرؒ آپ کے پاس تشریف لائے

تو آپ انھیں مرحبا مرحبا یا الجبل الراسخ والطور العالی و سیدالعارفین کے خطابات سے استقبال کرتے تھے۔

شیخ عقیل منجی رحمۃ اللہ علیہ کے سامنے جناب شیخ عبدالقادرؒ کے متعلق یہ بیان کیا گیا کہ ایک نوجوان ولی اللہ بغداد میں ظاہر ہُوا ہے تو آپ نے فرمایا: اس کا حکم تو آسمانوں پر بھی چلتا ہے۔ وُہ بڑا رفیع الشان نوجوان ہے۔ ملکوت میں اسے "باز سفید" کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ عنقریب اسے منفرد اور ممتاز مقام حاصل ہوگا اور اسے خاص امور پر مامور کر دیا جائے گا اور آپ سے ہی رُوحانیت کے احکامات صادر ہُوا کریں گے۔

شیخ ابوالبغرائی مغربی کے بعض احباب نے بغداد جانے کے ارادے کا اظہار کیا تو آپ نے فرمایا: جب تم بغداد جاؤ تو ایک نوجوان شیخ عبدالقادرؒ سے ملاقات کرنا نہ بھُولنا۔ جب تم اس عجمی نوجوان کو ملو تو میرا اسلام عرض کرنا اور میرے لیے دُعا بھی کرانا اور یاد رکھو اس بات کو کبھی نہ بھُولنا۔ مجھے اللہ کی قسم ہے آج تک اللہ تعالیٰ نے عجم میں ایسا آدمی پیدا نہیں کیا اور عراق میں اس کے پایہ کا کوئی آدمی نہیں ہے۔ مجھے یقین ہے کہ اس نوجوان کی وجہ سے مشرق کو مغرب پر فوقیت حاصل ہو جائے گی۔ اس کا علم اور نسب کائناتِ عالم میں ممتاز کر دیے جائیں گے اور دُنیا کے اولیاءِ کرام میں آپ کو ممتاز کر دیا جائے گا۔

شیخ عدی بن مسافر رحمۃ اللہ علیہ کے پاس شیخ ابوالقاسم عمر بزازؒ فیضِ روحانیت کے لیے حاضر ہُوئے تو آپ نے فرمایا: عمر! تم بحرِ محیط کو چھوڑ کر ایک نہر کے کنارے آ گئے ہو حضرت سیّد عبدالقادرؒ زمانہ کے اولیاء اللہ کے آقا ہیں اور خدا کے محبوبین کے شاہسوار ہیں

شیخ ابو عبداللہ قرشیؒ کہا کرتے تھے کہ سیدنا عبدالقادرؒ اپنے زمانہ کے بہترین ولی اللہ ہیں اور وہ اکمل و اعلیٰ ولی اللہ ہیں۔ علماء ان کے پیچھے رہتے ہیں۔ عارفانِ الٰہی انھیں اپنے سے بہتر جانتے ہیں۔ مشائخِ وقت اپنے آپ کو ان سے کمتر خیال کرتے ہیں۔

ابُوسعید قیلویؒ سے قطبِ وقت کے اوصاف دریافت کیے گئے تو آپ نے فرمایا کہ

قطب تمام امورِ وقت کو اپنے قبضہ میں رکھتا ہے اور کون و مکان کے تمام امور کا اختیار اسے دے دیا جاتا ہے۔ لوگوں نے پوچھا: پھر ایسا قطبِ وقت آپ کی نظروں میں کون ہے؟ آپ نے فرمایا: شیخ سیّد عبدالقادر جیلیؒ ہی ایسی شخصیت ہیں!

حضرتِ غوث اعظم رضی اللہ عنہٗ کی نگاہِ جلال کے اثرات

شیخ خلیفہ شہر ملکیؒ سے یہ روایت منسوب ہے کہ جناب غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کو دُنیا کے تمام اولیاء، ابدال اور اقطاب کے احوال و اسرار سپرد کر دیے گئے تھے۔ آپ کی نگاہِ جلال جب کائناتِ ارضی کے کسی گوشے پر پڑتی تو ساکنانِ ارضی سطحِ ارض سے لے کر تحت الثریٰ تک لرزہ براندام ہو جاتے ہیں۔ انھیں یہ بھی اُمید ہوتی ہے کہ آپ کی نگاہِ لُطف سے برکات میں اضافہ ہوگا مگر یہ ڈر بھی رہتا ہے کہ اُن کے جلال سے احوال سلب نہ کر لیے جائیں۔ شیخ ابوالبرکات بن صخر اموئیؒ نے کہا ہے کہ حضرت سیّد عبدالقادرؒ ہر ولی اللہ کے ظاہری و باطنی احوال پر نگاہ رکھتے ہیں۔ کوئی ولی اللہ اپنے ظاہری یا باطنی احوال میں آپ کی اجازت کے بغیر تصرف نہیں کر سکتا۔ ایسے ولی اللہ جو بارگاہِ الٰہی میں ہمکلام ہونے کے مرتبہ عالی پر فائز ہیں۔ وُہ بھی حضرت غوثِ اعظمؒ کی اجازت کے بغیر دم نہیں مار سکتے۔ اِن اولیائے وقت پر موت سے پہلے اور موت کے بعد بھی آپ ہی کا تصرف رہتا ہے۔

شیخ ابی محمد قاسمؒ بن عبید بصری نے بتایا کہ میں نے حضرت خضر علیہ السلام سے حضرت سیدنا عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے متعلق پُوچھا تو آپ نے بتایا کہ وہ اس وقت کے "فرد احباب" ہیں۔ اللہ تعالیٰ کبھی کسی ولی اللہ کو رتبۂ عالی عطا نہیں فرماتا جب تک حضرت غوث پاکؒ کو منظور نہ ہو۔ کسی مقرب ولی اللہ کو اس وقت تک بزرگی نہیں دی جا سکتی جب تک وہ حضرت غوث اعظمؒ کی بزرگی کا اعتراف نہ کر لے۔ اللہ تعالیٰ کسی کو اس وقت تک اپنا ولی نہیں بناتا

جب تک اُس کے سینہ میں حضرت غوث پاکؒ کا ادب بدرجۂ اتم موجود نہ ہو۔

شیخ ابوالمجد الدین نے بتایا ہے کہ میں حضرت خضر علیہ السلام کو تین سال تک ملتا رہا۔ ایک روز میں نے آپ سے مشرق و مغرب کے مشایخ کے متعلق گفت گو کی اور اس سلسلہ میں سیدنا شیخ عبدالقادر کا ذکر آیا۔ آپ نے فرمایا: وہ صدیقوں کے امام ہیں۔ عارفین کے لیے محبت ہیں اور معرفت میں رُوح کی حیثیت رکھتے ہیں۔ اولیاء اللہ میں ان کی شان بڑی نادر اور باکمال ہے۔ اولیاءِ کرام کے درمیان ایک بھی ایسی شخصیت نہیں جس کا مقام جناب غوث پاکؒ سے بلند ہو۔ میں بھی جناب غوث پاکؒ کے بلند مقام کی تصدیق کرتا ہوں۔ میں نے خضر علیہ السلام سے اس سے زیادہ تعریف کسی ولی کے حق میں نہیں سُنی۔

خواب میں کشف کا مکمل علم

ابو مسعود احمد رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے کہ ایک دفعہ شیخ علی بن ہیتی حضرت غوث الاعظمؒ کی زیارت کے لیے حاضر ہوئے جناب غوث پاکؒ اس وقت سو رہے تھے۔ میں نے چاہا کہ آپ کو بیدار کروں مگر شیخ علیؒ نے منع کر دیا اور کہنے لگے: واللہ، واللہ، واللہ! حضرت شیخ عبدالقادرؒ کا کوئی حواری موجود نہیں۔ جب حضرت بیدار ہوئے اور باہر تشریف لائے تو فرمانے لگے: ہم محمدی ہیں اور حواریین تو حضرت عیسیٰؑ کے ہوتے ہیں۔ پھر آپ نے معارف و اسرار پر کچھ گفتگو کی۔ شیخ علیؒ فرماتے ہیں کہ میں نے آج تک شیخ کی طرح عارفانہ گفتگو کسی سے نہیں سُنی۔

شیخ ابو محمد ابن علی بن ادریس رحمۃ اللہ علیہ نے شیخ شہاب الدین سہروردیؒ کے ایک خواب کا واقعہ بیان کیا کہ اُنھوں نے خواب میں دیکھا کہ قیامت برپا ہے، انبیاء و اولیاء موقف کی طرف تشریف لے جا رہے ہیں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم بھی تشریف لائے آپ کے پیچھے آپ کی اُمت تھی جو ایک سیلِ بیکراں کی طرح آ رہی تھی۔ اس میں جلیل القدر مشایخ اور اولیاء بھی تھے مگر حضرت سیدنا عبدالقادرؒ کو نمایاں حیثیت حاصل تھی۔ میں نے پوچھا کہ یہ کون بزرگ ہیں؟ مجھے بتایا گیا کہ یہ حضرت شیخ عبدالقادرؒ ہیں۔

شیخ شہاب الدین عمر سہروردی رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ میں ایک دفعہ اپنے چچا ابوالنجیب سہروردیؒ کے ساتھ (۵۵۰ھ) جناب غوث پاکؒ کی زیارت کو گیا۔ میرے چچا نے آپ کا نہایت ہی ادب کیا۔ آپ کے سامنے دو زانو ہو کر نفس گم کر دہ بیٹھے رہے۔ جب میں مدرسہ نظامیہ میں گیا تو اپنے چچا سے پُوچھا کہ آپ اس قدر مؤدب کیوں ہو گئے تھے؟ آپ نے فرمایا: میں ادب کیوں نہ کرتا اللہ تعالیٰ نے انھیں اختیارات وجود ملکوت میں بھی عطا فرمائے ہیں، میں اس کا ادب کیوں نہ کروں، جسے اللہ تعالیٰ نے ہمیں ادب کرنے کا حکم دیا ہے اگر وہ چاہیں تو اولیاء اللہ کے احوال و مقامات کو برقرار رکھیں اگر چاہیں تو ایک طرف پھینک دیں۔

شیخ موسیٰ الزولی رحمۃ اللہ علیہ حضرت شیخؒ کا نہایت ادب کیا کرتے تھے۔ جب لوگوں نے وجہ دریافت کی تو آپ نے فرمایا کہ وہ سلطان الاولیاء ہیں، وہ سید العارفین ہیں، میں ان کا کیسے ادب نہ کروں جب کہ اُن کے سامنے فرشتے بھی ادب سے حاضر ہوتے ہیں۔

شیخ شہاب الدینؒ کا فلسفۂ کلام

شیخ شہاب الدین سُہروردیؒ بیان کرتے ہیں کہ میں آغازِ جوانی میں بڑا تیز طبع تھا۔ مجھے علم کلام، یونانی فلسفہ اور دُوسرے علوم مناظرہ و مجادلہ پر بڑا عبور تھا۔ میرے چچا ابوالنجیب سُہروردیؒ مجھے ایسے علوم سے اکثر روکتے رہتے تھے مگر میں باز نہیں آتا تھا۔ ایک دن میرے چچا میرے پاس آئے۔ اور مجھے سیدنا عبدالقادرؒ کی زیارت کے لیے ساتھ لے گئے اور مجھے کہا کہ اے عمر! اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے ویا ایھا الذین آمنوا اذا ناجیتم الرسول الآیۃ یاد رکھو تم ایسے شخص کے پاس آئے ہو جس کا دل اللہ تعالیٰ کے اسرار و رموز کی خبریں دیتا ہے لہٰذا یاد رکھو اُن کے سامنے محتاط ہو کر بیٹھنا تاکہ آپ کی برکات حاصل کر سکو۔ ہم آپ کے سامنے بیٹھ گئے، میرے چچا نے آپ کی خدمت میں عرض کی: یا سیدی! یہ میرا بھتیجا ہے جو علم کلام اور فلسفہ میں مشغول ہے۔ میں نے اسے بارہا منع کیا ہے لیکن یہ ایسے علوم سے باز نہیں آتا۔ آپ نے میری طرف توجہ فرماتے ہُوئے کہا: عمر! تمھیں کون کون سی کتابیں یاد ہیں؟

میں نے بتایا کہ فلاں فلاں کتاب۔ یہ سنتے ہی آپ نے میرے سینے پر اپنا ہاتھ پھیرا۔ مجھے اللہ کی قسم ہے ابھی آپ کا ہاتھ سینہ سے جدا نہیں ہوا تھا کہ ان تمام کتابوں کے الفاظ یکسر مجھے بھول گئے اور ان کتابوں کے تمام مسائل، مطالب میرے ذہن سے محو ہو گئے اور اللہ تعالیٰ نے میرے سینہ میں علم لدنی بھر دیا۔ میں فوراً اٹھ کر کھڑا ہو گیا حالانکہ میں عارفانہ گفتگو کر رہا تھا آپ نے مجھے فرمایا کہ تم عراق میں مشہور ترین عالمِ دین ہو۔ حضرت شہاب الدین عمر سہروردیؒ کہتے ہیں، شیخ عبدالقادر سلطان الطریق تھے اور اُن کا تصرف تمام موجودات پر حاوی ہے۔

شیخ ابی عمرو عثمان، مرزوقی قرشیؒ فرماتے ہیں، شیخ عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہمارے شیخ، امام اور سید ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اس زمانے میں جو انعام واکرام انھیں عطا کیے ہیں کسی دوسرے ولی کو نصیب نہیں ہوئے۔ یہ تمام انعامات حضورِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اجازت سے اور آپ کی وساطت سے دوسرے اولیاء اللہ کو تقسیم ہوتے ہیں۔ ایک واقعہ حضرت شیخ قدوہؒ سے منسوب ہے۔ آپ کہا کرتے تھے کہ سیدنا شیخ عبدالقادرؒ امام اہلِ طریقت ہیں اور شیخ الشیوخ ہیں۔ آپ کے نور سے اہلِ دل کے قلوب و اذہان منور ہوتے ہیں۔ اہلِ حقائق کے معارف و اسرار آپ کی بدولت کھلتے ہیں۔ چونکہ آپ کا نور نورِ نبوۃ سے روشن ہوتا ہے اور اسی سے قوت ملتی ہے اور ولایت کی تمام شاخیں نورِ نبوی سے ہی غذا پاتی ہیں اسی لیے اس نورِ ولایت پر اعتماد و اعتقاد ضروری ہے۔

قدمِ من بر قدمِ مصطفیٰ است

شیخ خلیفہ اکبرؒ نے حضرت رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کیا ہے کہ مجھے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے خواب میں فرمایا کہ سیدنا عبدالقادرؒ در ہمارے قطب ہیں میں ان کے معاملات کی خاص رعایت کرتا ہوں۔ یہی وجہ ہے کہ شیخ شہاب الدین سہروردیؒ نے اس بات کی تائید کی ہے کہ ہر ولی کے قدم نبی کے قدم پر ہوتے ہیں اور میرا قدم میرے جدِ مکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے قدموں پر ہے۔ حضور کا قدم اٹھتے ہی میں نے اپنا قدم آپ کے نشانِ پا پر رکھا ہے۔ میرا قدم

اقدامِ نبوت پر ہوتا ہے۔ اس مقام کو نبی کے بغیر کوئی نہیں پا سکتا اور یہ بات جناب غوث اعظمؒ کے لیے خاص تھی۔ یہ جاننا ضروری ہے کہ بعض بزرگانِ دین نے حضرت غوثِ اعظمؒ کی شان میں مختلف روایات بیان کی ہیں جو آپ کی ذات کے ساتھ مخصوص تھیں مگر بعض روایات مطلق تھیں چونکہ آپ سید الاولیاء ہیں آپ کے لیے تقدم و تاخر کی روایات حضرت خضرؑ کے علاوہ بھی واقع ہوئی ہیں اور آپ کی فضیلت متقدمین و متاخرین مشایخ دونوں پر یکساں وارد ہوتی ہیں۔ یہ بات واضح ہے کہ شہود عدول کی نسبت زیادت راجح ہوتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ آپ کی حکایات اور معاملات کی تمام اولیائے وقت نے تائید و تکریم کی ہے۔ اس طرح کی تعظیم کسی دوسرے ولی اللہ کو نصیب نہیں ہوئی۔ آپ کے مناقب اور آثار اتنے زیادہ ہیں کہ بہجۃ الاسرار اور دوسری ہزاروں کتابیں ان سے بھری پڑی ہیں۔

- زیرِ نظر "زبدۃ الآثار" تو بہجۃ الاسرار کا ہی خلاصہ ہے۔ یہاں ان کمالات میں سے چند چیزیں لی گئی ہیں وبکفی باللہ التوفیق۔

نسب و صفات جناب غوث الاعظمؒ

سید السادات، شیخ الاسلام، شیخ شیوخ العالم غوث الاعظم شیخ محی الدین ابو محمد عبدالقادر بن ابی صالح موسیٰ بن ابی عبداللہ بن یحییٰ الزاہد بن داؤد بن موسیٰ بن عبداللہ بن موسیٰ الجون بن عبداللہ المحض ملقب بالجل بن حسن المثنیٰ بن حسن بن علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین

ابی عبداللہ صومعی زہد و تقویٰ میں مشہور تھے۔ ولادت کے وقت آپ جیلان میں تھے۔ جیلان، جیل (بجر جیم و سکون یا) یہ قصبہ طبرستان میں واقع ہے۔ کہتے ہیں گیلان، جیلان و گیل ایک قریہ ہیں جو دریائے دجلہ کے کنارے واقع ہیں اور یہ قصبہ بغداد سے واسطہ کے متصل ایک دن کی راہ پر ہے۔ جغرافیہ دانوں نے اس کا نام جیل عجم، گیل عجم، گیل عراق اور جیل لکھا ہے۔ یہ قصبہ مدائن کے پاس ہے۔ ایک روایت میں یہ بھی آیا ہے کہ جیلانی لقب آپ کے جدِ امجد سے منسوب ہے جو جیلان سے تعلق رکھتے تھے۔ بعض گیلانیوں سے

میں نے خود سنا ہے کہ اُن کے مخدوم زادے ابھی تک گیلان میں ہیں اور وُہ سب اہلسنت وجماعت پر ہیں۔ ابو عبداللہ صومعی جیلان کے اجل مشایخ میں سے تھے۔ وہ وقت کے بہترین زاہدوں میں سے شمار ہوتے تھے۔ صاحبِ احوالِ سنیہ اور کراماتِ جلیلہ تھے۔ عراق عجم کے جلیل القدر مشائخ نے آپ سے ایک دفعہ ملاقات کی تو آپ کو بڑا مجیب الدعوات پایا بڑھاپے کے باوجود آپ نوافل و ریاضت میں مشغول رہتے، ہمیشہ ذکرِ الٰہی کرتے خشوع و خضوع سے عبادت کرتے، حفظ حال ومراعات پر پابند تھے۔ وُہ اکثر کسی امر کے واقع ہونے سے پہلے ہی خبر دے دیتے تھے۔

بعض مشایخ نے آپ سے بعض حکایات بیان کی ہیں کہ آپ کی والدہ کا اسم گرامی ام الخیر امۃ الجبار فاطمہ بنت ابی عبداللہ صومعی تھا۔ وُہ خیر واصلاح کی مالکہ تھیں۔ شیخ اصیل ابو محمد عبداللطیف بن شیخ قدوہ ابو النجیب جو معروف مشایخ میں سے تھے، بیان کرتے ہیں ؛ ام الخیر امۃ الجبار فاطمہ والدۂ شیخ سیدنا عبدالقادر بڑی راسخ العقیدہ اور نیک عورت تھیں۔ وُہ بیان کرتی ہیں کہ جب حضرت شیخ پیدا ہُوئے تو رمضان میں دن کے وقت میرا دُودھ نہیں پیا کرتے تھے۔ ایک بار رمضان کے بارے میں رویت ہلال کے بارے میں اختلاف پڑا تو لوگ میرے پاس آئے اور دریافت کیا تو میں نے انھیں بتایا کہ میرے بیٹے نے آج دُودھ نہیں پیا، جس سے وُہ سمجھ گئے کہ چاند ہوگیا۔ اس واقعہ سے میرے بیٹے کی فضیلت و شرافت کا شہرہ ہوگیا۔ میرے بیٹے نے کبھی بھی رمضان میں دن کے وقت دودھ نہیں پیا۔ آپ کے بھائی شیخ ابو احمد عبداللہ آپ سے چھوٹے تھے۔ آپ علم و زہد میں بڑے معروف ہُوئے۔ آپ کی پھوپھی اُم محمد عائشہ بڑی نیک اور صالحہ عورت تھیں۔ ان سے بڑی کرامتیں ظہور میں آئیں۔ ایک دفعہ جیلان میں قحط کی شدت ہُوئی تو لوگوں نے طلبِ دُعائے باراں کی۔ لیکن نمازِ استسقاء کے باوجود بھی بارانِ رحمت کا نزول نہ ہُوا۔ لوگ اس نیک بی بی کے پاس آتے اور طلب بارانِ رحمت کی درخواست کی۔ کہتے ہیں حضرت اُم محمد عائشہ نے اپنے صحن میں جھاڑو دیا اور کہا،

بارِ الٰہا! میں نے جھاڑو دے دیا ہے اب پانی برسانا تیرا کام ہے۔ ابھی زیادہ دیر نہ ہُوئی تھی کہ زوردار بارش برسنے لگی۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ کسی نے آسمان سے مشکوں کے مُنہ کھول دیئے ہیں۔ لوگ اپنے اپنے گھروں کو پانی میں شرابُور ہوکر پہنچے۔ اس نیک بی بی نے بڑی عمر پائی اور جیلان میں ہی مدفون ہُوئیں۔

یاد رہے کہ نسب نامہ میں لفظ "موسیٰ" استعمال کیا گیا ہے۔ یہ ناموں میں اضداد کے معنوں میں آتا ہے جیسے ابیض، اسود پر اطلاق کیا جاتا ہے اور اس وزن پر بہت سے دُوسرے لفظ بھی آتے ہیں یہاں بھی یہی مراد ہے "موسیٰ ادم اللون" اور وُہ سفیدی جو سیاہی سے ملی ہُوئی ہو۔ حضرت موسیٰ کی والدہ کی عمر ساٹھ سال تھی کہ انھیں حمل ہُوا۔ قریش کی عورتوں میں دیکھا گیا ہے کہ ساٹھ سال کی عمر میں بھی حمل ہو جاتا ہے۔ عبداللہ لقب سے مراد خالص ہے کیونکہ آپ کے والد حسن بن حسن بن علیؓ اور والدہ فاطمہ بنت حسین بن علیؓ تھیں۔ اس طرح آپ کا نسب خالص ہے اور اس نسب میں کوئی موالی نہیں ہے۔ اس طرح آپ کریم الطرفین سیّد تھے۔ الحسنی والحسینی۔

مُجّل (بضم میم وفتح میم) حسن مُثنّیٰ کا لقب ہے۔ سلام اللہ علیہم اجمعین۔ آپ علماء کرام کی طرح لباس پہنا کرتے تھے اور اُونٹ پر سوار ہوتے تو طیلسان کی چادر اوڑھ لیتے۔ آپ کے سامنے غاشیہ ڈال دیا جاتا تھا۔ جب آپ وعظ فرماتے تو بلند کرسی پر بیٹھتے۔ آپ کے کلام میں تیزی اور محبت کی آمیزش ہوتی۔ جب آپ بات شروع کرتے تو دُوسرے لوگ خاموش ہوجاتے۔ جب آپ کسی چیز کا حکم فرماتے تو لوگ فوری بجالاتے۔ اگر کسی صاحبِ دل آدمی کی نگاہ آپ کے چہرے پر پڑتی تو اس کے دل میں خود بخود خضوع وخشوع پیدا ہو جاتا تھا۔ آپ جب نگاہ اُٹھاتے تو یُوں معلوم ہوتا گویا تمام لوگوں کو دیکھ رہے ہیں۔ جب آپ نمازِ جمعہ کے لیے جامع مسجد کو تشریف لے جاتے تو راستے میں لوگ تعظیماً کھڑے ہوجاتے اور اپنی مشکلات اور مسائل کے متعلق سوال کرتے۔ آپ ان کے لیے دُعا فرماتے جس سے مسائل حل ہو جاتے۔

آپ کی آواز، نشست و برخاست ہر طرح موزوں و مناسب ہوتی۔ آپ خطبہ ارشاد فرمانے لگتے تو آپ کی بلند آوازی سے ہر ایک سامع آسانی سے بات سُن لیتا تھا۔ جب آپ کو چھینک آتی تو لوگ سُن کر یرحمک اللہ کہتے۔

ایک دفعہ خلیفہ المستنجد باللہ جامع مقصورہ میں تھا تو لوگوں نے یرحمک اللہ کہا تو خلیفہ نے اپنے غلاموں سے دریافت کیا کہ یہ شور کیسا ہے؟ اُنھوں نے بتایا کہ لوگ جناب شیخ سیدنا عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی چھینک کے جواب میں دُعا کہہ رہے ہیں۔ خلیفہ یہ بات سُن کر مبہوت رہ گیا اور دل ہی میں کہنے لگا کہ اس مردِ حق آگاہ کی لوگوں کے دلوں میں کتنی عزت ہے۔

آپ بڑے صاحبِ عظمت و ہیبت تھے۔ جب آپ گفتگو فرماتے تو مخاطب پر بعض وقت رعب سے لرزہ طاری ہو جاتا تھا۔ کبھی آپ یُونہی کسی پر نگاہ ڈالتے تو وہ لرزہ براندام ہو جاتا۔ جب آپ بیٹھتے تو آپ کے خادم آپ کے اردگرد حلقہ باندھ لیتے گویا وہ شیر ہیں جو اپنے بادشاہ کے اردگرد جمع ہیں۔ اس حلقے کی مثال ملنا محال ہے۔ آپ کے حکم کی اتباع فوری ہوتی اور ہر شخص اسے نہایت آسان جان کر بجا لاتا۔

آپ نحیف البدن اور میانہ قد و قامت کے مالک تھے۔ سینہ چوڑا، گھنی دراز ریش مبارک، سُرخ و سفید رنگ، پیوستہ ابرو، بلند آواز، بارُعب کلام اور گفتگو میں بے پناہ اثر تھا۔ آپ چالیس سال کی عمر میں فتویٰ نویسی اور تدریس پر مامور ہو چکے تھے۔ آپ کی ولادت ۴۷۰ھ میں جیلان میں ہوئی اور وفات ۵۶۱ھ میں ہوئی۔ آپ بغداد شریف میں ۴۸۸ھ میں تشریف لائے جب کہ آپ کی عمر صرف سولہ سال تھی۔ آپ نے علومِ دینیہ حاصل کرنے میں بڑی محنت شاقہ سے کام لیا اور ائمہ کرام، شیوخِ وقت، علماءِ اُمت اور اعلامِ ہدیٰ سے استفادہ کرتے رہے۔ پھر آپ قرآنِ حکیم اور اتقان پر غور کرتے رہے۔ حدیث کے فروع و اصول کو مقتدر محدثین سے اور احادیث مشہور ترین محدثین سے حاصل کیں۔ غرضیکہ تمام علوم متداولہ و مروجہ میں مہارت حاصل کر لی۔ اس سے پیشتر کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو دنیائے ولایت میں معروف کیا، آپ

دنیائے علمِ ظاہریت میں آفتابِ کمال بن کر چمک رہے تھے۔ آپ کو مخلوق خاص و عام میں بڑی مقبولیت حاصل ہوئی اور آپ کی زبان اور دل سے حکمت کے رموز ظاہر ہونے لگے۔ آپ سے کرامات ظاہر ہونے لگیں۔ ولایت کے بعد خاص مقامات آپ پر کھلنے لگے۔ مجاہدہ و تجرد میں انفرادیت آنے لگی۔ آپ کی دُنیا کے علائق سے قطع تعلقی اور اللہ تعالیٰ کی ذات سے وابستگی ظاہر ہونے لگی اور طلبِ حق میں صبر اور مصائب و مشکلات پر تسلیم کی خُو پیدا ہو گئی۔ آپ اپنے مدرسہ میں تدریس و فتویٰ نویسی کے کام میں منہمک رہتے اور وعظ و نصیحت کے دریا بہا دیتے اور زیارت بزرگانِ وقت اور نذر و نیاز کا قصد فرمانے لگے۔ آپ کے حلقہ میں وقت کے جید علماءِ کرام، فقہائے اعلام اور صالحینِ اُمت جمع ہونے لگے اور آپ کے کلام سے استفادہ کرنے لگے۔ طلبائے علم آفاق آپ کی مجلس میں آتے اور منتہی بن کر نکلتے اور مریدانِ عراق آپ کے ہاتھ پر توبہ کرتے۔ طلباءِ علومِ دینیہ جو مختلف مدارس سے تحصیلِ علوم کر کے آتے وہ بھی آپ کے کثرتِ علوم سے فائدہ اُٹھاتے۔ آپ کے مدرسہ میں ایک درس تفسیرِ قرآن کا، ایک تشریحِ حدیث کا، ایک مذہبیات کا اور ایک اصول و نحو کا ہر روز ہوتا تھا۔ ظہر کے وقت قرأت قرآن پاک کا درس ہوتا تھا گویا آپ حقائق کے خزانوں کی کنجیاں تقسیم کرتے تھے۔ معارف و اسرارِ الٰہی کی راہیں آپ کے فیض سے کھلتی تھیں۔ آپ کے حلقہ سے علم و عمل کے منتہی استفادہ کرتے۔ وہ علم و حکمت میں قطبِ وقت سمجھے جانے لگے اور اصول و فروع کی شناخت کراتے تھے۔ آپ کے ہاں معقولات، منقولات اور دُوسرے علوم کے چشمے پھُوٹتے تھے۔ آپ کے شاگردوں کو اللہ تعالیٰ نے آپ کے فیض سے قول و فعل اور تصنیف و تالیف میں بڑی مدد دی اور بہت سی کتابیں تصنیف کیں۔ بڑے فوائد اٹھائے گئے۔ آپ کی آواز آفاقِ عالم میں نشر ہونے لگی، گردنیں آپ کے سامنے جھک گئیں۔ تمام مخلوق نے آپ کے کمال کے اعتراف میں گردنیں جھکا دیں اور آپ کے طرح طرح کے اوصاف زبان زدِ عوام و خواص ہوئے۔ آپ کا لقب بزرگ طرفین و حدین مشہور ہو گیا اور

آپ کو صاحب البراہین والسلطانین کہا جانے لگا اور آپ کو امام الفریقین و طریقین کہا جانے لگا آپ کا نام قطب الخافقین اور غوث الثقلین مشہور ہو گیا۔ یہی وجہ ہے کہ بے شمار اور بے حد و حساب شاگرد آپ کے حلقۂ تلمذ میں آتے۔ ان میں معروف زمانہ علماء و اولیاء کی بھی خاصی تعداد تھی۔

صاحب بہجۃ الاسرار نے ان علماء و اولیاء کرام کے اسمائے گرامی بھی لکھے ہیں جنہوں نے آپ سے تلمذ کیا اور لکھا ہے کہ یہ سارے علماء و فقہاء قادریہ سلسلۂ تصوف سے تعلق رکھتے تھے۔ یہ سارے آپ کی تعظیم و تکریم دلی طور پر کرتے تھے۔ آپ کے آداب و سلوک پر کاربند رہے۔ ان کے دلوں میں جناب غوث پاکؒ کی محبت بھری ہوئی تھی۔ اُن کی زبانیں آپ کے مناقب سے مالا مال تھیں۔ اور وہ اپنے سلسلہ کے تمام ارادت مندوں کو آپ کی اتباع کی وصیت کرتے رہے۔

شیخ امام ابی محمد ابراہیم بن محمود بطایحی (یہ وقت کے جلیل القدر فقیہ اور قاری تھے) نے بیان کیا ہے کہ جب میرے شیخ طریقت کا تذکرہ بارگاہِ رب العزت میں ہوتا تھا تو اللہ تعالیٰ کے ذکر کے بعد جناب رسالتمآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، آپ کے صحابہ اور پھر حضرت شیخ سید عبدالقادرؒ کا ذکر ضرور آتا اور کہا کرتے تھے کہ جب مشایخ سے بیعت ہوتی تو شیخ کے نام پر بھی بیعت لی جایا کرتی تھی۔

ابو صالح نصر قاضی القضاۃ بیان کرتے ہیں۔ میں نے اپنے والد شیخ عبدالرزاق رحمۃ اللہ علیہ کو کہتے سُنا کہ جس سال میرے والد نے حج کیا تو میں بھی اُن کے ہمراہ تھا۔ سیدنا شیخ عبدالقادرؒ نے شیخ ابو عمرو عثمان بن مرزوق اور شیخ ابو مدین شعیب کو میدانِ عرفات میں خرقۂ خلافت پہنایا اور چند اور بھی آپ نے بنائے اور یہ لوگ آپ کے سامنے مؤدب بیٹھے رہے۔

فرزندانِ غوث الاعظمؒ بہجۃ الاسرار میں آپ کی اولاد پاک اور اُن میں سے

مشاہیر زمانہ بزرگوں کا تفصیلی ذکر کیا گیا ہے مگر ہم یہاں نہایت اختصار کے ساتھ آپکی اولاد کا تذکرہ کرنا چاہتے ہیں۔ ہم آپ کے ان فرزندانِ ارجمند کا ذکر کریں گے جنہوں نے آپ کے فقہی مسلک کو اپنایا تھا اور آپ سے درسِ حدیث لیا اور اپنے وقت کے فاضل ترین اور یگانۂ وقت بن کر چمکے۔ ان صاحبزادگان کے متعلق بہت علوم اشاروں میں بیان کیے گئے ہیں۔ اس طرح انھیں مراتب و احوال میں ایک دُوسرے کی فضیلت کا معیار نہ بنانا چاہیے۔ یہ تمام علم و فضل میں یکتائے روزگار تھے۔ اُن سے مختلف النوع کرامات و کمالات ظاہر ہوتی رہیں۔

شیخ الانام سیف الدین ابو عبداللہ عبدالوہاب جمال الاسلام قدوۃ العلماء فخر المتکلمین نے اپنے والد محترم سے فقہ میں سند حاصل کی اور حدیث بھی آپ سے ہی سُنی اور امت کے دُوسرے علماء محدثین سے بھی استفادہ کیا۔ وہ طلب علم کی خاطر بلادِ عجم میں مختلف مقامات پر رہے اور اپنے والد محترم کے بعد آپ کے مدرسہ میں درس دیا کرتے تھے۔ حدیث بیان فرماتے اور وعظ کرتے، فتویٰ بھی دیتے۔ بہت سے مشایخ اور علماء نے آپ سے سندِ خلافت حاصل کی۔ آپ شعبان ۵۲۲ھ میں پیدا ہوئے اور ۵ شوال ۵۹۳ھ میں بغداد میں واصل بحق ہوئے۔ آپ کے مزار پر عظیم مقبرہ بنایا گیا ہے۔ دوسرے صاحبزادے شیخ الامام الائمہ شرف الدین ابو محمد ابی عبدالرحمٰن عیسیٰ شرف الاسلام جلال العلماء سراج العراق والمسرفود اللسان علی الانسان المتکلمین تھے۔ آپ اپنے والد کے طریق فقہ پر عمل کرتے تھے۔ آپ سے اور آپ کے علماء کی جماعت سے حدیث سُنی۔ اس طرح آپ درسِ حدیث اور وعظ بیان فرمایا کرتے تھے۔ آپ فتویٰ بھی دیتے تھے۔ آپ نے چند کتابیں مسمّیٰ بجواہر الاسرار، لطائف الانوار تصنیف کیں۔ یہ کتابیں علم تصوف میں مشہور ہوئیں۔ آپ پر بہت سے حقایق کشف ہوتے تھے۔ آپ مصر تشریف لے گئے اور وہاں حدیث بیان کرتے رہے۔ مصر میں بہت سے علماء آپ کے درس سے فارغ ہو کر دنیا سے علم میں

پیچھے۔ آپ کی وفات مصر میں ہی ۵۰۲ھ میں ہوئی۔

واسع العلم عزیز الفضل کامل العقل متواضع جلیل القدر اور عالی رتب جناب شیخ الامام الجلیل شمس الدین ابو محمد ابوبکر جن کی کنیت ابی بکر عبدالعزیز تھی، آپ کے تیسرے فرزند تھے۔ آپ جمال العراق اور فخر العلماء کے خطابات سے مشہور ہوئے۔ اپنے والد مکرم سے تفقہ کیا، حدیث سنی اور والد کے انداز میں وعظ و درس جاری کیے۔ وقت کے جلیل القدر علماء آپ کے درس سے فارغ ہوئے۔ وہ وافر العقل، عزیز العلم، متواضع اور حُسنِ اخلاق کے مالک تھے۔

آپ کے چوتھے صاحبزادے الشیخ الامام جمال الدین ابو عبدالرحمٰنؒ ہیں جن کی کنیت ابو الفرج عبدالجبار تھی۔ آپ سراج العلماء مفتیٔ عراق مشہور ہوئے۔ آپ نے اپنے والد سے فقہ سیکھی، حدیث پڑھی اور درس جاری کیا۔ آپ بڑے نیک طینت اور وسیع القلب تھے۔ آپ کا سینہ اہل علم کی محبت کا گہوارہ تھا۔ علم و فضل میں ید بیضا رکھتے تھے۔

شیخ الامام الحافظ تاج الدین ابوبکر عبدالرزاق سراج العراق، جمال الائمہ، فخر الحفاظ شرف الاسلام قدوۃ الاولیاء بھی آپ کے فرزند ارجمند تھے۔ آپ نے فقہ اپنے والد محترم سے سیکھی اور اپنے حلقہ درس سے بڑے بڑے جید علماء کرام پیدا کیے۔ وہ صاحب فکر انسان تھے۔ اچھی صحت تھی۔ زہد و تقویٰ کے مالک تھے اور بے پناہ علوم پر حاوی تھے۔ کہتے ہیں کہ آپ تیس سال تک مراقبہ میں رہے اور ایک بار بھی آسمان پر نگاہ نہیں ڈالی۔ یہ بات حیا اور عظمتِ الٰہی کی بنا پر تھی۔ آپ ۶۳۶ھ میں بغداد میں واصل بحق ہوئے۔ آپ کی ولادت ذیقعدہ ۵۲۰ھ میں ہوئی۔ الشیخ الجلیل ابو اسحٰق ابراہیم زین الفقہاء جمال المفسرین بھی آپ کے فرزند تھے۔ آپ نے اپنے والد سے فقہ لی اور بہت سے علمائے وقت آپ کے درس میں رہے۔ بڑے ثقہ، متواضع، کریم الاخلاق تھے۔ آپ واسط کی طرف چلے گئے اور وہیں ۵۹۲ھ میں ہوئی۔

الشیخ العالم الفاضل ابو الفضل محمد بھی آپ کے فرزند تھے۔ آپ بھی اپنے والد کے فقہ پر رہے اور ۲۵ ذیقعدہ ۶۰۰ھ میں بغداد میں فوت ہوئے اور مقبرہ حلبیہ میں دفن کر دیے گئے۔

الشیخ الاجل ابو عبدالرحمٰن محمد عبداللہ بقیۃ السلف تھے۔ آپ نے بھی اپنے والد سے درس لیا وہ بچپن میں ہی علوم دینیہ میں یکتا ہو گئے۔ وہ حدیث کا سبق دیتے تھے۔ بغداد میں ۲۷ صفر ۵۲۹ھ میں وفات پائی۔ ۵۰۸ھ میں پیدا ہوئے تھے۔ یہ صاحبزادے جناب غوث الاعظمؒ کے سب سے چھوٹے فرزند تھے۔

الشیخ الفاضل ابو زکریا یحییٰؒ بڑے فقیہ اور جلیل القدر عالم دین تھے۔ آپ مصر میں تشریف لائے۔ آپ بڑے با اخلاق اور صاحبِ علم و فضل تھے۔ آپ بغداد میں شعبان کی پندرہ تاریخ ۶۰۰ھ میں واصل بحق ہوئے اور اپنے بھائی ابی عبداللہ عبدالوہاب کے مزار کے پہلو میں دفن ہوئے۔ آپ کی تاریخ پیدائش ۶ ربیع الاول ۵۵۵ھ ہے۔

الشیخ الامام ضیاء الدین ابو نصر موسیٰ بھی آپ کے جلیل القدر صاحبزادگان میں سے تھے آپ سراج الفقہاء، زین المحدثین کہلاتے تھے۔ اپنے والد سے فقہ حاصل کی۔ حدیث کا سبق بھی جناب غوث الاعظمؒ سے لیا۔ دمشق اور مصر میں درسِ حدیث دیتے رہے اور مخلوقِ خدا نے آپ سے بڑا استفادہ کیا۔ کچھ عرصہ مصر میں قیام کرنے کے بعد دمشق میں قیام پذیر ہوئے آپ جمادی الاخریٰ ۶۱۲ھ میں فوت ہوئے اور سفح جبل قاسیون میں دفن ہوئے تھے۔

صاحب بہجۃ الاسرار نے حضرت غوث الاعظمؒ کی اولاد پاک کے علمی کمالات اور دینی خدمات پر بڑی تفصیل سے روشنی ڈالی ہے۔ مولف نے تفصیل کے ساتھ لکھا ہے کہ آپ کی اولاد پاک سے لوگوں کو کس قدر علمی فیض حاصل ہوا اور کس قدر علماء کبار و فضلاءِ زمانہ نے ان سے تلمذ کیا۔ اس قسم کے کمالات علمیہ اور فیضانِ روحانیہ کسی بزرگ کی اولاد سے دیکھنے میں نہیں آئے۔

ع ہر چہ اسباب کمال است رُخ خوب ترا
ہمہ بر وجہ کمال است کما لا یخفیٰ

آپ کے دس صاحبزادگان جن کا ہم اُوپر ذکر کر آئے ہیں، بڑے عظیم الشان اور رفیع المقام بزرگ ہُوئے ہیں اُن کے تفصیلی کمالات کا تذکرہ بہجۃ الاسرار اور دُوسری کتابوں میں ملاحظہ فرمائیں۔

آنحضرتؓ کی اولاد مقیم بہ ملتان، لاہور اور اوچ

شرفاء گیلان جو بعد میں ملتان، لاہور اور اوچ شریف آ کر قیام پذیر ہُوئے۔ حضرت غوث پاک کی اولادِ پاک میں سے ہیں اور یہ سارے گیلانی سید حضرت شیخ سیف الدین عبدالوہابؒ کی اولاد میں سے ہیں۔ یہ سچے خلفاء، صاحبِ عز و تمکین سید ہیں۔ صوری و معنوی کمالات کے خزینہ ہیں۔ ان میں سے حضرت کلیم اللہ شیخ مُوسیٰ بن شیخ حامد گیلانی بڑے معروف ہُوئے ہیں۔ راقم الحروف (شیخ عبدالحق محدثؒ) بھی اشارہ غیبی اور بحکم خداوندی سے اپنے والدِ مکرم کی اجازت لے کر ان کی بارگاہ میں حاضر ہوتا رہا ہے اور اس سلسلہ عالیہ کا حلقہ بگوش رہا ہے۔ ان کا مخلص محب اور مرید رہا ہے۔ آپ سلطانِ وقت کے جلیل القدر امراء میں سے بھی رہے ہیں۔ آپ کے کسی مرید نے آپ کو شہید کر دیا تھا اور ملتان میں مدفون ہُوئے۔ فقیر (شیخ محدثؒ) نے آپ کے متعلق یہ رُباعی کہی تھی ؎

اے دیدہ بیا جمال منظور بہ بیں
آں جبہہ و آں جمال و آں نور بہ بیں
در وادی ایمن محبت بگذر
ہم موسیٰ و ہم درخت ہم طور بہ بیں

جنابِ غوث الاعظمؓ کے ظاہری و باطنی علوم

بہجۃ الاسرار کے مصنف شیخ الاجل ابو محمد یُوسف بن الامام الازجی عبدالرحیم بن علی الجوزی نے بیان کیا کہ مجھے حافظ ابوالعباس احمدؒ نے بتایا کہ میں اور تمہارا والد ایک دن حضرت سیدنا عبدالقادر جیلانیؒ کی خدمت میں حاضر ہُوئے۔ ایک قاری نے قرآن پاک کی چند آیات تلاوت کیں اور حضرت نے ان کی تفسیر بیان کی اور اس کی خاص توجیہہ بیان کی میں نے

آپ کے والد سے دریافت کیا کہ کیا آپ اس توجیہہ کو جانتے ہیں۔ انھوں نے بتایا، ہاں! حضرت نے ایک اور توجیہہ بیان کی۔ میں نے پھر پوچھا تو اُنھوں نے بتایا کہ ہاں یہ بھی جانتا ہُوں اور اُنھوں نے اس توجیہہ کی تشریح بھی میرے سامنے بیان کر دی۔ پھر اسی طرح آپ نے گیارہ توجیہات بیان کیں۔ آپ کے والد ان سب کو بیان کرتے رہے۔ آخر آپ نے چالیس توجیہات بیان کیں۔ مَیں نے آپ کے والد سے سوال کیا تو اُنھوں نے بتایا کہ اب میں نہیں جانتا۔ اس طرح جناب غوث اعظمؓ ہر توجیہہ کی نسبت قائل سے ملاتے رہے۔ آپ کے والد حضرت شیخ عبدالقادرؒ کے علمی تبحر پر بڑے حیرت زدہ ہُوئے۔ آخر میں سیدی شیخ عبدالقادرؓ نے فرمایا: اب ہم قال سے حال کی طرف آتے ہیں۔ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ! یہ کہنا تھا کہ سارے اہلِ مجلس مضطرب ہو گئے اور چند لمحوں میں آپ کے والد نے اپنے کپڑے پارہ پارہ کر دیے۔ یہ معاملہ تو علم ظاہر کا ہے مگر علم لدنی کی کسے خبر ہے۔ وُہ تو انسانی ذہن کے احاطہ میں نہیں آ سکتا۔ کوئی واصف اس کی صفت بیان نہیں کر سکتا۔

ایک دفعہ شیخ بزازؒ سیدنا عبدالقادر جیلانیؓ کی خدمت میں حاضر ہُوئے۔ آپ اس وقت دُودھ پی رہے تھے۔ تھوڑا سا آرام کیا اور چُپ رہے۔ پھر فرمانے لگے: اللہ تعالیٰ نے علم لدنی کے ستّر دروازے میرے لیے کھول دیے ہیں اور ہر دروازہ زمین و آسمان کی پہنائیوں سے بھی زیادہ وسیع ہے۔ پھر آپ نے معارف خواص پر گفتگو شروع کی جس سے اہلِ مجلس مدہوش ہو گئے۔ اس قسم کے کئی اور واقعات آپ کی مجلس وعظ کے ذکر میں بیان کیے جائیں گے۔

آپ کی خدمت میں دنیائے اسلام کے ہر شہر سے استفتاء آیا کرتے تھے جس پر آپ کی آخرین رائے طلب کی جاتی تھی۔ ہم نے ایک رات بھی ایسی نہیں گزاری جس رات آپ کے پاس ایسے دینی سوالات نہ آئے ہوں اور ان پر آپ نے غور نہ کیا ہو اور پھر ان پر اپنی رائے ثبت نہ کی ہو۔ آپ فقہی مسائل میں امام شافعیؒ اور امام احمد بن حنبلؒ کے مسلک پر فتویٰ دیا کرتے تھے۔ صاحب بہجۃ الاسرار فرماتے ہیں کہ آپ مجتہد فی المذہب تھے۔ آپ

اجتہاد کرتے تھے۔ ان کا اجتہاد کبھی تو مسلک شافعیؒ پر ہوتا اور کبھی مسلک حنبلیؒ پر۔ یہ مشہور ہے کہ آپ مذہبِ حنبلی پر تھے اور بغداد میں اکثریت علماء حنابلہ کی ہی تھی۔ چونکہ امام احمد بن حنبلؒ بھی بغداد میں رہے اس لیے ان کی تعلیمات کا اثر زیادہ تھا۔ آپ کا مقبرہ بھی بغداد میں ہی ہے پہلے حضرت امام شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی بغداد میں رہے۔ پھر حضرت امام احمد بن حنبلؒ کو بغداد میں چھوڑ کر خود مصر چلے گئے۔ جناب غوث الاعظمؒ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ سے بعض فقہی مسائل میں اختلاف رکھتے تھے۔ چنانچہ آپ نے اپنی کتاب میں بہت سے مقامات پر لکھا ہے قال الامام احمد، قال امامنا احمد۔ آپ حضرت امام احمد بن حنبلؒ کے بڑے مداح تھے۔

شیخ قدوہ ابوالحسن علی بن الهیتیؒ نے بیان کیا ہے کہ میں نے حضرت سیدنا عبدالقادر جیلانی اور شیخ بقا ابن بطوؒ کے ساتھ حضرت امام احمد بن حنبل کی قبر کی زیارت کی۔ میں نے دیکھا کہ حضرت امام حنبل بنفسِ نفیس قبرِ مبارک سے باہر تشریف لائے اور سیدنا عبدالقادر کو اپنے سینے سے لگایا اور ایک اعلیٰ خلعت پہنائی اور کہا: عبدالقادر! ابو علمِ شریعت، علمِ طریقت، علمِ حال و علمِ فعل الرجال اللہ تعالیٰ نے آپ کے سپرد کر دیے ہیں۔

صاحب بہجۃ الاسرار نے ایک بڑا عجیب واقعہ لکھا ہے کہ ایک دفعہ عراق کے علماء کی طرف سے ایک فتویٰ آیا جس پر علماءِ عراق و عجم جواب دینے سے قاصر تھے۔ صورتِ مسئلہ یہ تھی:

"کیا فرماتے ہیں علمائے سادات اس انسان کے بارے میں جس نے اس شرط پر اپنی بیوی پر تین طلاق کی قسم کھائی کہ اگر وہ ایسی عبادت خداوندی کرے جس میں ساری کائنات ارضی میں اس کا اس وقت کوئی شریک نہ ہو سکے۔ ایسے حالات میں اسے کون سی عبادت کرنا ضروری ہے اور اگر وہ نہ کر سکے تو کیا اس کی بیوی کو تین طلاقیں واقع ہو جائیں گی؟"

آپ نے فوری طور پر جواب لکھا کہ وہ شخص فوری طور پر مکہ مکرمہ میں آئے۔ مطاف کو خالی کرایا جائے اور وہ تنہا طواف کرے۔ اس طرح اس پر قسم واقع نہیں ہوگی۔

جناب شریف ابی عبداللہ محمد بن شیخ عباس بن خضر حسینی موصلیؒ نے کہا ہے کہ میں نے اپنے والد کو یہ کہتے سنا ہے کہ میں نے خواب میں سیدنا شیخ عبدالقادرؒ کے مدرسہ بغداد کو دیکھا۔ وہ اتنا وسیع تھا کہ بحر و بر کے سارے مشایخ اس میں جمع ہیں۔ شیخ محی الدین جیلانیؒ ایک بلند تخت پر جلوہ فرما ہیں۔ ہر ولی اللہ کے سر پر عمامہ ہے اور ہر عمامہ پر ایک ایک طرہ۔ بعض اولیاؒ کے دو دو طرے تھے لیکن حضرت شیخ سید عبدالقادرؒ کے عمامے پر تین طرے تھے۔ میں اس خواب کی تعبیر میں حیران تھا۔ جب علی الصبح بیدار ہوا تو میرے سرہانے حضرت خضرؑ کھڑے تھے اور فرما رہے تھے ایک طرہ علمِ شریعت کا ہے، ایک علمِ طریقت کا اور ایک علمِ حقیقت کا۔

وجہ تسمیہ محی الدین

مشایخ قادریہ بیان کرتے ہیں کہ لوگوں نے آپ سے "محی الدین" لقب کی وجہ دریافت کی تو آپ نے فرمایا: "میں ایک دفعہ ایک لمبے سفر سے بغداد کی طرف لوٹ رہا تھا، میرے پاؤں ننگے تھے۔ مجھے ایک بیمار آدمی ملا، جس کا رنگ اُڑا ہوا تھا اور بڑا ہی نحیف الجسم نظر آتا تھا۔ مجھے اس نے سلام کیا میں نے "وعلیکم السلام" کہا تو مجھے کہنے لگا کہ میرے قریب ہو جاؤ۔ میں نزدیک ہوا تو مجھے کہنے لگا: مجھے اٹھاؤ۔ میں نے اسے اٹھا کر بٹھایا تو اس کا جسم اچھا توانا نظر آنے لگا اور اس کے چہرے پر رونق نظر آنے لگی۔ مجھے اس نے پوچھا کیا تم مجھے پہچانتے ہو؟ میں نے نفی میں جواب دیا تو کہنے لگا: میں تمہارا دین ہوں جو اس قدر نحیف و نزار ہو گیا تھا چنانچہ آپ نے دیکھ لیا ہے کہ آپ کی وجہ سے مجھے اللہ تعالیٰ نے از سرِ نو زندگی بخشی ہے۔ آج سے تمہارا نام "محی الدین" ہوگا۔

جب میں جامع مسجد کی طرف واپس آیا تو مجھے ایک شخص ملا، مجھے کہنے لگا: یا سید محی الدین۔ میں نے نماز ادا کی تو لوگ میرے سامنے ادباً کھڑے ہو گئے اور ہاتھوں کو بوسہ دینے لگے اور زبان سے "یا سید محی الدین" پکارتے جاتے تھے حالانکہ اس سے پہلے کوئی بھی مجھے اس لقب سے نہیں پکارتا تھا۔

طریقۂ روحانیت

حصولِ قربت، وصولِ سلوک، ریاضت، مجاہدہ، تزکیۂ نفس، تصفیۂ قلب، تخلیۂ روح، حصولِ فنا و بقا غرضیکہ احوال و مقامات سے جو کچھ بھی حاصل ہوتا ہے اسے طریقہ کہا جاتا ہے۔

ہمارے شیخ ابو محمد علی بن ادریس یعقوبی نے ہمیں بتایا ہے کہ لوگوں نے شیخ علی بن ہیتی سے حضرت محی الدین سید عبد القادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے طریقۂ روحانیت کے متعلق دریافت کیا تو آپ نے بتایا کہ آپ کا ہر قدم خدا کی طرف اٹھتا تھا۔ آپ کا طریق توحید تجرید اور توحید تفرید میں تھا اور بارگاہِ الٰہی میں عبودیت کے موقف پر قایم تھے۔ یہ مقامِ عبدیت کسی چیز کیلئے یا کسی چیز کی نسبت سے نہیں تھا بلکہ بہ کمال ربوبیت کی وجہ سے تھا۔ وہ ایسی شخصیت تھے جو تفرقہ کی مصاحبت سے بہت بلند ہو کر احکامِ شریعت کی پیروی کے ساتھ جمعیتِ قلب پر قائم تھے۔

شیخ عدی بن مسافرؒ سے حضرت غوث اعظمؓ کے طریقۂ تصوف کے متعلق دریافت کیا گیا تو آپ نے بتایا کہ دل و جان سے ظاہری و باطنی اتحاد سے ریاضتِ خداوندی سے لاغر ہو جانا اور نفس کی تمام صفات کو فنا کر کے تمام اقدارِ نفسانی کا پوست کشیدہ ہو جانا، اور تمام نفع و نقصان اور دوری و نزدیکی محض اللہ کی ذات کے لیے اختیار کر لینا۔ شیخ بقا بن بطوؒ فرماتے ہیں کہ سیدنا عبد القادر کے قول و فعل میں مکمل اتحاد تھا اور نفس اور قلب یک سمت قدم اٹھاتے۔ اخلاص اور تسلیم باہمی کام کرتے۔ یہ ساری قوتیں کتاب و سنت کے تابع تھیں۔ ہر خطرہ میں، ہر لحظہ اور ہر نفس میں اللہ تعالیٰ کی اتباع کو لازم قرار دیا کرتے تھے۔

شیخ ابو الفرح عبد الرحیمؒ نے بتایا کہ میں بغداد میں آیا تو سیدنا شیخ عبد القادرؒ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ میں نے آپ کو صاحبِ حال اور فارغ القلب پایا۔ آپ کا ذہن ما سوی اللہ سے خالی تھا۔ ایک چیز میرے ذہن سے اتر گئی تو میں ام عبید کے پاس آیا۔ شیخ رفاعی چونکہ میرے خالو تھے ان کے سامنے میں نے شیخ عبد القادر کی مجلس کے اولین تاثرات پیش کیے۔

آپ نے مجھے کہا، بیٹا! اس وقت روئے زمین پر دوسرا کون ہے جو شیخ عبد القادرؓ کا مقابلہ کرے۔ جس مقام پر شیخ پہنچے ہیں اور جس روحانی قوت کے وہ مالک ہیں، کسی دوسرے کو کب نصیب ہوئی ہے۔

شیخ عارف ابی الحسن علی قرشی (رحمۃ اللہ علیہ) سے لوگوں نے حضرت شیخ کے متعلق پوچھا تو آپ نے بتایا کہ آپ کی روحانی قوت تمام اولیاء اللہ پر فائق ہے اور آپ کا طریقہ مکمل توحید تھا اور آپ کی تحقیقات ظاہری اور باطنی شریعت کے مطابق ہوتی تھیں۔ آپ کا دل فارغ، تفکراتِ دنیا سے دور اور مشاہدۂ خداوندی میں غرق تھا۔ روحانیت کا ملکِ اعظم آپ کی رضا کے ماتحت کر دیا گیا تھا۔

جناب غوث الاعظمؓ کا غائب ہونا

شیخ عارف ابو عبد اللہ محمد بن ابی الفتح الہرویؒ نے بتایا ہے کہ میں نے سیدنا عبد القادر رضی اللہ عنہ کی پورے چالیس برس خدمت کی۔ میں نے دیکھا کہ آپ اس طویل عرصہ کے دوران عشاء کی نماز کے وضو کے ساتھ صبح کی نماز ادا کیا کرتے تھے۔ اس دوران بعض اوقات خلیفۂ بغداد آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور چاہا کہ آپ سے ملاقات ہو مگر جناب غوث الاعظمؓ کو اپنے طریقِ عبادت سے فرصت نہ ملی۔ میں چند راتیں آپ کے پاس ٹھہرا تو میں نے دیکھا کہ آپ رات کے پہلے حصے میں نماز مختصر پڑھتے۔ پھر ذکر فرماتے۔ جب رات کا تیسرا حصہ گزر جاتا تو فرماتے: المحیط العالم الرب الشہید الحسیب الفعال والخلاق الخالق البارئ المصور۔ پھر آپ کا جسم نڈھال ہو جاتا اور بعض اوقات آپ کا جسم بہت چھوٹا ہو جاتا اور بعض اوقات بہت بڑا دکھائی دیتا۔ کبھی آپ کا جسم ہوا میں اڑتا اور غائب ہو جاتا پھر آپ نماز پڑھتے دکھائی دیتے۔ جس حصے میں غائب ہوتے وہ اکثر رات کے تیسرے حصے کا دوسرا پہر ہوتا تھا۔

آپ کی عادت تھی کہ سجدہ دراز فرماتے اور اپنے منہ کو زمین سے لگا لیتے۔ پھر آپ

بیٹھ کر مراقبہ فرماتے۔ آپ کے جسمِ پاک کو نور کی شعاعیں اپنی لپیٹ میں لے لیتی تھیں۔ حتیٰ کہ آپ غائب ہو جاتے اور ان نورانی شعاعوں سے آنکھیں خیرہ ہو جاتی تھیں۔ بعض اوقات مجھے سلام سلام کہنے کی آواز آتی اور آپ وعلیکم السلام کہتے۔ اس طرح آپ نمازِ صبح کے لیے باہر تشریف لے آتے۔

رجال الغیب اور جنوں کی حاضری

آپ فرمایا کرتے تھے کہ میں پچیس سال عراق کے جنگلوں میں ریاضت کرتا رہا۔ میں لوگوں کو پہچانتا تھا مگر لوگ مجھے نہیں پہچانتے تھے۔ میرے پاس رجال الغیب اور جنوں کی جماعتیں آتیں اور میں انھیں خداشناسی کا راستہ دکھایا کرتا تھا۔ چالیس سال تک میں نے عشاء کے وضو کے ساتھ صبح کی نماز ادا کی تھی۔ پندرہ سال تک نمازِ عشاء میں ایک پاؤں پر کھڑے ہو کر قرآن پاک ختم کرتا رہا۔ میرا ہاتھ دیوار میں گڑے ہوئے کیل کی طرح رہتا تاکہ مجھے نیند نہ آئے حتیٰ کہ سحری تک سارا قرآن پاک ختم کر لیتا۔ کبھی کبھی تین دن سے لے کر چالیس دن تک سیر ہو کر کھانا نہیں کھایا کرتا تھا۔ کبھی میرے خوابوں میں ایسی صورتیں آتیں جنھیں میں زور سے آواز دیتا تو وہ صورتیں غائب ہو جاتیں۔ بعض اوقات دنیا اپنی تمام آرائشوں کے ساتھ میرے سامنے آتی میں اسے اتنا ڈانٹ دیتا کہ وہ میری نظروں سے دُور ہو جاتی۔ میں پورے گیارہ سال "برجِ عجمی" پر قیام پذیر رہا۔ میری اقامت کی وجہ سے ہی اس برج کا نام "برجِ عجمی" پڑ گیا تھا۔ بسا اوقات یوں ہوتا کہ میں اپنے اللہ سے عہد کر لیتا کہ میں اس وقت تک کھانا نہیں کھاؤں گا جب تک مجھے کھلایا یا پلایا نہیں جائے گا۔ چنانچہ میں اسی حالت میں چالیس روز تک رہا۔ چالیس دن کے بعد ایک شخص آیا۔ میرے سامنے اُس نے کھانا لگا دیا اور خود چلا گیا۔ شدتِ گرسنگی کے عالم میں یہ کوئی بڑی بات نہ تھی کہ میں کھانے کی طرف ہاتھ بڑھاتا مگر مجھے اپنی قسم یاد آگئی اور میں نے کھانے سے ہاتھ روک لیا۔ بھوک کی بے تابی سے میرے پیٹ سے ایک آواز آئی جو الجوع الجوع (بھوک بھوک) پکار رہی تھی۔ میں نے اس

آواز کی بھی کوئی پروا نہ کی۔ پھر میرے پاس شیخ ابو سعید مخزومی قدس سرہ العزیز تشریف لائے اور میری اس آواز کو سُنتے ہی فرمانے لگے: عبدالقادرؒ! یہ کیسی آواز ہے؟ میں نے عرض کیا: یا حضرت! یہ میرے نفس کے قلق و اضطراب کی شورش ہے لیکن میری رُوح میرے اللہ کے پاس پُرسکون ہے۔ پھر آپ نے فرمایا: آؤ باب ازج کی طرف چلیں۔ آپ نے وہاں پہنچ کر مجھے اپنی حالت پر چھوڑ دیا اور خود چلے گئے۔

اس کے بعد حضرت خضرؑ میرے پاس آئے اور کہنے لگے: اُٹھو! اور ابو سعید المخزومی کی طرف چلیں! میں آپ کی خدمت میں حاضر ہُوا تو آپ کے سامنے کھانا رکھا تھا۔ میں نے پُوچھا: یا حضرت! مجھے کھانا کون دے رہا ہے؟ آپ نے بتایا: یہ کھانا اللہ تعالیٰ نے بھیجا ہے۔ آپ مجھے کھلاتے گئے حتیٰ کہ میں سیر ہو گیا۔ پھر آپ نے مجھے اپنے ہاتھ سے خرقہ پہنایا۔ چنانچہ میں نے اسے پہن لیا اور اپنا کام جاری رکھا۔ کچھ عرصہ کے بعد میرے پاس ایک اور شخص آیا جسے میں نے پہلے کبھی نہیں دیکھا تھا۔ اس نے پُوچھا: کیا تم میری مجلس کی خواہش کرتے ہو۔ میں نے خواہش کا اظہار کیا۔ آپ نے فرمایا: بشرطیکہ میری مخالفت نہ کرو۔ میں نے کہا: بہت اچھا۔ اس نے کہا: میرے آنے تک یہاں ہی بیٹھے رہنا۔ میں پُورا ایک سال اُسی جگہ رہا۔ اور ایک سال بعد آیا اور مجھے اسی جگہ بیٹھے پایا۔ میرے پاس چند لمحے بیٹھ کر اٹھا اور مجھے کہا اب تم اس جگہ سے جا سکتے ہو اور اس وقت تک نہ آنا جب تک میں واپس نہ آجاؤں۔ پھر وُہ غائب ہو گیا اور ایک سال گزرنے کے بعد آیا۔ اس طرح اس نے تین بار کیا۔ جب آخری بار آیا تو اس کے پاس ایک نان اور دُودھ تھا اور کہنے لگا: میں خضر ہوں اور مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں یہ کھانا تمھیں کھلاؤں۔ ہم نے اکٹھے بیٹھ کر کھانا کھایا۔ پھر اس نے مجھے کہا کہ اُٹھو۔ ہم بغداد آئے۔ میرے شیخ نے دریافت کیا کہ ان تین سالوں میں تم کھانا کہاں سے کھاتے رہے ہو؟ میں نے بتایا جو چیزیں ظاہراً زمین پر پھینک دی جاتی تھیں اور میرا نفس اُنھیں دیکھ پاتا اور آہ و زاری سے اُن چیزوں کے کھانے کی التجا کرتا اور کبھی

غصے سے لڑتا۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے ہمیشہ مجھے نفس کی خواہشات پر فتح دی۔

شیاطین کا حملہ اور شکست

میرے پاس بسا اوقات شیاطین مختلف شکلوں میں آتے اور قسم قسم کے ہتھیاروں سے لیس ہو کر حملہ آور ہوتے اور میری طرف آگ کے انگارے پھینکتے۔ لیکن میرے دل میں اتنی استقامت تھی کہ میں بیان نہیں کر سکتا۔ میں اپنے باطن میں کسی پکارنے والے کی آواز سنتا تھا: "اے عبدالقادر! ثابت قدم رہو، ہم نے تمہیں ثابت قدم کر دیا ہے جس طرح کرنا حق ہوتا ہے۔" یہ شیطان میرے اردگرد دائیں بائیں بھاگتے نظر آتے اور اس طرف بھاگ جاتے جدھر سے آتے تھے۔ کبھی کبھی تو ان شیطانوں میں سے ایک ہی آتا اور کہا کرتا تھا: "اٹھو اور وہاں چلو ورنہ ہم یُوں کر دیں گے اور یُوں کر دیں گے۔" اس طرح مجھے دھمکیاں دے دے کر ڈرایا جاتا تھا اور بے پناہ دہشت پھیلائی جاتی۔ میں اس کے منہ پر طمانچہ مارا کرتا اور وہ بھاگ جاتا اور میں لا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم پڑھتا تو وہ جلنے لگتا۔

شیطان کے مکر و فریب

ایک بار مجھے شیطان دور بیٹھا نظر آیا، وہ رو رہا تھا اور اپنے سر پر خاک ڈال رہا تھا اور کہہ رہا تھا: "عبدالقادر! تم نے مجھے مایوس کر دیا ہے۔" میں نے کہا: "او لعنتی! بھاگ جاؤ، مجھے ہمیشہ تم سے خطرہ رہا ہے۔" وہ کہنے لگا: یہ بات میرے لیے بڑی سخت ہے حالانکہ میرے پاس کئی قسم کے جال ہیں جس میں شرک اور دوسرے وساوس کے جال بھی ہیں۔ میں نے اسے پوچھا یہ کیا ہے؟ وہ کہنے لگا: یہ دنیاوی خواہشات کا جال ہے جو آپ جیسے لوگوں کو قید کرنے کے کام آتا ہے۔ شیخ فرماتے ہیں: میں نے شیطان کے ایسے فریب سے ایک سال تک سخت نگرانی کی حتیٰ کہ ان خواہشات کا سلسلہ منقطع ہو گیا۔ پھر دنیاوی اشیاء کی خواہش کو میرے اردگرد لایا گیا، میں نے دریافت کیا کہ یہ چیزیں کیا ہیں؟ مجھے بتایا گیا کہ دنیاوی اسباب ہیں جو آپ کے اردگرد جمع کر دیے گئے ہیں۔ میں نے ان اسباب پر پورا سال نگاہ رکھی حتیٰ کہ یہ اسباب بھی ختم ہو گئے اور میں

ان سے جدا ہو گیا۔ اس کے بعد میرے دل میں بہت سے علائق جمع ہونے لگے۔ میں نے دریافت کیا، یہ کیا چیز ہے؟ مجھے بتایا گیا کہ یہ آپ کی آرزوئیں اور اختیارات ہیں۔ مجھے اس کام پر بھی ایک سال تک توجہ کرنا پڑی حتیٰ کہ یہ آرزوئیں اور اختیارات بھی میرے دل سے دور ہو گئے اور میرا دل ان تمام چیزوں سے آزاد ہو گیا۔ اس کے بعد میرے نفس کو میرے سامنے کیا گیا۔ میں نے دیکھا کہ نفس کے سارے درد اور اس کی خواہشات زندہ ہو گئی ہیں۔ میں نے ان خواہشات پر پورا سال توجہ دی تو نفس کے سارے درد ختم ہو گئے اور خواہشات کا خاتمہ ہو گیا اور میرے اللہ کا امر ہر چیز پر حاوی ہو گیا۔ میں تنہا رہ گیا اور باقی تمام چیزیں پیچھے رہ گئیں۔ اس کے باوجود بھی اپنے مطلوب تک نہ پہنچ سکا حتیٰ کہ مجھے توکل کے دروازے میں گزر کر اپنے مطلوب تک آنا پڑا۔ مجھے اس راہ میں بڑی مزاحمت کا سامنا کرنا پڑا۔ پھر میں شکر کے دروازے سے ہو کر تسلیم کے دروازہ کی طرف بڑھا اور بابِ فنا سے ہوتا ہوا بابِ قرب کے پاس پہنچ گیا اور وہاں سے مشاہدہ کے دروازہ تک پہنچ گیا۔ ہر دروازہ پر مجھے سخت مزاحمت کا سامنا کرنا پڑا۔ میں ان سارے مقامات سے گزر کر فقر کے مقام پر پہنچا وہ خالی پڑا تھا۔ میں آگے بڑھا تو مجھے وہ تمام چیزیں نظر آئیں جنہیں میں پیچھے چھوڑ آیا تھا۔ میرے سامنے گنجِ اکبر کھول دیا گیا مجھے وہاں بڑی عظمت ملی اور "حریتِ خالص" حاصل ہو گئی۔ تمام اسباب دنیوی کو محو کر دیا گیا اور تمام صفات منسوخ کر دی گئیں اور الحمد للہ صرف ذاتی وجود ہی باقی رہ گیا۔

نورِ شیطانی کی تاریکی

شیخ جلیل ضیاء الدین ابو نصر موسیٰ بن شیخ محی الدین عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نقل کیا گیا ہے کہ ان کے والدِ محترم بتاتے تھے کہ میں ایک دفعہ سفر پر روانہ ہوا، جہاں مجھے کچھ دیر ہو گئی، پانی نہ ملا اور اس طرح مجھے سخت پیاس لگی۔ میرے سر پر بادل کا ایک ٹکڑا چھا گیا اور کوئی چیز ان بادلوں سے نیچے اترتی دکھائی دی۔ پھر میں نے دیکھا کہ کوئی روشنی نمودار ہو رہی ہے جس سے تمام

افق روشن ہو گیا اور ایک شکل میرے سامنے ظاہر ہوئی جس نے بلند آواز سے کہا: عبدالقادر! میں تمھارا رب ہوں میں نے تمھارے لیے تمام حرام چیزوں کو حلال کر دیا ہے۔ اب تم جو چیز چاہو، کھا سکتے ہو۔ میں نے اسی وقت اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم کہا اور للکارا، او لعین! دُور ہو جاؤ۔ وہ "نور" تاریکی میں تبدیل ہو تا گیا اور وہ صورت دھواں بن گئی اور کہنے لگی، عبدالقادر! تیرے علم نے تجھے آج بچا لیا اور مناظرہ کے فن نے مجھے شکست دے دی ہے حالانکہ میں نے اب تک ستر اولیاءِ طریقت کو اسی طرح گمراہ کر دیا ہے۔

میں نے کہا، "مجھے میرے علم اور مناظرہ نے نہیں بلکہ میرے اللہ کے فضل نے بچا لیا ہے۔"

مجھے پوچھا گیا کہ تم نے یہ کیسے معلوم کر لیا تھا کہ یہ شیطان ہے تو میں نے کہا: جب اُس نے مجھے یہ کہا حَلَّتْ لَكَ الْمُحَرَّمَات تمھارے لیے تمام حرام حلال کر دیے گئے ہیں۔

بغداد سے شوستر کا سفر

شیخ ابوالقاسم عمر بن مسعود البزاز رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت سیدنا عبدالقادرؓ سے یہ کہتے سُنا تھا، ابتدائے کار میں میرے سامنے جو احوال آتے تھے میں انھیں حل کرنے میں بڑی جلدی کرتا تھا اور ان کے نتائج سے مجھے علم نہیں ہوتا تھا لیکن جس وقت یہ حجاب ختم ہو گئے۔ یہ احوال آسان ہو گئے۔ ایک دفعہ مجھے ایک بہت دُور دراز مقام پر پہنچنا تھا میں بغداد کے ایک ویرانے میں تھا۔ میں نے دیکھا کہ ایک لمحے میں بلادِ شوستر میں پہنچ گیا ہوں حالاں کہ بغداد سے شوستر کا فاصلہ بارہ روز کی مسافت ہے۔ مجھے اپنے کام میں بڑی فکر ہوئی مجھے سامنے ایک عورت دکھائی دی جو کہہ رہی تھی: تمھیں اس بات پر تعجب آ رہا ہے؟ حالاں کہ تم شیخ عبدالقادرؓ ہو۔

حضرت شیخ کے بدن پر مکھی نہیں بیٹھتی تھی

شیخ ابی عبداللہ محمد بن الخضر بن عبداللہ الحسینی الموصلیؒ سے روایت ہے کہ میرے باپ نے مجھے بتایا کہ میں شیخ سید عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی

تیرہ سال تک خدمت کرتا رہا۔ مجھے ایک دن بھی نظر نہیں آیا کہ آپ کے ناک یا گلے سے پانی بہہ نکلا ہو، اور میں نے اس تیرہ سالہ عرصہ میں آپ کے بدن پر مکھی بیٹھی نہیں دیکھی تھی اور نہ ہی آپ کو کسی دنیادار کے استقبال میں اُٹھتے دیکھا۔ میں نے بادشاہوں کو وہاں آتے دیکھا وہ آپ کے ساتھ نیچے چٹائی پر بیٹھتے اور آپ کو کبھی کسی کے ساتھ کھانا کھاتے نہیں دیکھا ہاں، ایک بار آپ نے خلیفۂ بغداد کو لکھا کہ عبدالقادرؓ تمھیں یہ حکم دیتا ہے اور تیرے لیے یہ حکم بجالانا ضروری ہے۔ جب خلیفۂ وقت کو یہ تحریر ملی تو اس پر فوری عمل کرتا گیا۔

کہتے ہیں ایک دفعہ آپ کی خدمت میں شاہی نقیب حاضر ہوا۔ اس سے پہلے وہ کبھی آپ کے پاس نہیں آیا تھا آپ نے اس کی طرف اشارہ کر کے فرمایا: کاش! تم پیدا نہ ہوتے، اور اگر پیدا ہو گئے ہو تو تمھیں یہ معلوم ہونا چاہیے کہ تمھارے پیدا ہونے کا مقصد کیا ہے۔ اے خوابِ غفلت میں سونے والے! بیدار ہو۔ اپنی آنکھیں کھول اور غور کر کے دیکھو تمھارے سامنے کیا ہے، تمھیں معلوم نہیں کہ عذاب کے لشکر تمھارے سامنے آ پہنچے ہیں۔ تم پیادہ پا ہو، زوال پذیر ہو، تم سفر کر کے انتقال کرنے والے ہو، کئی سال گزر گئے ہیں، کیا تمھارے کانوں تک میری ایک بات بھی پہنچی ہے؟ تجھے معلوم ہے کہ اس دنیا نے تجھ جیسے جاہ و کثرت کے کتنے متوالوں کو زہر پلا دیا ہے۔ خدا تک پہنچنے کے لیے صرف دو ہی قدم ہیں، ایک قدم نفس اور دوسرا قدم خلق۔ اگر ان دو قدموں پر قابو پا لیا تو اے مرید! خداوند تعالیٰ تک آسانی سے پہنچ جائے گا۔ ایک قدم دُنیا ہے اور دوسرا قدم آخرت تک رسائی کا ہے۔

ایک بار آپ منبر سے نیچے اُترے تو آپ کے ایک شاگرد نے عرض کی کہ آپ نے اپنے کلام میں بڑے مبالغے سے کام لیا ہے۔ آپ نے فرمایا: بجز اس کے اور کچھ نہیں کہ میرا کلام ایک نور ہے جو دلوں کی ظلمتوں کو دُور کر دیتا ہے۔

راوی نے بیان کیا ہے پھر وہ شاہی نقیب آپ کی مجلس میں اکثر آیا کرتا تھا، اور

نہایت عجز و انکسار کے ساتھ بیٹھا رہتا، حتّٰی کہ اسے موت نے آلیا۔

حضرت غوث پاکؓ سے ایک شخص نے سوال کیا کہ آپ کا امر کس چیز سے ثابت ہوتا ہے؟ آپ نے فرمایا: حق گوئی سے۔ میں نے زندگی بھر کبھی جھوٹ نہیں بولا۔ وہ قصہ بڑا مشہور ہے جب آپ نے اپنی والدہ سے سفرِ بغداد کے لیے اجازت لی۔ اجازت دیتے وقت والدہ نے آپ کو چالیس دینار دیے اور آپ نے اپنی گدڑی میں سی لیے۔ راستے میں آپ کو رہزنوں نے آلیا مگر آپ نے سچ بول کر انہیں توبہ پر آمادہ کر لیا تھا۔ رہزنوں کی توبہ آپ کی زندگی کا مشہور واقعہ ہے۔

حضرت غوث اعظمؓ کا اگر کوئی لڑکا یا لڑکی فوت ہو جاتی تو آپ فریضۂ تبلیغِ دین کو ترک نہ فرماتے تھے حتّٰی کہ لوگ جنازہ لے آتے تو آپ منبر سے اُتر کر نمازِ جنازہ ادا کرتے تھے۔

جنابِ غوث الاعظمؓ جاڑے کی سرد راتوں میں بھی ایک ہی کُرتہ میں گزارا کرتے۔ اور اکثر ایسا ہوتا کہ سردیوں میں بھی بدن سے پسینہ نکلتا تھا اور شاگرد پنکھا جلاتے۔

مجلسِ وعظ میں سانپ

ایک دفعہ آپ کی مجلس میں ملک کے نامور فقہاء اور علماء موجود تھے۔ آپ مسئلہ قضاء و قدر پر گفتگو فرما رہے تھے کہ اچانک چھت سے ایک بہت بڑا سانپ مجلس میں آگرا۔ حاضرین ڈر کر بھاگ نکلے۔ مگر آپ بیٹھے رہے۔ سانپ آپ کے کپڑوں میں گھس گیا اور جسم کے گرد حلقہ مار کر گریبان کے راستہ سے باہر نکل آیا اور آپ کی گردن میں لپٹ گیا۔ اس کے باوجود آپ نے سلسلۂ کلام جاری رکھا اور نہ ہی اپنی جگہ سے ہٹے۔ وہ سانپ آپ کو چھوڑ کر زمین پر آ بیٹھا اور دُم کے بل کھڑا ہو کر یوں ہمکلام ہوا جیسے ہم نے کبھی نہیں سُنا تھا اور پھر باہر چلا گیا۔ لوگ لوٹ آئے۔ آپ نے فرمایا کہ سانپ نے مجھے کہا ہے کہ میں نے اس طرح بہت سے اولیاء کو آزمایا ہے مگر آپ کی طرح کوئی بھی ثابت قدم نہیں رہا۔ میں نے سانپ کو بتایا کہ تم مجھ پر اس وقت گرے جب میں قضاء و قدر پر گفتگو کر رہا تھا تو ایک حقیر کیڑے سے زیادہ حیثیت نہیں

رکھتا جسے قضاء و قدر حرکت دیتے ہیں۔ میں نے ارادہ کر لیا کہ میرا فعل میرے قول کے برعکس نہیں ہونا چاہیے۔

غوث الاعظمؓ کا وعظ

جناب غوث پاک فرماتے ہیں کہ ابتدائے کار پر مجھے سوتے اور جاگتے میں امر و نہی کا غلبہ تھا۔ بعض اوقات کلام کا اتنا غلبہ ہوتا تھا کہ خاموش رہنے کی قدرت نہیں رکھتا تھا۔ صرف دو تین آدمی میری باتیں سُنتے رہے۔ پھر لوگوں کی تعداد بڑھنے لگی حتّٰی کہ مخلوقِ خدا کا ہجوم ہونے لگا۔ ایک وقت آیا کہ میں بابِ خلیفہ کے مصلّے پر بیٹھتا تو لوگوں کے لیے جگہ تنگ ہوتی تھی۔ چنانچہ شہر کے باہر ایک وسیع میدان میں منبر رکھا گیا اور لوگ گھوڑوں، خچروں اور اُونٹوں پر سوار ہو کر میرا وعظ سُننے دُور دُور سے آتے اور مجلس میں پُوری محویت سے وعظ سُنتے رہتے۔ کئی بار ستر ستر ہزار آدمی مجلسِ وعظ میں ہوتے تھے۔

سرکارِ دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا آبِ دہن

شیخ عبدالوہاب، شیخ عبدالرزاق اور عمر بن کیمانی رحمۃ اللہ علیہم نے بیان کیا ہے کہ ہم نے شیخ سید عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منبر پر کھڑے یہ سُنا تھا کہ مجھے ایک بار رسولِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زیارت ہوئی تو آپ نے فرمایا: بیٹا! تم وعظ کیوں نہیں کرتے؟ میں نے عرض کی "یا رسول اللہؐ! میں عجمی ہوں، بغداد کے فصحاءِ عرب کے سامنے کس طرح کلام کر سکتا ہوں۔ آں حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ اپنا مُنہ کھولو۔ جب میں نے مُنہ کھولا تو آپؐ نے سات بار میرے مُنہ میں آبِ دہن ڈالا اور حکم دیا کہ لوگوں کو اللہ تعالیٰ کے احکام پہنچاتا رہوں۔ میں نے ظہر کی نماز ادا کرنے کے بعد سلسلۂ وعظ شروع کیا، بہت سے لوگ جمع ہو گئے۔ لیکن میرا بدن کانپنے لگا۔ میں نے حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ کو دیکھا کہ میرے سامنے کھڑے ہیں اور فرما رہے ہیں: اپنا مُنہ کھول دو۔ جب میں نے مُنہ کھولا تو آپ نے چھ بار اس میں آبِ دہن ڈالا۔

میں نے عرض کی: یا حضرت! سات بار کیوں نہیں؟ آپ نے بتایا: "آدابِ رسولِ خدا کی پاسداری ہے۔" یہ کہہ کر آپ غائب ہو گئے۔

پھر کہا کہ فکر غوطہ خورِ دل کے بحرِ زخار میں معانی کے موتیوں کی تلاش میں ہے۔ ان موتیوں کو سینہ کے کنارے پر نکال کر قصہ گو زبان کے حوالے کر دیتا ہے۔ ایسے موتی دلوں کی گہرائیوں میں رکھے جاتے ہیں۔ وہ نیک طاعت کے نفائس سے خریدے جاتے ہیں۔ مشائخ کہتے ہیں یہ اوّلین کلام تھا جو جناب غوث پاکؓ نے منبر پر کھڑے ہو کر ارشاد فرمایا۔

امام ابوبکر عبدالعزیزؒ جو سیدنا عبدالقادر جیلانیؓ کے بیٹے تھے نے بیان کیا ہے کہ مجھے شیخ قدوہ ابوالحسن علی بن ہیتیؒ نے بتایا تھا کہ جب میرے والد مکرم منبر پر بیٹھتے اور الحمد للہ کہتے تو زمین کے تمام اولیاء اللہ خاموش ہو جاتے خواہ وہ مجلس میں موجود ہوتے یا مجلس سے دُور ہوتے تھے اُنھیں ادباً خاموشی اختیار کرنا پڑتی تھی۔ آپ مکرراً الحمد للہ کہتے اور خاموش ہوتے تو اولیاء اللہ اور فرشتے آپ کی مجلس میں جمع ہو جاتے لیکن ہزاروں اولیاء اللہ اور فرشتے ویسے بھی مجلس میں شریک رہتے جو ظاہری آنکھوں نظر نہیں آتے تھے۔ ان اَن دیکھے حضرات کی تعداد نظر آنے والوں کی تعداد سے کہیں زیادہ ہوتی تھی۔ اس مجلس میں حاضرین پر رحمتِ خداوندی کی بارش ہوتی جو احاطۂ تحریر میں نہیں آ سکتی۔

شیخ ابوزکریا بن یحییٰ بن نصر بن عمر بغدادیؒ معروف بصحراوی نے بیان کیا ہے کہ میرے والد نے بتایا کہ اُنھوں نے تعویذوں کی مدد سے جنّوں کو طلب کیا۔ اُنھوں نے حاضر ہونے میں قدرے توقف کیا اور کہنے لگے، جب سیدنا عبدالقادرؓ وعظ فرما رہے ہوں ہمیں بلایا نہ کیجئے، کیونکہ ہم حضرت کی مجلس میں حاضر ہوتے ہیں ہم میں بہت سے جنّ اسلام قبول کر چکے ہیں اور آپ کے ہاتھ پر تائب ہو گئے ہیں۔"

شیخ ابوحفص عمر بن حسین بن عطشیؒ نے کہا ہے کہ مجھے سیدنا عبدالقادر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اے عمر! میری مجلس سے دُور نہ رہا کرو کیونکہ یہاں خلعتِ ولایت تقسیم ہوتی رہتی ہیں

وہ لوگ بڑے بدقسمت ہیں جو اس مجلس سے محروم رہتے ہیں۔ عمر بیان کرتے ہیں مجھے مجلس میں حاضر ہوتے عرصہ گزر گیا۔ ایک بار مجلس میں بیٹھے ہی مجھے نیند آ گئی اور خواب میں کیا دیکھتا ہوں کہ آسمان سے ہزاروں سُرخ اور سبز خلعتیں اُتر رہی ہیں اور حاضرینِ مجلس کو پہنائی جا رہی ہیں میں دہشت زدہ ہو کر اُٹھا اور چلانے ہی لگا تھا کہ حضرت غوث الاعظمؓ نے فرمایا: بیٹا! خاموش رہو۔ شنیدہ کے بود مانند دیدہ!

ابوحفص ایک اور مقام پر بیان کرتے ہیں کہ میں ایک بار جناب غوث اعظمؓ کی مجلس میں آپ کے سامنے بیٹھا تھا، مجھے نور کی قندیل کی طرح کی ایک چیز دکھائی دی جو آسمان سے اتر رہی ہے اور جناب شیخ کے مُنہ کے قریب ہو کر آسمان کو لوٹ گئی۔ ایسا واقعہ تین بار دیکھا تو میں گھبرا کر کھڑا ہو گیا تاکہ میں لوگوں کو بتا سکوں۔ لیکن حضرت نے مجھے فرمایا: بیٹھ جاؤ اور مجلس کے آداب کو برقرار رکھو۔ میں بیٹھ گیا۔ مگر آپ کی زندگی میں مَیں نے کبھی کسی سے یہ واقعہ بیان نہیں کیا۔

شیخ عبداللہ محمد بن خضر حسینی موصلیؒ بیان کرتے ہیں کہ میں نے اپنے والد سے سُنا تھا کہ وہ فرمایا کرتے تھے: سیدنا عبدالقادرؓ اپنی مجلس میں طرح طرح کے علوم پر گفتگو فرمایا کرتے تھے آپ کی شخصی عظمت کے پیشِ نظر کوئی بھی مجلس میں نہ تھوکتا اور نہ ہی کھنکارتا تھا اور نہ ہی کلام کرتا تھا۔ جب غوث پاکؓ فرماتے: قال تو ہو چکا اب حال کی طرف آئیے۔ تو لوگوں میں اضطراب اور جوش رونما ہوتا اور لوگوں میں حال اور پیچ و تاب ظاہر ہوتے۔ یہ بات آپ کی کرامات میں سے ہے۔ آپ کی مجلس سے دُور کے لوگ بھی آپ کے وعظ سے ویسے ہی محظوظ ہوتے جیسے قریب والے۔ آپ کی نگاہ اہلِ مجلس کے دلوں پر ہوتی اور کشف الصدور کی روشنی میں دلوں کی مزاحمت فرماتے تھے جب آپ منبر پر کھڑے ہوتے تو حاضرین بھی کھڑے ہو جاتے۔ جب آپ فرماتے: خاموش۔ تو ایک سکوت طاری ہو جاتا تھا حتیٰ کہ لوگوں کے سانس کی آواز سنائی دیتی۔ بعض حاضرینِ مجلس جب اپنے ہاتھ فرش پر رکھتے تو

ان لوگوں پر پڑتے جو بظاہر نظر نہیں آتے تھے۔ کبھی کبھی آپ کے وعظ کے وقت فضا سے رونے کی آوازیں آتی تھیں۔ آپ بعض لوگوں کو دورانِ وعظ فرماتے کہ میرے نزدیک نہ بیٹھو، کیونکہ یہ مقامِ ولایت ہے، یہ مدارج کی جگہ ہے۔ اے توبہ کے طلبگارو! تم آگے آجاؤ۔ اور اے عفو کے خریدارو! بسم اللہ، آگے جاؤ۔ اور اے خلوص کے جویاؤ! بسم اللہ، آگے آؤ۔ ہر ہفتے، ہر ماہ، یا ہر سال یا کم از کم ساری عمر میں ایک بار ہی میری مجلس میں آجاؤ اور ہزاروں چیزیں لے جاؤ۔ اے ہزاروں سال سفر کرنے والو! میرے پاس آکر ایک بات ہی سُن لو۔ جب تم میرے پاس آؤ تو ریاکاری، زہد و تقویٰ کے غرور کو اپنے دل سے نکال دو اور جو کچھ میرے پاس ہے اپنے لیے حاصل کرو۔ میری مجلس میں خاصانِ خدا، اولیاء اللہ اور رجال الغیب تشریف لاتے ہیں۔ جناب منزہ۔ کے واسطے سے مجھ سے تواضع سیکھتے۔ اللہ نے آج تک جو پیغمبر یا ولی پیدا فرمایا ہے میری مجلس میں زندہ مع الجسم اور واصل مع الروح آتا ہے۔"

مجلسِ غوثِ اعظمؓ میں انبیاء کی تشریف آوری

مشائخ نے اس بیان کی وضاحت کی ہے کہ شیخ قدوہ ابی سعید قیلوئیؒ کہتے ہیں کہ میں چند انبیاء، اور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کو کئی بار جناب غوث اعظمؓ کی مجلس میں تشریف فرما دیکھ چکا ہوں۔ جس طرح آقا اپنے غلام کو شرف بخشتے ہیں، اسی طرح انبیاءِ کرام کے ارواح آسمان و زمین کی وسعتوں میں سیر فرماتے ہیں۔ میں نے دیکھا کہ فرشتے گروہ در گروہ حاضر ہوتے ہیں۔ جن اور رجال الغیب بھی آپ کی مجلس میں آتے۔ حضرت خضر علیہ السلام کو مجلس میں دیکھا گیا میں نے ان سے دریافت کیا تو آپ نے فرمایا، فلاح و کامرانی کے لیے اس مجلس میں آنا بڑا ضروری ہے۔

شیخ جلیل شریف ابو عباس احمد بن شیخ عبداللہ ازہر حسینیؒ نے خبر دی کہ ایک بار میں شیخ عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مجلس میں حاضر ہوا، اس وقت آپ کی مجلس میں قریباً دس ہزار افراد موجود تھے۔ شیخ علی بن ہیتی حضرت غوث الاعظمؓ کے سامنے ذکر منبری کے

پاس بیٹھے تھے انھیں ذرا اونگھ آئی۔ حضرت غوث پاکؓ لوگوں کو فرمانے لگے، خاموش رہو۔ جب سارے خاموش ہو گئے تو لوگوں کے سانس کی آواز کے بغیر کچھ سُنائی نہ دیتا تھا۔ پھر آپ منبر سے نیچے اُترے اور شیخ علی ہیتیؒ کے پاس مؤدب کھڑے ہو گئے اور غور سے دیکھنے لگے۔ علی ہیتیؒ کی آنکھ کھلی۔ آپ نے علی ہیتی سے پوچھا: تم نے حضرت رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا ہے۔ جب اس نے کہا کہ ہاں۔ تو آپ نے فرمایا: میں رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی آمد پر تمہارے سامنے ادباً کھڑا رہا۔ شیخ علی ہیتیؒ نے کہا کہ حضورؐ نے مجھے نصیحت کی ہے کہ میں حضرت شیخ عبدالقادرؒ کی مجلس میں حاضر رہا کروں۔ حضرت شیخ نے فرمایا: جو تمھیں خواب میں نظر آئے میں اُنھیں بیداری میں دیکھ رہا تھا۔ راوی نے مزید بیان کیا کہ اس دن مجلس میں سات آدمی فوت ہوئے تھے۔

ایک دن حضرت غوثِ اعظمؓ نے فرمایا کہ میرا کلام ان لوگوں کے لیے ہے جو کوہ قاف کے پرے سے آتے ہیں۔ ان لوگوں کے قدم ہوا میں لیکن دل حضرتِ قدس میں ہوتے ہیں اُن کی ٹوپیاں اور عمامے شوقِ خداوندی سے جلتے رہتے ہیں۔ اس وقت آپ کے صاحبزادے سید عبدالرزاق رحمۃ اللہ علیہ آپ کے قدموں میں منبر کے پاس ہی بیٹھے تھے اپنا سر اٹھا کر اُوپر دیکھا ہی تھا کہ غش کھا کر گر پڑے اور اُن کی ٹوپی اور عمامہ جل گئے۔ شیخ منبر سے نیچے آئے اور آگ کو بجھایا اور فرمایا، عبدالرزاق! تم بھی ان میں سے ہو۔

لوگوں نے شیخ عبدالرزاق رحمۃ اللہ علیہ سے پُوچھا کہ تمھیں کس چیز نے بے ہوش کر دیا تھا؟ تو آپ نے بتایا کہ جونہی میں نے ہوا میں نگاہ کی دیکھا کہ ہزاروں لوگ مراقبہ میں کھڑے آپ کا کلام سُن رہے ہیں اور آسمان کے دونوں کناروں تک پھیلے ہُوئے ہیں۔ ان کے لباس آگ سے سُرخ ہیں۔ کوئی اُن میں سے چیختا ہے، کوئی بھاگتا ہے اور کوئی زمین پر مجلس میں آگرتا ہے اور ہر کوئی اپنی اپنی جگہ پر پڑا تڑپتا ہے۔

ایک دن ایک قاری نے حضرت سیدنا غوث پاکؓ کے سامنے یہ آیت کریمہ تلاوت کی

لمن الملک الیوم - یعنی آج کس کی شہنشاہی ہے؟ شیخ سید عبدالقادرؒ سن کر کھڑے ہو گئے۔ آپ کے اس جلال کی وجہ سے دُوسرے لوگ بھی کھڑے ہو گئے۔ آپ نے لوگوں کو اپنی اپنی جگہ بیٹھ جانے کا حکم دیا۔ پھر آپ نے دو تین بار پُوچھا، کون پُوچھ رہا ہے؟ میں کہتا ہوں : الملک لی ! آج شہنشاہی میرے لیے ہے۔ یہ بات سُنتے ہی اہل مجلس میں سے ایک شخص شیخ احمد نامی آپ کی طرف بڑھا اور پکار کر کہنے لگا : انا اقول الملک لی لانہ لی لم یکن لہٗ مثلہ' میں کہتا ہوں بادشاہی میرے لیے ہے وہ میرے واسطے ہے اور اسکے واسطے ہے جس کی مثل اور کوئی نہیں۔ اس پر حضرت غوث اعظمؒ نے بڑے زور سے چیخ ماری اور فرمایا : ارے احمق ! تم اس کے اہل کہاں سے ہو گئے۔ کیا تم نے اس بلا کو دیکھا ہے جو تمہارے گرد گھومتی ہے۔ یہ بات سنتے ہی وہ شخص چلاتا ہُوا اپنے بدن سے صوف کا لباس پھاڑتا ہُوا جنگل کی طرف بھاگ گیا۔

شیخ ابو محمد فرج بن شہاب شیبانی رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں، جب حضرت غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہرت دنیا میں پھیلی تو بغداد کے ایک سو علمائے دین (فقیہ) جن پر اہل بغداد کو کامل اعتماد تھا ایک ایک مسئلہ لے کر حضرت کی خدمت میں حاضر ہُوئے۔ جس دن یہ علماء کرام مجلس میں آئے، میں بھی اسی مجلس میں شریک تھا۔ وُہ مجلس میں بیٹھے ہی تھے کہ جناب غوثِ اعظمؒ نے مراقبہ فرمایا۔ آپ کے سینہ سے نور کا ایک شعلہ نمودار ہوا جسے بعض لوگوں نے دیکھا مگر بعض نہ دیکھ سکے۔ جن علماء کرام نے اس شعلۂ نور کو دیکھا۔ چیخ مار کر کپڑے پھاڑنے لگے اور سر برہنہ ہو کر جناب غوث پاکؒ کے قدموں میں گر پڑے۔ مجلس میں ایک شور برپا ہُوا تو میں نے خیال کیا کہ زلزلہ آیا ہے۔ حضرت غوث اعظمؒ ایک ایک کو اپنے سینے سے لگاتے جاتے تھے اور پُوچھتے جاتے تمہارا سوال یہ ہے، لو اس کا جواب ہے۔ اس طرح تمام علماء کرام مطمئن ہو گئے۔

سلبِ احوال اولیاء

حضرت شیخ شیبانی مزید بیان کرتے ہیں کہ ان علمائے کرام کے پاس میں خود ایک دن حاضر ہُوا اور اُن سے جناب غوث پاکؒ کی مجلس کی اس کیفیت کی تفصیل دریافت کی تو انہوں نے بتایا کہ جب ہم مجلس میں بیٹھ گئے تو جس قدر ہمارے سینے میں علوم تھے سلب ہو گئے۔ جب حضرتؒ نے ہمیں سینے سے لگایا تو ہمارے وہ تمام علوم پھر لوٹ آئے۔ چُونکہ آپ نے خود ہی ہمارے سوالات کے جواب دے دیے تھے۔ ہمیں کچھ پوچھنے کی ضرورت ہی محسوس نہیں ہُوئی۔ حقیقت یہ ہے کہ جواب جناب غوث پاکؒ نے دیے وہ خود ہمارے ذہنوں میں بھی نہیں تھے۔

شیخ ابو قاسم محمد بن احمد بن علی جہنیؒ نے بیان کیا : میں ایک دن حضرت غوث اعظمؒ کے منبر کے پاس بیٹھا تھا۔ دو نقیب بھی آپ کے منبر کی سیڑھیوں پر کھڑے تھے۔ دُوسرے لوگ منبر کے ارد گرد جمع تھے۔ اپنے جمال اور ہیبت کی وجہ سے شیر دکھائی دیتے تھے دورانِ گفتگو حضرت غوثِ اعظمؒ کی پگڑی کا ایک گوشہ کھل گیا جس کا غالباً آپ کو علم نہیں تھا۔ تمام حاضرین نے اپنی پگڑیاں اتار کر ادباً منبر کے نیچے رکھ دیں۔ جب آپ کلام سے فارغ ہوئے تو آپ نے اپنے عمامہ کو درست کیا اور مجھے حکم دیا : ابو قاسم ! لوگوں کو اُن کی پگڑیاں اور عمامے سر پر رکھنے کا کہہ دو۔ یہ ساری پگڑیاں لوگوں نے لے لیں مگر ایک دوپٹہ رہ گیا جسے میں نہیں جانتا تھا کہ یہ کس کا ہے۔ حضرت غوث پاکؒ نے فرمایا : یہ دوپٹہ مجھے دے دو۔ آپ نے اپنے کندھے پر رکھا اور مجلس سے باہر آ گئے اور فرمانے لگے : ابو قاسم ! اصفہان میں میری ایک بہن ہے جب تم نے سب کے عمامے منبر کے نیچے رکھوائے تو اس نے بھی وہاں سے ازراہِ ادب اپنا دوپٹہ یہاں پھینکا جسے میں نے پکڑ کر رکھ لیا۔ جب تم نے عمامے واپس کر دیے تو اس بی بی نے اصفہان سے ہاتھ بڑھا کر میرے کندھے سے دوپٹہ اٹھا لیا۔

کلامِ غوث پاکؒ میں اثر

قاضی القضاۃ ابو صالح نصرؒ نے اپنے چچا عبداللہ سید عبدالوہابؒ کا واقعہ بیان کرتے ہوئے بتایا ہے کہ وہ بلادِ عجم کو سفر میں نکلے اور بہت علوم حاصل کیے۔ واپسی پر اپنے والد محترم (یعنی جناب غوث اعظمؒ)

سے اجازت چاہی کہ لوگوں کے سامنے وعظ کریں۔ آپ کی اجازت سے میں منبر پر جا بیٹھا اور مجھے اللہ تعالیٰ نے جو علم عطا کیا تھا بیان کرتا رہا۔ میرے والد بھی سُنتے رہے۔ میرے وعظ سے نہ کسی کے دل پر رقّت طاری ہوئی اور نہ اثر ہُوا اور نہ کسی آنکھ سے آنسو نکلا۔ اہل مجلس نے میرے والدِ محترم کو وعظ کرنے کے لیے عرض کی۔ میں منبر سے نیچے آگیا تو میرے والد مکرم (جناب غوث پاکؓ) نے منبر پر تشریف فرما ہو کر وعظ فرمانے سے پہلے بتایا کہ میں کل روزہ دار تھا۔ میرے بیٹے یحییٰ کی والدہ نے انڈے پکائے تھے اور ایک مٹی کے برتن میں ڈال کر طاق پر رکھ دیئے۔ اچانک ایک بلی آئی جس نے وہ برتن گرا دیے اور ٹوٹ گئے۔ یہ بات کہنا تھی کہ اہل مجلس نے ایک شور برپا کر دیا۔ جب آپ وعظ سے فارغ ہوئے تو میں نے پُوچھا کہ کیا بات تھی کہ آپکی ایک مختصر سی بات نے رقّت طاری کر دی۔ آپ نے فرمایا: بیٹا! تم نے اپنے علوم اور سفر پر فخر کیا تھا۔ آپ نے اپنی انگشتِ شہادت آسمان کی طرف اٹھاتے ہُوئے کہا، بیٹا! کیا تم نے آسمان تک کی سیر کر لی ہے؟ میں اکثر اپنے والدِ محترم کے منبر پر بیٹھ کر وعظ کرتا۔ مگر لوگوں پر بہت کم اثر ہوتا۔ لیکن جب غوث پاکؓ منبر پر تشریف لاتے تو فرماتے، نوجوانو! تجلّیات ایک لمحہ کے لیے صبر کا نام ہے۔ اتنی بات سنتے ہی اہل مجلس میں کہرام بپا ہو جاتا۔ میں وجہ دریافت کرتا تو فرمایا کرتے تھے، تم اپنے دل سے بات کرتے ہو، مگر میں دوسرے کی بات کرتا ہُوں۔

جنابِ غوث پاکؓ سے دورانِ وعظ اگر کوئی مسئلہ دریافت کیا جاتا تو آپ فرماتے، اس مسئلہ کی تفصیلات کے لیے مجھے اجازت لے لینے دیجئے۔ آپ اپنا سر نیچے جھکا لیتے اور آپ ہیبت زدہ ہو جاتے، آپ بڑا بوجھ محسوس کرتے تھے جس طرح مشیّتِ ایزدی ہوتی آپ اسی طرح گفتگو فرماتے، اور فرمایا کرتے: بخدا میں اس وقت تک بات نہیں کرتا جب تک مجھے اللہ تعالیٰ اجازت نہیں دیتا۔

ایک روز آپ مجلس وعظ میں بیان فرما رہے تھے تو حاضرین بے توجہ اور سُست

نظر آنے لگے۔ آپ نے فرمایا: اگر اللہ تعالیٰ چاہے تو میرا بیان سُننے کے لیے آسمان سے سبز پرندے بھیج دے۔ ابھی آپ بیان ختم نہیں کرنے پائے تھے کہ مجلس سبز پرندوں سے بھر گئی اور حاضرین نے ان پرندوں کو اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا۔

ایک دن ایسی حالت میں مجلس میں ایک سبز پرندہ آپ کی آستین میں گھس گیا اور باہر نہیں نکلا۔ ایک دن آپ وعظ فرما رہے تھے کہ ایک عجیب الخلقت پرندہ مجلس پر سے گزرا۔ لوگ اسکے دیکھنے کو متوجہ ہُوئے تو آپ نے فرمایا: اگر میں چاہوں تو اس پرندے کے ٹکڑے ٹکڑے ہو جائیں۔ ابھی وعظ ختم نہیں ہُوا تھا کہ وہ پرندہ آپ کی مجلس وعظ میں ٹکڑے ٹکڑے ہو کر گر پڑا۔

شیخ قدوہ بقا بن بطو رحمۃ اللہ علیہ نے بتایا کہ ایک دفعہ شیخ عبدالقادر رضی اللہ عنہ کی مجلس میں حاضر ہُوا۔ آپ منبر پر بیٹھے وعظ فرما رہے تھے ناگاہ آپ نے سلسلۂ بیان روک دیا اور بے ہوش ہو گئے اور زمین پر اُتر کر پھر منبر پر جا بیٹھے اور منبر کے دُوسرے پائے پر بیٹھ گئے۔ میرے دیکھتے دیکھتے منبر کی وسعت حدِ نگاہ تک پھیل گئی اور منبر پر ایک سبز فرش بچھ گیا جس پر سرکارِ دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مع اصحاب کبار رضی اللہ تعالیٰ عنہم تشریف فرما نظر آئے۔ جناب غوثِ اعظمؓ کا جسم چھوٹا ہوتا گیا اور ایک چڑیا کے وجود سا نظر آنے لگا پھر اس کے بعد اس وجود نے بڑھنا شروع کیا یہاں تک کہ ایک خوفناک صورت بن گیا۔ تھوڑے ہی عرصے میں یہ سارا واقعہ میری نظروں سے غائب ہو گیا۔

جب شیخ بقاؒ سے آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تشریف آوری اور صحابہ کرام کی زیارت کی کیفیت معلوم کی گئی تو کہنے لگے کہ مقدس رُوحوں کو جسمانی شکل اختیار کرنے کی اللہ تعالیٰ نے پوری قوت دی ہے، وہ جس شکل میں چاہیں ظاہر ہو سکتے ہیں۔ جب جناب غوث اعظمؓ کے جسم کے چھوٹے یا بڑے ہونے کے متعلق دریافت کیا گیا تو آپ نے بتایا تجلی اوّل اس طرح ظاہر ہُوئی کہ کوئی انسان اس تجلی کے سامنے ثابت قدم نہیں رہ سکتا۔ حضرت غوثِ اعظمؓ

کہ اگر جناب رسولِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سہارا نہ دیتے تو وہ گر پڑتے۔ تجلی دوم جلالی صفت مشاہدہ کے نمودار ہوتی ہے۔ یہی وجہ تھی کہ آپ کے جسم میں بالیدگی پائی گئی۔ یہ تمام اللہ کے فضل سے ہوا تھا۔

جناب غوث اعظمؒ کا معمول تھا کہ ہفتہ میں تین بار وعظ فرمایا کرتے۔ جمعہ کی صبح، منگل کی رات اور اتوار کی صبح۔ آپ کی مجلس میں عراق کے مشایخ، مفتی اور علماء شریک ہوا کرتے تھے ان میں شیخ بقا ابن بطو، شیخ ابو سعید قیلوی، شیخ علی بن ہیتی، شیخ ابو نجیب عبد القاہر سہروردی، شیخ ماجد کردی اور شیخ مطر بادرانی وغیرہ خاص طور پر قابلِ ذکر ہیں (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین)

مجلس غوث اعظمؒ کی روحانی صدا

راوی نے بیان کیا ہے کہ میرا خیال ہے کہ شیخ عبد الرحمٰن طفسونجیؒ بغداد میں تشریف نہیں لائے کیونکہ میں نے کئی بار انہیں طفسونج میں دیکھا۔ وہ عرصہ دراز تک کھڑے رہتے اور کہا کرتے تھے کہ جو شخص شیخ سیدنا عبد القادرؒ کا وعظ سننا چاہتا ہو وہ میرے گھر چلا آئے۔ لوگ آپ کے گھر جاتے اور انھیں وہاں بیٹھے جناب غوث اعظمؒ کی مجلس کا وعظ سنائی دیا کرتا تھا۔ بعض حضرات تاریخ اور وقت لکھ لیا کرتے تھے اور بعد میں دریافت کرنے پر معلوم ہوتا تھا کہ واقعی اس دن جناب غوث پاکؒ نے فلاں موضوع پر گفتگو فرمائی تھی۔

ایسا ہی ایک واقعہ حضرت سیدنا عدی بن مسافرؒ بیان کرتے ہیں کہ "میں لالش پہاڑ پر رہائش رکھتا تھا جسے جناب غوث پاکؒ کا وعظ سننا ہوتا تھا، وہ میرے مکان میں چلا آتا۔" چنانچہ آپ کے متعدد دوست وہاں جمع ہو کر جناب غوث اعظمؒ کا وعظ سنا کرتے تھے۔

آپ کے وعظ کی مجلس میں دو تین آدمی مر جایا کرتے تھے۔ مجلس میں تقریباً چار سو آدمی ایسے بھی ہوتے جو کلامِ غوث لکھا کرتے تھے۔ کبھی کبھی تو آپ مجلس میں حاضرین کے سروں پر کئی کئی قدم چلے جاتے اور پھر منبر پر واپس آجاتے۔

حضرت خضرؑ کی آمد ایک بار جناب غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ مجلسِ وعظ میں چند

قدم آگے بڑھے اور فرمانے لگے، "اے اسرائیلی! ٹھہر جا، اور محمدی کا کلام سنتا جا۔" پھر آپ واپس آئے تو لوگوں نے دریافت کیا کہ آپ کسے کہہ رہے تھے۔ آپ نے فرمایا! جناب خضر علیہ السلام کا میری مجلس کے پاس سے گزر ہوا تھا اور میں نے چند قدم آگے بڑھ کر انہیں وعظ سننے کا کہا۔

غرضیکہ اس قسم کے بہت سے واقعات ہیں جو جناب غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مجلس وعظ میں رونما ہوتے تھے آپ کی کوئی مجلس ایسی نہ ہوتی تھی جس میں کوئی یہودی یا عیسائی دامنِ اسلام میں نہ آیا ہو۔ راہزن، چور، ملحد، بے دین اور بدعقیدہ لوگ آپ کی مجلس میں آکر تائب ہوتے۔ یہودیوں اور عیسائیوں میں سے پانچسو کے قریب آپ کے دستِ حق پرست پر اسلام لائے۔ ایک لاکھ سے زیادہ چور اور قزاق تائب ہوئے۔

ایک روایت میں یہ بھی آیا ہے ایک عیسائی راہب آپ کی مجلس میں آیا اور دامنِ اسلام میں آگیا۔ اس نے لوگوں کو بتایا کہ میں یمن کا باشندہ ہوں۔ میرے دل میں اسلام قبول کرنے کی لگن پیدا ہوئی لیکن میں نے عہد کر لیا کہ میں اس شخص کے ہاتھ پر اسلام لاؤں گا جو دنیا بھر کے مسلمانوں سے افضل ہوگا۔ میں اسی فکر میں اکثر محو رہتا ایک دن میں نے خواب میں دیکھا کہ حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام فرما رہے ہیں کہ تم بغداد کی طرف چلے جاؤ اور حضرت شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر اسلام قبول کرو کیونکہ اس زمانہ میں وہی بہترین خلائق ارضی ہیں۔

ایک دفعہ آپ کے پاس تیرہ عیسائی آئے اور اسلام قبول کیا۔ وہ آپ کی مجلس میں بیان کرنے لگے کہ ہم عرب کے عیسائی ہیں، ہم نے جب سے اسلام لانے کا ارادہ کیا تو ہمیں بڑی فکر دامن گیر ہوئی کہ کس کے ہاتھ پر اسلام لایا جائے۔ ہمیں کسی پکارنے والے نے پکارا، جس کی آواز تو ہم سن رہے تھے مگر کوئی نظر نہیں آتا تھا اور وہ کہنے والا کہہ رہا تھا کہ اے سوارو! بغداد کی طرف آؤ اور شیخ عبد القادر جیلانیؒ کے ہاتھ پر اسلام قبول کرو۔ خدا کی قسم اس کی صحبت سے تمہارے دلوں میں نورِ ایمان بھر دیا جائے گا۔ یہ نورِ ایمان اس کے بغیر کسی مجلس سے

میسّر نہیں ہو سکتا۔

بیت المقدس ایک قدم پر

شیخ صدقہ بغدادی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ شیخ کی مجلس میں لوگ بیٹھے تھے اور شیخ کی آمد کا انتظار کر رہے تھے اور وعظ و نصیحت سننے کے خواہاں تھے۔ حضرت شیخ تشریف لائے، منبر پر آکر جلوہ فرما ہوئے اور ابھی تک نہ تو آپ نے گفتگو کی اور نہ ہی کسی قاری کو قرأت کے لیے حکم دیا۔ اسی سکوت سے ہی اہلِ مجلس میں رقّت پیدا ہو گئی۔ میں نے دل میں خیال کیا کہ شیخ نے نہ تو ابھی بات کی ہے اور نہ قاری نے قرآن پاک پڑھا ہے یہ وجد و رقت کس طرح پیدا ہو گئے۔ شیخ نے مجھے دیکھا اور فرمایا: اے اللہ کے بندے! میرا ایک مرید بیت المقدس سے ایک قدم چل کر بغداد آیا ہے اور اس نے میرے ہاتھ پر توبہ کی ہے آج حاضرینِ مجلس اسی کی ضیافت میں ہیں۔ میں نے دل میں سوچا جو مرید ایک قدم میں بیت المقدس سے بغداد آسکتا ہے اسے کس چیز کی توبہ کی ضرورت ہے۔ آپ نے مجھے پھر دیکھا اور فرمایا: توبہ وہ اس بات سے کرتا ہے کہ میں نے قدم تو اٹھا لیا ہے، بیت المقدس سے بغداد تک۔ کاش یہ قدم راہِ محبت خداوندی میں اٹھتا۔ اب میں اسے اس کی تعلیم دوں گا۔

جناب غوث اعظمؓ کے مراتب

حضرت غوث الاعظمؓ نے فرمایا: میں مردِ خدا ہوں کہ میری تلوار ننگی ہے اور میری کمان عین نشانے پر ہے۔ میرا تیر نشست پہ ہے۔ میرے نیزے صحیح مقام پر مار کرتے ہیں۔ میرا گھوڑا چاک و چوبند ہے۔ میں اللہ کی آگ (نار اللہ) ہوں۔ میں لوگوں کے احوال سلب کر لیتا ہوں۔ میں ایسا بحرِ بیکراں ہوں جس کا کوئی ساحل نہیں۔ میں اپنے آپ سے ماورٰی گفتگو کرتا ہوں۔ مجھے اللہ نے اپنی نگاہِ خاص میں رکھا ہے۔ مجھے اللہ نے اپنے خاص ملاحظہ میں رکھا ہے۔ اے روزہ دارو! اے شب بیدارو! اور اے پہاڑ والو! تمہارے صومعے زمیں بوس ہو جائیں گے میرا حکم جو اللہ کی طرف سے ہے قبول کر لو۔ اے دختران وقت! اے ابدال و اطفالِ زمانہ!

آؤ اور وہ سمندر دیکھو جس کا کوئی ساحل نہیں۔ مجھے اللہ کی قسم ہے کہ میرے سامنے نیک بخت اور بدبخت پیش کیے جاتے ہیں مجھے قسم ہے لوحِ محفوظ میری نگاہوں کے سامنے ہوتی ہے میں دریائے علومِ الٰہی کا غوّاص ہوں۔ میرا مشاہدہ ہی محبتِ الٰہی ہے۔ میں لوگوں کے لیے اللہ کی حجت ہوں۔ میں نائبِ رسولِ خدا ہوں۔ میں اس زمین پر رسول اللہؐ کا وارث ہوں انسانوں اور جنوں میں مشائخ ہوتے ہیں، فرشتوں میں بھی مشائخ ہیں۔ مگر میں ان سب کا شیخ الکل ہوں۔ میری مرض موت اور میری اولاد اور تمہاری مرض موت میں زمین و آسمان کا فاصلہ ہے۔ مجھے دوسروں پر قیاس نہ کرو اور نہ دوسرے مجھے اپنے آپ پر قیاس کریں۔ اے مشرق والو! اے مغرب والو! اے زمین والو! اور اے آسمان والو! مجھے اللہ نے کہا ہے کہ میں وہ چیزیں جانتا ہوں جو تم میں سے کوئی بھی نہیں جانتا۔ مجھے ہر روز ستر بار حکم دیا جاتا ہے کہ یہ کام کرو، ایسا کرو۔ اے عبدالقادر! تمہیں میری قسم ہے یہ چیز پی لو۔ تمہیں میری قسم ہے یہ چیز کھا لو۔ میں تم سے باتیں کرتا ہوں اور امن میں رکھتا ہوں۔

حضرت نے مزید فرمایا: جب میں گفتگو کرتا ہوں تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے مجھے اپنی قسم یہ بات پھر کہو کیونکہ تم سچ کہتے ہو۔ میں اس وقت تک بات نہیں کرتا جب تک مجھے یقین نہ دلایا جائے۔ اس میں کوئی شک و شبہ نہیں ہوتا میں ان تمام امور کی تقسیم و تفریق کرتا رہتا ہوں جن کے مجھے اختیار دیے جاتے ہیں۔ جب مجھے حکم دیا جاتا ہے تو میں وہی کام کرتا ہوں۔ مجھے حکم دینے والا اللہ ہے، اگر تم مجھے جھٹلاؤ گے تو یہ بات تمہارے لیے زہرِ ہلاہل ہو گی۔ تمہارا یہ اقدامِ نافرمانی تمہیں ایک لمحہ میں تباہ کر دے گا۔ میں تمہاری دنیا اور عاقبت کو ایک لمحہ میں ختم کرنے کی قدرت رکھتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ تمہیں اپنی ذات سے ڈراتا ہے۔ اگر میرے منہ میں شریعت کی لگام نہ ہوتی تو میں تمہیں ان چیزوں کی بھی خبر دیتا جو تم کھاتے ہو، پیتے ہو اور گھروں میں چھپا کر رکھتے ہو۔ اگر میرے منہ میں شریعت کی لگام نہ ہوتی (یعنی پاسِ شرع نہ ہوتا) تو میں حضرت یوسفؑ کے پیالے کی خبر دیتا غرضیکہ دلوں کی ہر خبر واضح کر دیتا۔ مگر

چونکہ علم واماں عالم میں پناہ حاصل کرتا ہے اور ان کی خفیہ چیزوں کو ظاہر نہیں کرتا۔ آپ نے مزید فرمایا کہ میں ہر اس خبر کو جانتا ہوں جو تمہارے ظاہر میں ہے میں اس چیز کی خبر رکھتا ہوں جو تمہارے باطن میں پوشیدہ ہے۔ میری نگاہ میں تم لوگ شیشے کی طرح صاف ہو۔

تمام مردانِ خدا جب مقامِ قدر میں پہنچتے ہیں تو اُن کی نگرانی کی جاتی ہے۔ مگر مجھے بلا روک ٹوک اجازت ہے بلکہ عالمِ قدر میں میرے لیے ایک طاقچہ کھول دیا گیا ہے اور مجھے اس طاقچہ سے اندر پہنچایا جاتا ہے۔ میں نے تقدیرِ خداوندی سے لڑائی کی ہے اور اللہ کے حکم سے ان احکاماتِ قدریہ کو درست کیا ہے۔ مردِ کامل وُہ ہوتا ہے جو تقدیر سے لڑے نہ کہ تقدیر کے سامنے سرنگوں ہو جائے۔ آپ نے مزید فرمایا: جب منکر نکیر میرے متعلق قبر میں آکر سوال کریں تو آپ لوگ ان سے میرے متعلق سوال کرو کہ میرا مقام کیا ہے؟

جنابِ غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قیمتی لباس

شیخ ابی الفضل احمد قاسم بن عبدان قرشی بغدادی بزازؒ نے بیان کیا ہے کہ سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانیؒ طیلسان سر پر پہنتے اور علماءِ بغداد کی طرز پر بڑا قیمتی اور گرانقدر لباس زیبِ تن کیا کرتے تھے۔ ایک دن آپ کا خادم میرے پاس آیا اور کہنے لگا: حضرت غوث پاکؒ نے گراں ترین کپڑے کا لباس بنانے کا حکم دیا ہے۔ (ایک گز کی قیمت ایک دینار سے کم و بیش نہ ہو) میں نے اس خادم سے پوچھا: یہ قیمتی لباس کس کے لیے ہے؟ اس نے کہا: سیدی غوث اعظمؒ کے لیے۔ میں نے اپنے دل ہی میں کہا کہ آج تو شیخ نے خلیفۂ وقت کے لیے بھی کپڑا نہیں چھوڑا۔ ابھی یہ بات سوچ رہی تھی کہ میرے پاؤں میں ایک میخ آ کر چُبھی میں نے جو اس میخ کے زخم کو دیکھا تو اس میں میری موت گھورتی ہوئی دکھائی دی۔ دیکھتے دیکھتے میرے اردگرد لوگ جمع ہو گئے اور اس میخ کو نکالنے لگے۔ مگر کوئی بھی کامیاب نہ ہوا۔ میں نے کہا مجھے اٹھا کر حضرت شیخ عبدالقادرؒ کے پاس لے چلو۔ آپ نے مجھے دیکھتے ہی فرمایا: ابوالفضل! تمہیں ہمارے کپڑوں پر اعتراض کرنے کا

کیا حق ہے؟ خدا کی قسم مجھے آج تک کوئی کپڑا نہیں پہنا جس کا مجھے اللہ تعالیٰ نے پہننے کا حکم نہیں دیا۔ وہ حکم دیتا ہے کہ عبدالقادر! اس حق کے بدلے یہ کپڑا پہن لو جو میں نے تمہیں عطا کیا ہے۔ پھر آپ نے فرمایا: اے ابوالفضل! در اصل یہ لباس ہمارا کفن ہوتا ہے، اور کفن ہمیشہ نفیس کپڑے سے تیار کیا جاتا ہے۔ ایسے ہزاروں کفن پہن چکا ہوں۔ یہ باتیں کرتے ہوئے آپ نے اپنے دستِ شفقت سے میخ نکال دی اور فرمایا کہ اس شخص کا اعتراض میخ کی شکل اختیار کر گیا تھا۔

خوارقِ جنابِ غوث الاعظمؓ

آں حضرت کے اکثر خوارق و کرامات تحقیقی طور پر ثابت ہو چکی ہیں۔ ان کی تعداد اتنی ہے کہ احاطہ تحریر میں نہیں آسکتیں۔ لیکن نمونہ مشتے از خروارے کے طور پر چند خوارق پیش کی جاتی ہیں اور ان چند کرامات کو ہی اکثریت پر محمول کر لیا جائے۔

حضرت عبداللہ یافعیؒ فرماتے ہیں کہ آپ کی کرامات حدِ تواتر سے ملتی ہیں جتنی کرامات آپ سے وارد ہوئی ہیں اس قدر کسی دوسرے سے رُونما نہیں ہوئیں۔

آپ سے لوگوں نے دریافت کیا کہ سب سے پہلے آپ کو کس طرح علم ہوا کہ آپ ولی اللہ ہیں؟ آپ نے فرمایا: میں دس سال کا تھا اور اپنے گھر سے باہر آ رہا تھا اور اپنے مدرسہ کی طرف جا رہا تھا، میں نے اپنے اردگرد ہزاروں فرشتے دیکھے جو میرے ساتھ ساتھ چلتے تھے۔ جب میں مکتب میں پہنچا تو میں سن رہا تھا کہ فرشتے دوسرے بچوں کو کہہ رہے تھے کہ جگہ دو، ولی اللہ تشریف لا رہے ہیں، ان کے لیے جگہ بناؤ۔ پھر ایک دن میرے پاس سے ایک ایسا آدمی گزرا جسے میں پہلے نہیں جانتا تھا۔ میں نے فرشتوں کو یہ کہتے سنا کہ یہ بچہ ولی اللہ ہے۔ اُس نے فرشتوں سے دریافت کیا: یہ کون ہے؟ تو انھوں نے بتایا کہ اسے بڑا رتبہ دیا جانے والا ہے۔ اس کا کسی رتبہ سے ہاتھ نہیں روکا جائے گا اور بے پناہ عزت و تمکنت دی جائے گی۔ اسے دُور نہیں رکھا جائے گا بلکہ نزدیک کر لیا جائے گا اس سے

کر نہیں کیا جائے گا۔ پھر اس شخص سے چالیس سال بعد میری واقفیت ہوئی تو معلوم ہوا کہ وہ شخص ابدالِ وقت تھا۔

شیخ قدوہ ابو عبداللہ محمد بن قائد آدانیؒ نے بیان کیا ہے: میں شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس بیٹھا تھا کہ ایک سائل نے آکر سوال کیا کہ کس چیز پر آپ کا حکم جاری ہوتا ہے؟ آپ نے فرمایا کہ راستبازی پر، میں نے آج تک زبان سے جھوٹ نہیں بولا۔ میں اس وقت بھی جھوٹ نہیں بولتا تھا جب میں مکتب میں پڑھتا تھا۔ آپ نے مزید بتایا کہ میں اپنے شہر میں ابھی چھوٹا ہی تھا کہ شاداب اور بارونق علاقے کی طرف چلا گیا۔ میں ایک چراگاہ میں مویشیوں کے پیچھے ہو لیا اور کھیلنے لگا۔ ایک بیل نے مجھے دیکھا اور کہنے لگا، سیّد عبدالقادر! آپ اس کام کے لیے تو پیدا نہیں ہوئے۔ میں بیل کی بات سن کر ڈر گیا اور گھر آ گیا اور کوٹھے کی چھت پر جا بیٹھا۔ میں نے دیکھا کہ میری نگاہ کے سامنے کعبۃ اللہ کے پاس میدانِ عرفات میں لوگ کھڑے نظر آنے لگے۔ میں اپنی والدہ کے پاس آیا اور بغداد جانے کی اجازت چاہی۔ وہاں جا کر علم حاصل کرنے میں مشغول ہو گیا اور ساتھ ساتھ نیک لوگوں کی زیارت بھی کرتا رہا۔ بچپن میں اپنے شہر گیلان میں جب میں اپنے ہم عمروں کے ساتھ کھیلنے نکلتا تو مجھے غائب سے کوئی پکارتا: میری طرف آؤ اور کھیلنا چھوڑ دو۔ میں ڈر کر بھاگ آتا اور اپنی ماں کی گود میں جا چھپتا تھا۔ مجھے خدا کی قسم ایسی آوازیں آج تک میں اپنی خلوت میں سنتا رہتا ہوں۔

جب میں جوان ہوا تو ایک سفر پر روانہ ہوا تو مجھے آواز آئی: "اے عبدالقادر! تمہیں میں نے اپنے لیے پیدا کیا ہے۔" آپ کوئی واقعہ رونما ہونے سے تین سال پہلے ہی خبر دے دیا کرتے تھے۔ آپ پر ملک الموت کے پروگرام بھی واضح ہو جاتے تھے اور آپکے سامنے ماہ و سال حاضر ہوتے تھے اور ہونے والے واقعات کی خبر دے دیتے تھے۔

ماہ وسال کی جنابِ غوثیت میں حاضری آپ کے صاحبزادے شیخ سیف الدین

عبدالوہابؒ نے یہ بات نقل کی ہے کہ کوئی ایسا مہینہ نہیں تھا جو میرے والد کی خدمت میں حاضر نہ ہوا ہو۔ اس سے پہلے کہ ہلال ظاہر ہو۔ اگر تقدیرِ الٰہی میں اس ماہ کے دوران کوئی حادثہ نمودار ہونا لکھا ہوتا اور کسی نقصان شدید کا خطرہ ہوتا یا کسی انعام و نعمت کے ظہور ہونے کا وقت ہوتا تو ان حالات کو آپ پر روزِ روشن کی طرح آگاہ کر دیا جاتا تھا۔

ایک دفعہ چند ایک مشایخ وقت سیّدنا غوث الاعظمؒ کی خدمت میں بیٹھے تھے۔ یہ واقعہ آخر روز جمعہ ماہ جمادی الاخری ۶۰۰ھ کا ہے۔ شیخ گفتگو فرما رہے تھے کہ ایک خوبصورت نوجوان اندر آیا اور اس نے سلام کہا اور بتایا کہ میں ماہِ رجیم (رجب) آیا ہوں تاکہ آپ کو مبارک باد کہوں۔ میرے دوران عوام الناس کو بہت خوشیاں اور راحتیں میسر ہوں گی۔ کہتے ہیں اس سال سارا رجب ہر ایک کے لیے مسرت و جاں بخشی لاتا رہا۔ ایک دفعہ مہینہ کے آخری اتوار آپ کی خدمت میں حاضر ہوا تو وہ ایک کریہہ اور بدصورت انسان کی شکل میں دکھائی دیا۔ ہم بھی حضرت غوث الاعظمؒ کے پاس بیٹھے تھے اس نے آتے ہی "السلام علیکم یا ولی اللہ" کہا اور بتایا کہ میں ماہِ شعبان ہوں۔ میری تقدیر میں لکھا ہے کہ اس ماہ کے دوران بغداد میں بڑی تباہی نازل ہو گی، حجاز میں قحط پڑے گا اور خراسان میں تلوار چلے گی۔ چنانچہ ایسے ہی واقعات و حادثات رونما ہوئے۔

ایک بار جناب غوث الابرار ماہِ رمضان میں بیمار ہو گئے۔ ہم آپ کی خدمت میں بیٹھے تھے اس مجلس میں شیخ علی بن ہیتی بن ابو یوسف عبدالقاہر سہروردی بھی حضرت کے پاس بیٹھے تھے دوسرے مشایخ بھی مجلس میں موجود تھے ایک روشن شکل نوجوان جس کے چہرے پر بڑا وقار تھا آیا اور کہنے لگا، "السلام علیک یا ولی اللہ" میں ماہِ رمضان ہوں، میں آپ سے معذرت طلب کرنے حاضر ہوا ہوں، میں اس ماہ آپ کو الوداع کہنے کا خواہاں ہوں۔ کہتے ہیں کہ اسی سال آپ واصلِ بحق ہوئے اور رمضان سے پہلے ہی (یعنی صفر) داعیِ اجل کو لبیک کہا۔

شیخ ابوالقاسم عمر بن مسعود بزاز اور شیخ ابو حفص عمر کیمانی رحمہا اللہ روایت کرتے ہیں کہ

۹ ایک دفعہ شیخ سیدنا عبدالقادر جیلانیؒ بادلوں میں سیر کر رہے تھے اور آپ تمام اہلِ مجلس کے درس پڑھتے تو آپ نے فرمایا، جب تک آفتاب مجھے سلام نہ کرے طلوع نہیں ہوتا۔ ہر سال اپنے آغاز سے پہلے میرے پاس آتا ہے اور مجھے اہم واقعات سے آگاہ کرتا ہے۔ اسی طرح ماہ و ہفتہ میرے پاس آکر سلام کہتے ہیں اور اپنے دوران جو چیزیں رُونما ہونے والی ہوتی ہیں مجھے آگاہ کرتے ہیں۔

تیرہ۱۳ آدمیوں کی دستگیری

مشائخ میں سے اکثر حضرات نے اس روایت کو بیان کیا ہے کہ ہم ایک دن جناب غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اس مجلس میں بیٹھے تھے جس میں آپ نے فرمایا، تم میں سے جو شخص کچھ مانگنا چاہے مانگ لے۔ شیخ ابوالمسعود احمد بن حریمی اُٹھے اور عرض کی کہ میں ترکِ تدبیر و اختیار چاہتا ہوں۔ شیخ محمد بن قائد رحمۃ اللہ علیہ نے کہا مجھے مجاہدہ پر قوت چاہیے۔ شیخ اباالقاسم عمر بزاز رحمۃ اللہ علیہ نے کہا، مجھے اللہ کا خوف عطا ہو۔ شیخ ابو محمد حسن فارسی نے کہا، مجھے خدا کے ساتھ صاحبِ حال بنا دیجئے۔ چونکہ اس نعمت سے میں محروم ہو گیا ہوں، مجھے یہ چیز ملنی چاہیے بلکہ اس سے بھی زیادہ ہو۔ شیخ جمیل ابو یوسف صاحب خطوہ نے عرض کیا، مجھے حفظِ وقت کی ضرورت ہے۔ شیخ ابو حفص عمر غزال کہنے لگے، مجھے زیادتِ علم چاہیے۔ شیخ جلیل صرصری نے عرض کیا: میں چاہتا ہوں اُس وقت تک مجھے موت نہ آئے جب تک مقامِ قطبیت پر نہ پہنچ جاؤں۔ شیخ ابوالبرکات ہما نے کہا: مجھے محبتِ الٰہی میں بیخودی درکار ہے۔ شیخ ابوالفتوح المعروف با بن المظفر بن نصر بغدادیؒ نے کہا، مجھے حفظِ قرآن و حدیث کرا دیں۔ شیخ ابوالخیر نے عرض کی، مجھے ایسی معرفت درکار ہے کہ میں موارد ربانیہ اور غیر ربانیہ میں تمیز کر سکوں۔ شیخ ابو عبداللہ بن ہبۃ اللہ نے کہا، مجھے دربان سرائی کی خواہش ہے۔ ابوالقاسم بن صاحب نے گزارش کی کہ مجھے صاحب باب عزیز بنا دیجئے۔ حضرت شیخ سید عبدالقادرؒ نے ان تمام حاضرین کی خواہشات سننے کے بعد یہ آیت پڑھی؛

وکلا نمد ھؤلاء وھؤلاء من عطاء ربک وما کان عطاء ربک محظورا۔

میں تمام کی مدد کر رہا ہوں اور یہ تمام نعمتیں تیرے پروردگار کی عطا سے ہیں اور تیرے پروردگار کی عطا سے کوئی چیز مانع نہیں ہے۔

راوی کہتا ہے خدا کی قسم! ان لوگوں کو وہ تمام نعمتیں مل گئیں جو انہوں نے طلب کی تھیں میں نے ہر ایک شخص کو اسی مقام پر دیکھا جس کی اس نے حضور غوث پاکؓ سے تمنا کی تھی، البتہ جلیل صرصری کے متعلق بعض روایات میں آیا ہے کہ آپ نے وعدۂ قطبیت نہیں کیا تھا لیکن بعض روایات میں چونکہ آپ کی عطاء ایک عام سوال کے ماتحت تھی جلیل صرصری بھی قطب وقت بنا دیئے گئے تھے مگر یہ مقام انہیں موت سے پہلے صرف سات دن نصیب ہوا۔

شیخ ابو مسعود حسبِ منشاء ترکِ اختیار کی انتہا کو پہنچ گئے تھے اور ان کا مرتبہ اس قدر بلند ہوا کہ وہ خود کہا کرتے تھے کہ میرے دل میں میرے مقصد سے آگے کوئی خطرہ پیدا ہی نہیں ہوا۔ شیخ ابن قاید کو مجاہدہ پر پورا اختیار مل گیا تھا۔ اس کی مثال آپ کے زمانے میں دوسرے کسی بزرگ کے ہاں نہیں ملتی۔ وہ عمر کے آخری حصہ میں تقریباً چودہ سال زیرِ زمین مجاہدہ کرتے رہے۔ میں نے انہیں یہ کہتے سنا کہ میں نے بھوک کو بھوکا کر دیا ہے اور پیاس کو پیاسا بنا دیا ہے۔ نیند کو سُلا دیا ہے اور بیداری کو بیدار کر دیا ہے۔ میں نے ڈر کو ڈرا دیا ہے اور مصائب کو بھاگنے پر مجبور کر دیا ہے صرف اللہ میرے علم پر غالب ہے۔

شیخ عمر بزاز رحمۃ اللہ علیہ خوف کے درجہ عالیہ پر پہنچے۔ ایک وقت ایسا آیا کہ آپ کے دماغ سے حلق تک خوف کی آواز آتی تھی۔ شیخ حسن فارسی پر جب غوث پاکؓ نے نگاہ ڈالی تو مجلس میں بیٹھے ہی مضطرب ہو گئے اور اسی وقت اُٹھے۔ میں دوسرے دن ان سے ملا اور ان سے مجلس کی حالت دریافت کی تو انہوں نے بتایا کہ میرے احوال قلبی ایک مدت سے سلب ہو چکے تھے۔ جناب غوث الاعظمؓ نے ان احوال کو میری طرف لوٹا دیا اور اسی

ضمن میں آپ کی ایک نگاہ ہی کام کر گئی۔

شیخ جمیلؒ کو حفظ و مراعاتِ نفس میں وہ چیزیں حاصل تھیں جو میں نے دوسروں کے ہاں نہیں پائیں۔ وہ خلا میں اپنی تسبیح کے دانوں کو معلق کر دیا کرتے تھے۔ بسا اوقات ایسا بھی ہوتا تھا کہ آپ اپنی تسبیح کسی دیوار کی میخ سے لٹکا دیتے تھے اور یہ تسبیح دانہ دانہ ہو جاتی تھی اور ایک ایک دانہ آپ کے ہاتھ تک اُڑتا چلا آتا تھا۔ میں نے یہ حال کئی بار اپنی آنکھوں سے دیکھا تھا۔

شیخ عمر غزالؒ نے کئی قسم کے علوم جمع کر لیے اور ان تمام کو ازبر کر لیا تھا۔ مجھے یاد ہے کہ انہوں نے ایک دفعہ اپنی لائبریری کی ہزاروں کتابیں فروخت کر دیں۔ آپ کو ان کتابوں کی فروخت پر بڑی سرزنش ہوئی لیکن انہوں نے بتایا اب مجھے ان کتابوں کی اپنے کتب خانے میں ضرورت نہیں کیونکہ یہ مجھے ازبر ہو گئی ہیں۔

شیخ ابوالبرکات ہمامی پر جناب غوث الابرارؓ نے ایک نگاہ ڈالی۔ وہ مجلس میں بیٹھے تھے کہ بیہوش ہو گئے۔ انہیں وہاں سے اٹھا لیا گیا، ان کی لاشعوری میں ہی بغداد سے لے جا کر کوفہ میں پہنچا دیا گیا۔ میں نے انہیں ایک دن کوفہ کے شراب خانے میں حیران کھڑے پایا کہ آسمان کی طرف دیکھ رہے تھے۔ میں نے انہیں بلایا، مگر وہ میری طرف متوجہ نہ ہوئے میں واپس آ گیا۔ چند سال بعد مجھے بصرہ جانے کا اتفاق ہوا تو مجھے وہ پہلے حال پر ہی ملے۔ میں اُن کے پاس گیا اور گفتگو کرنا چاہی مگر انہوں نے پسند نہ کیا۔ میں وہاں سے ہٹ کر اُن کے سامنے بیٹھ گیا تو میں نے کہا: اے اللہ! میں جناب غوث پاکؓ کے وسیلہ سے درخواست کرتا ہوں کہ انہیں عقل لوٹا دے تاکہ وہ مجھ سے بات تو کر سکیں۔ چنانچہ وہ اٹھے اور میرے پاس آ کر السلام علیکم کہا۔ میں نے انہیں پوچھا کہ آپ کس حال میں ہیں؟ آپ نے بتایا، بھائی! مجھے غوث پاک کی ایک نگاہ نے غیر اللہ کی محبت سے بے نیاز کر دیا ہے۔ اب میرے نفس اور وجود کے سامنے دُوسری کسی چیز کی اہمیت نہیں ہے۔ یہ کہتے ہوئے اپنی

جگہ پر واپس چلے گئے۔ میں روتا واپس آ گیا حتیٰ کہ آپ اسی حال میں وفات پا گئے۔

شیخ ابوالفتوح نے قرآن پاک چھ ماہ میں حفظ کر لیا اور اُن کے سامنے جتنے بھی مشکل مسائل تھے حل ہوتے گئے۔ سبعہ قرأت پر ماہر ہو گئے۔ بہت سی کتابیں یاد ہو گئیں، احادیث ازبر کر لیں اور ان سے استفادہ کیا کرتے تھے۔ حتیٰ کہ وفات پائی۔

شیخ ابوالخیر بشرویؒ اس حدیث کے راوی ہیں کہ شیخ عبدالقادر جیلانیؓ نے میرے سینہ پر ہاتھ رکھا تو مجھے اپنے سینہ میں ایک نور آتا دکھائی دیا۔ اسی دن سے مجھے حق و باطل میں فرق محسوس ہونے لگا اور ہدایت و گمراہی میں فرق معلوم ہو گیا حالانکہ مجھے ان چیزوں کے متعلق بڑا شک اور شبہ تھا۔

عبداللہ بن ہبیرہ وزارت نیابت کے ستون مقرر کر لیے گئے۔ ابوالفتوح کو خلیفہ کے گھر کی تولیت مل گئی۔ ابوالقاسم کو خلیفہ کے دروازے پر حاجب مقرر کیا گیا۔ یہ لوگ اپنے اپنے عہدوں پر ایک طویل مدت تک رہے۔

شیخ ابومحمد عبدالملک ذیالؒ نے بیان کیا ہے کہ میں حضرت شیخ سیدنا عبدالقادر گیلانیؓ کے مدرسہ میں پڑھا کرتا تھا۔ ایک دن حضرت غوث اپنے گھر سے نکلے۔ آپ کے ہاتھ میں ایک لوٹا تھا۔ میرے دل میں یہ خیال پیدا ہوا کاش! مجھے اس لوٹے سے کوئی کرامت دکھائی جاتی۔ آپ نے تبسم فرماتے ہوئے میری طرف دیکھا اور وہ لوٹا زمین پر پھینک دیا۔ لوٹا زمین پر گرتے ہی ایک نور ظاہر ہوا جس سے زمین و آسمان کی پہنائیاں اور آفاق کی وسعتیں روشن ہو گئیں۔ آپ نے اسے پھر اٹھا لیا اور وہ اسی حالت میں آ گیا۔ آپ نے مجھے فرمایا، لیں ذیال! تمہیں اسی چیز کی خواہش تھی۔

ایک تاجر کا واقعہ

مشائخ طریقت نے شیخ ابوالسعود احمد بن ابی بکر حریمی بغدادیؒ کی زبانی یہ واقعہ بیان کیا ہے کہ ابوالمظفر حسن بن تمیم نامی تاجر شیخ حماد دباس رحمۃ اللہ علیہ کے پاس حاضر ہوا اور کہنے لگا، یا سیدی! میں تجارت کے

سلسلہ میں سفر کرنا چاہتا ہوں۔ شیخ نے کہا: اگر تم نے اس سال سفر کیا تو قتل کر دیے جاؤ گے اور تمہارا مال و اسباب لوٹ لیا جائے گا۔ ابوالمظفر بڑا افسردہ دل ہو کر مجلس سے باہر آگیا اور حضرت شیخ عبدالقادرؓ جو ان دنوں ابھی نوجوان تھے کی خدمت میں حاضر ہوا اور اپنا سارا واقعہ بیان کر دیا۔ حضرت نے فرمایا: تم سفر کرو، صحیح سلامت لوٹ آؤ گے اور میں اس بات کا ضامن ہوں۔ ابوالمظفر سفرِ تجارت پر نکلا اور اپنا مال و اسباب ایک ہزار دینار میں فروخت کر دیا۔ وہ ایک حمام میں گیا اور حمام کے طاق میں ایک ہزار دینار کی تھیلی رکھ دی اور اُسے اٹھانا بھول گیا اور اس مکان میں آگیا جہاں اس کا قیام تھا اور گہری نیند سو گیا۔ اس نے خواب میں دیکھا کہ وہ ایک قافلہ کے ہمراہ سفر کر رہا ہے اور راستے میں عرب قزاقوں نے اس قافلہ پر حملہ کر دیا اور قافلہ کے ہر شخص کو موت کے گھاٹ اتار دیا۔ ایک قزاق نے اس کی گردن بھی اڑا دی۔ وہ اس دہشت ناک خواب سے بیدار ہوا، اور کانپنے لگا۔ اسے اس خون کا اثر اپنی گردن پر محسوس ہو رہا تھا اور ان شدید ضربات کا درد محسوس ہو رہا تھا۔ اُسے اپنا روپیہ یاد آیا اور اُٹھ کر حمام میں دوڑا دوڑا گیا۔ اس کا ہزار دینار وہیں پڑا تھا۔ بغداد میں واپس آکر اس نے فیصلہ کیا کہ دونوں بزرگوں سے ملے۔ چونکہ حضرت دباسؒ ضعیف تھے۔ جن کی بات سچی ہوئی ہے وہ شیخ عبدالقادرؓ تھے لیکن وہ حضرت دباسؒ کے پاس گیا۔ اُنھوں نے دیکھتے ہی فرمایا کہ شیخ سید عبدالقادرؓ کے پاس جاؤ کیونکہ وہ اللہ کے محبوب ہیں۔ انھوں نے تمہاری بریت اور فائدے کے لیے اللہ تعالیٰ سے ستر بار سفارش کی تھی حالانکہ تمہاری تقدیر میں نقصانِ سرمایہ اور قتل لکھا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے آپکی تقدیر کو بدل دیا اور صرف خواب میں اس کا منظر دکھا کر قتل سے بچا لیا اور مال کے نقصان کو بھی بھول جانے سے بچا لیا۔

پھر وہ شیخ سیدنا عبدالقادر جیلانیؓ کے پاس آیا۔ آپ نے پوچھا کہ شیخ حمادؒ نے تمہیں میرے ستر بار سفارش کرنے کا واقعہ سنا دیا ہے۔ ابوالمظفر نے کہا: ہاں۔ آپ نے

فرمایا: خدا کی قسم میں نے تمہاری بریت کے لیے اپنے اللہ سے کماً ستر بار التجا کی۔ پھر اللہ تعالیٰ نے اپنی اس تقدیر کو بدل دیا۔ بیداری کی چیز کو خواب میں دکھا دیا۔ یمحو اللہ ما یشاء و یثبت۔ (اللہ جس چیز کو چاہتا ہے محو کر دیتا ہے، جسے چاہتا ہے ثابت کرتا ہے) عندہٗ ام الکتاب (اس کے سامنے لوح محفوظ ہے)

علوم فلسفہ کی ضبطی

شیخ ابوالمظفر منصور ابن مبارک واسطیؒ نے روایت کی ہے:

میں اپنی جوانی کے زمانے میں حضرت شیخ عبدالقادر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ میرے پاس چند کتابیں ایسی تھیں جن میں یونانی فلسفہ اور روحانیت بھرا پڑا تھا۔ مجھے اہل مجلس میں سے ایک شخص نے کہا کہ جب حضرت آپ کے علوم یا کتابوں کے متعلق پوچھیں تو یہ کتابیں لے کر گھر آجانا۔ جب مجھے پوچھا گیا تو میں اٹھا تاکہ گھر آجاؤں اور ان کتابوں کو گھر پھینک دوں تاکہ شیخ ناراض نہ ہوں کہ میں کیا پڑھتا رہتا ہوں لیکن میرا دل چونکہ فلسفہ سے دلچسپی رکھتا تھا۔ میں ان علوم اور ان کتابوں کو ضائع کرنے کو تیار دیتا اور بہت سے مسائل تو مجھے ازبر ہو گئے تھے۔ میں اپنے ارادے سے اٹھا ہی تھا کہ شیخ نے میری طرف دیکھا، میں اُٹھ نہ سکا۔ میری حالت اس شخص کی سی تھی جسے قید کر لیا گیا ہو اور اس کے پاؤں باندھ دیے گئے ہوں۔ آپ نے مجھے فرمایا: اپنی کتاب مجھے دے دو۔ جب میں نے اس کتاب کو کھولا تو مجھے صرف سفید کاغذوں کا دفتر نظر آنے لگی۔ تمام حروف محو ہو چکے تھے۔ میں نے کتاب آپ کے ہاتھ میں پکڑا دی۔ آپ نے ایک ایک صفحہ دیکھا اور فرمایا: یہ تو قرآن کے فضائل ہیں جسے محمد بن ضریس نے لکھا ہے۔ میں نے کتاب لی تو واقعی وہ کتاب فضائل قرآن پر تھی۔ جو بڑے خوش انداز میں تحریر تھی۔ مجھے فلسفہ کی ساری چیزیں جو یاد تھیں بھول گئیں اور مسائل فلسفہ اور احکام روحانیات میرے سینے سے مٹ گئے ان میں سے ایک مسئلہ بھی آج تک میرے حافظے میں نہیں آیا۔

ایک روایت میں ہے حضرت غوث الاعظمؓ کی خدمت میں جیلان کے مشائخ کی

ایک جماعت حاضر ہوئی۔ انہوں نے آپ کے لوٹے کو غیر قبلہ رُخ پڑا پایا۔ آپ کا خادم مجلس میں بیٹھا تھا۔ آپ نے ایک نگاہِ خشمگیں ڈالی تو وہاں مردہ پڑا تھا اور ایک نگاہ لوٹے پر ڈالی تو وہ قبلہ رُخ ہو گیا۔

حضرت غوث الاعظمؒ کا جلال

آپ کے مدرسہ میں مختلف ممالک کے مشائخ حاضر ہوئے۔ حضرت غوث پاکؒ نے اپنے خادم کو حکم دیا کہ وہ دسترخوان بچھا دے۔ جب دسترخوان بچھا دیا گیا اور کھانا شروع ہوا تو آپ نے خادم کو حکم دیا کہ وہ بھی ساتھ بیٹھ کر کھانا کھا لے۔ مگر خادم نے بتایا کہ وہ روزے سے ہے آپ نے اسے کہا: کھاؤ تمہیں روزے کا ثواب ملے گا مگر خادم بضد رہا کہ اس کا روزہ ہے وہ نہیں کھائے گا۔ آپ نے پھر کہا: کھاؤ تمہیں ایک سال کے روزوں کا ثواب ملے گا۔ اس نے پھر کہا: میں تو روزہ دار ہوں۔ آپ نے پھر فرمایا: کھاؤ تمہیں سارے جہان کے روزوں کا ثواب ملے گا۔ اس نے پھر کہا: میں نے روزہ رکھا ہے۔ آپ نے ایک غضب ناک نگاہ سے دیکھا، وہ زمین پر گرا اور اس کا بدن سُوجنے لگا اور اس سے خون اور پیپ بہنے لگی۔ مشائخ نے اس خادم کی سفارش کرنا چاہی مگر وہ بھی آپ کے غضب کے ڈر سے خاموش ہو گئے۔ مشائخ کی اس خاموشی پر آپ کو ترس آ گیا اور وہ اپنی اصلی حالت میں آ گیا۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ اسے کوئی عارضہ ہی نہیں تھا۔

ایک اور روایت میں ہے کہ آپ کے زمانے میں ایک صاحبِ کرامات بزرگ تھے وہ کہا کرتے تھے: میں تو مقامِ یونس علیہ السلام سے بھی آگے پہنچ گیا ہوں۔ اس شخص کے اس دعویٰ کا تذکرہ جناب غوث الاعظمؒ کی مجلس میں کیا گیا تو آپ کا چہرہ غصے سے تابناک ہو گیا۔ آپ تکیہ لگائے بیٹھے تھے مگر غصے کے عالم میں اس تکیے کو لے کر اپنے سامنے رکھ لیا ابھی یہ حالت ہوئی تھی کہ وہ دعویٰ کرنے والا مرا پڑا تھا۔ کسی نے اس کے مرنے کے بعد اسے خواب میں دیکھا اور اس سے پوچھا: تمہارے ساتھ اللہ تعالیٰ نے کیا سلوک کیا؟ اس نے

بتایا: مجھے اللہ تعالیٰ نے بخش لیا ہے اور حضرت یونس علیہ السلام کے متعلق میرے دعویٰ کو بھی معاف کیا گیا۔ یہ سارا کام حضرت غوث الاعظمؒ کے ترس کھانے اور سفارش کرنے سے ہوا۔ اللہ بھی راضی ہو گیا اور حضرت یونسؑ نے بھی معاف کر دیا۔

واقعۂ زغن

بعض مشائخ نے بتایا ہے کہ ایک دفعہ آپ کی مجلسِ وعظ پر سے ایک چیل اڑتی ہوئی گزری۔ اس وقت بڑی آندھی چل رہی تھی اور اس چیل نے گزرتے ہوئے زوردار چیخ لگائی۔ آپ نے نگاہ اٹھا کر ہوا کو حکم دیا۔ اس چیل کا سر اڑا دو۔ دیکھتے دیکھتے سر جدا اور تن جدا پڑا تھا۔ حضرت کرسی سے اُٹھ کر نیچے آئے اور اسے ہاتھ سے پکڑ کر اٹھا لیا اور بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کہا۔ دیکھتے دیکھتے چیل پھڑپھڑائی اور ہوا میں اُڑ گئی۔ یہ سارا واقعہ لوگ دیکھتے رہ گئے۔

واقعۂ مرغ بریاں

ایک دفعہ ایک عورت حضرت محی الدین عبدالقادر جیلانیؒ کی خدمت میں حاضر ہوئی۔ اس کے ساتھ اس کا بیٹا تھا۔ وہ کہنے لگی: یا حضرت! اس بچے کو آپ سے بڑا اُنس ہے۔ میں اپنے حقوق سے دست بردار ہو کر اسے آپ کی تربیت میں دیتی ہوں۔ آپ نے اس بچے کو قبول کرتے ہوئے اسے مجاہدہ و ریاضت اور طریقِ سلف پر تربیت دینا شروع کی۔ کچھ عرصے کے بعد اس کی ماں اسے ملنے آئی اور اس نے دیکھا کہ جناب غوث پاکؒ ایک بھنا ہوا مُرغ کھا رہے ہیں جبکہ اس کا بیٹا نہایت کمزور، نحیف و نزار ایک کونے میں بیٹھا جَو کی روٹی کھا رہا تھا۔ اس عورت نے مرغ کی ہڈیاں دیکھتے ہوئے کہا: حضرت! آپ تو مُرغ کھاتے ہیں لیکن میرے بیٹے کو نانِ جویں پر گزر کرنا پڑ رہا ہے۔ آپ نے یہ بات سُنتے ہی مُرغ کی ہڈیوں پر ہاتھ پھیرا تو وہ زندہ ہو گیا اور بانگ دینے لگا۔ پھر آپ نے فرمایا: جب تمہارا بیٹا ایسا ہو جائے گا، وہ جو چاہے کھاتا رہے۔

نابینا اور مفلوج صحت پا گئے

شیخ قدوہ ابوالحسن علی قرشیؒ نے روایت کی ہے کہ ہم دو ہیں شیخ علی بن ہیتی رحمۃ اللہ علیہ اور میں حضرت

شیخ محی الدین جیلانی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں بیٹھے تھے، ایک تاجر ابو غالب فضل اللہ بن اسمٰعیل بغدادی آپ کی خدمت میں آیا اور کہنے لگا: حضرت! آپ کے نانا جناب رسالتمآب محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جب کوئی شخص دعوت پر بلائے تو اُسے رد نہیں کرنا چاہیے۔ چنانچہ میں بھی آپ کو اپنے غریب خانہ پر کھانے کی دعوت دیتا ہوں۔ آپ نے فرمایا، اگر مجھے اجازت ملی تو میں آؤں گا۔ چنانچہ آپ مراقبے میں گئے اور دیر تک مراقبہ میں رہنے کے بعد کہنے لگے: میں ضرور آؤں گا۔ آپ اپنے گھوڑے پر سوار ہوئے۔ شیخ علیؒ نے رکاب تھامی ہوئی تھی۔ میں بھی بائیں رکاب کو پکڑے جا رہا تھا۔ ہم اس تاجر کے گھر پہنچے۔ اس کے گھر بغداد کے بڑے بڑے مشایخ بھی آئے ہوئے تھے علمائے کرام اور اعیانِ مملکت بھی موجود تھے۔ چنانچہ آپ کے سامنے دستر خوان بچھا دیا گیا جس پر رنگا رنگ کے کھانے چُنے ہوئے تھے۔ ایک بہت بڑا برتن دستر خوان کے ایک کونے میں سربمُہر رکھ دیا گیا تھا۔ ابو الغالب (میزبان) نے کہا اجازت ہے۔ حضرت شیخ سر جھکائے بیٹھے رہے، نہ خود کھایا، نہ اہلِ مجلس کو اجازت دی۔ تمام اہلِ مجلس خاموش بیٹھے رہے۔ یُوں معلوم ہوتا تھا کہ اُن کے سروں پر پرندے بیٹھے ہیں۔ آپ نے میری طرف اشارہ کیا اور علی ہیتیؒ کو بھی کہا کہ ہم دونوں جا کر وہ بڑا سا برتن اُٹھا لائیں۔ اگرچہ وُہ برتن بڑا بھاری تھا لیکن ہم اٹھا لائے اور شیخ کے آگے رکھ کر اس کا ڈھکنا کھولا۔ اس برتن میں ابو الغالب (میزبان) کا بیٹا تھا جو مادر زاد اندھا، مفلوج اور مجذوم تھا۔ حضرت شیخ نے اسے کہا: اللہ کے حکم سے اُٹھو۔ وُہ لڑکا آنکھوں سے ایسے دیکھنے لگا جیسے وُہ بینا ہو۔ اور اس میں کوئی بیماری نظر نہیں آتی تھی۔ حاضرینِ مجلس میں ایک وجد آفریں شور برپا ہُوا۔ آپ اسی شور میں باہر آ گئے اور کچھ نہ کھایا۔ میں شیخ ابو سعید قیلویؒ کے پاس آیا اور اسے یہ واقعہ سُنایا۔ سُن کر فرمایا: شیخ عبد القادرؒ اللہ کے حکم سے اندھوں کو بینا، کوڑھی کو تندرست اور مُردوں کو زندہ کر سکتے ہیں۔

رافضی تائب ہو گئے

مشایخ نے بیان کیا ہے کہ ایک دفعہ ہم شیخ عبد القادر جیلانیؒ کی مجلس میں بیٹھے تھے کہ چند رافضی دو بہت بڑے ٹوکرے اٹھائے آپ کے پاس آئے۔ ان ٹوکروں کا منہ بند تھا اور ان پر مُہر ثبت تھی۔ وُہ کہنے لگے: آپ ہمیں بتائیے کہ ان ٹوکروں میں کیا ہے؟ آپ اپنی کُرسی سے اُٹھے اور ایک ٹوکرے پر ہاتھ رکھا اور کہا: اس میں ایک لڑکا ہے۔ آپ نے اپنے لڑکے عبد الرزاقؒ کو حکم دیا کہ ٹوکرے کا منہ کھول دیا جائے۔ اس میں سے ایک بچہ نکلا جو مفلوج تھا۔ آپ نے اس بچے کا ہاتھ پکڑ کر کہا: اٹھو۔ وُہ اٹھا اور باہر نکل آیا۔ دُوسرے ٹوکرے پر ہاتھ رکھتے ہوئے فرمایا: اس ٹوکرے میں ایک ایسا بچہ ہے جسے کوئی بیماری نہیں ہے۔ آپ کے حکم سے وُہ ٹوکرا بھی کھولا گیا۔ اُس میں سے ایک لڑکا برآمد ہُوا جو باہر نکلتے ہی چلنے پھرنے لگا۔ آپ نے اُس کی پیشانی کے بالوں سے پکڑ کر اسے بٹھا لیا اور وُہ فالج زدہ ہو گیا۔ ان رافضیوں نے یہ واقعہ سنتے ہی توبہ کر لی مگر اس واقعہ کے تصوّر اور دہشت سے اسی روز تین آدمی مر گئے۔

مردِ غیب بارگاہِ غوثیت میں

ایک دن آپ تشریف فرما تھے کہ اچانک ایک مردِ غیب ہوا میں اُڑتا ہوا بغداد کی فضا سے گزرا۔ اس کے سر پر ایک سفید عمامہ تھا اور کندھوں پر دو جھنڈے نظر آ رہے تھے۔ جونہی وُہ شیخ کی خانقاہ کے نزدیک سے گزرا زمین پر آ رہا اور اس طرح گرا جیسا کہ شکاری عقاب اپنے شکار پر گرتا ہے مگر اُٹھ نہ سکا۔ مدہوش سا ہو کر جناب غوث پاکؓ کے پاس بیٹھ گیا اور سلام کیا اور پھر ہوا میں تیرنے لگا۔ لوگوں نے جناب غوث پاکؓ سے سوال کیا کہ یہ کون ہے؟ آپ نے بتایا: یہ شخص مردانِ غیب سے ہے مگر بڑی بے نیازی سے بغداد سے گزر رہا تھا۔ ایسا ہی ایک اور واقعہ ہم پہلے قلم بند کر چکے ہیں۔

بغداد سے نہاوند کا سفر اور واپسی

مشایخ نے شیخ ابو الحسن طنطنہ بغدادیؒ سے

روایت بیان کی ہے کہ میں شیخ سیدنا عبدالقادرؓ کے پاس ایک ضروری کام کے لیے قیام پذیر تھا۔ میں رات کو اکثر بیداری اختیار کرتا۔ اگر آپ کے لیے کوئی خدمت ہوتی تو بجالاتا۔ حضرت شیخ ایک رات تنہا گھر سے باہر نکلے میں نے آپ کو وضو کے لیے پانی کا کوزہ دیا۔ آپ اپنے مدرسہ کی طرف چلے گئے۔ مدرسے کا دروازہ خودبخود کھل گیا۔ میں بھی آپ کے پیچھے پیچھے ہو لیا۔ ہم چلتے گئے حتیٰ کہ بغداد کے بیرونی دروازے پر پہنچ گئے۔ وہ دروازہ بھی کھلا اور ہمارے باہر آنے کے بعد خودبخود بند ہو گیا۔ ایک راہ پر روانہ ہوئے تو تھوڑے ہی فاصلہ پر ایک شہر نظر آیا جسے میں پہلے نہیں جانتا تھا آپ ایک ایسے مکان کی طرف پہنچے جو ایک سرائے کی طرح دکھائی دیتی تھی۔ وہاں چھ اشخاص بیٹھے تھے۔ انھوں نے سلام کیا۔ میں بھی ایک خفیہ جگہ کھڑا ہو گیا۔ مجھے ایک طرف سے رونے کی آواز آئی۔ میں تھوڑی دیر ٹھہرا حتیٰ کہ تھوڑی دیر کے بعد رونے کی آواز رک گئی۔ ایک شخص نکلا اور اس طرف گیا۔ جہاں سے رونے کی آواز آ رہی تھی وہ ایک دوسرے آدمی کو اپنی گردن پر چڑھا کر لا رہا تھا۔ ایک دوسرا شخص ننگے سر اور لمبے بال وہاں بیٹھا تھا۔ لوگ اسے حضرت غوث الاعظمؓ کے پاس لے آئے اور دو شہادتیں دیں اور اس شخص کے لمبے بال اور مونچھیں کاٹ دیے گئے اور اسے ایک عمدہ لباس پہنایا گیا اور اس کا نام محمد رکھا گیا۔ پھر آپ نے ان لوگوں کو کہا کہ اس شخص کو اس مردہ آدمی کا نعم البدل قرار دیا گیا ہے۔ ان سب نے کہا: ہم نے اسے قبول کیا۔ شیخ باہر نکلے اور انہیں وہیں چھوڑ دیا۔ میں بھی شیخ کے پیچھے پیچھے ہو لیا۔ ہم ابھی کوئی لمبا فاصلہ طے کرنے نہ پائے تھے کہ میں نے دیکھا کہ ہم بغداد کے دروازے پر کھڑے ہیں۔ دروازہ کھل گیا۔ ہم مدرسہ میں آئے اور مدرسے کا دروازہ بھی کھل گیا۔ پھر گھر میں آئے۔ صبح ہوئی تو میں شیخ کے پاس بیٹھا اور حسب عادت کچھ پڑھنے لگا لیکن میں اسے پڑھ نہ سکا کیونکہ میرے دماغ میں ابھی تک رات کے واقعہ کی ہیبت تھی۔ آپ نے فرمایا: بیٹا! یہ پڑھو تاکہ تمہیں کوئی فکر و غم نہ رہے۔

میں نے پوچھا کہ رات آپ کہاں تشریف لے گئے تھے؟ اور وہ لوگ کون تھے؟ آپ نے فرمایا کہ اس شہر کا نام نہاوند ہے۔ جن چھ اشخاص کو تم نے دیکھا تھا وہ ابدالِ وقت تھے۔ یہ آدمی جسے تم نے دیکھا تھا وہ ساتواں تھا اور وہ فوت ہو گیا اور جس شخص نے دوسرے کو کندھے پر اٹھایا ہوا تھا وہ حضرت ابوالعباس خضر علیہ السلام تھے تاکہ ان کا متوفی بن سکیں جس شخص کو میں نے گواہ بنایا تھا وہ قسطنطنیہ کا رہنے والا نصرانی تھا اور مجھے حکم ہوا تھا کہ وہ اسلام قبول کرنے کے بعد تائب ہو گیا اسے ابدالِ وقت مقرر کر دیا جائے۔ اسے لایا گیا۔ اس نے اقرارِ قبولِ اسلام کیا۔ چنانچہ اب وہ وقت کے ابدالوں میں سے ہے۔ حضرت غوث الاعظمؓ نے مجھ سے عہد لیا کہ اس واقعہ کا تذکرہ آپ کی زندگی میں کسی سے نہ کروں۔

جنات سے لڑکی کی رہائی

شیخ عارف ابوالخیر بشیر بن محفوظؒ نے بیان کیا ہے کہ میں بغداد میں تھا، میری ایک لڑکی فاطمہ نامی چھت پر آئی اور وہاں سے غائب ہو گئی۔ مجھے بڑی پریشانی ہوئی۔ میں نے تلاش بسیار کے بعد حضرت غوث الاعظمؓ کی خدمت میں واقعہ پیش کیا۔ آپ نے مجھے حکم دیا کہ کرخ کے ویرانے میں چلا جانا اور وہاں ایک ٹیلے پر بیٹھ کر اپنے گرد ایک گھیرا کھینچ لینا اور عبدالقادرؓ کا تصور کر لینا اور پھر کہنا بسم اللہ۔ رات کی تاریکی میں تمہارے اردگرد جنات کے لشکر آئیں گے، ان کی مختلف شکلیں ہوں گی، انھیں دیکھ کر ڈرنا نہیں، سحری کے وقت جنات کا بادشاہ تمہارے پاس حاضر ہوگا اور تمہاری حاجت کے متعلق پوچھے گا، اسے کہنا کہ مجھے شیخ عبدالقادرؓ نے بغداد سے بھیجا ہے، تم میری لڑکی کو تلاش کرو۔

میں اس ویرانے میں پہنچ گیا، حضرت شیخ کے بتائے ہوئے تمام طریقوں پر عمل کیا۔ رات کی تاریکی میں ہیبت ناک جنات کے لشکر اس گھیرے سے باہر باہر گزرتے رہے۔ میرا خیال ہے کہ ان کی دہشت ناک صورتیں دیکھی نہ جاتی تھیں۔ سحری کے وقت جنات کا بادشاہ گھوڑے پر

سوار آیا اور اس کے ارد گرد جنوں کا ایک ہجوم تھا، وہ دائرہ کے باہر ہی میرے سامنے کھڑا ہو گیا اور مجھے پوچھا کہ مجھے کیا کام ہے۔ میں نے اسے بتایا کہ مجھے حضرت غوث پاکؓ نے تمہاری طرف بھیجا ہے۔ وہ نام سنتے ہی گھوڑے سے اُتر آیا اور زمین بوس ہوا۔ جنوں کے تمام لشکر دائرے کے باہر بیٹھ گئے۔ میں نے اپنی لڑکی کے گم ہونے کا سارا قصہ سنایا، اس نے تمام جنوں کو مخاطب کر کے کہا، کوئی جانتا ہے کہ اس لڑکی کو کون لے گیا۔ جنات ایک چینی جن کو پکڑ لائے، بادشاہ نے پوچھا، تم اس لڑکی کو کیوں لے گئے تھے؟ اس نے بتایا، جب وہ قطبِ وقت کے شہر میں رہتی تھی میں اسے دیکھتے ہی اس پر عاشق ہو گیا تھا۔ بادشاہ نے حکم دیا کہ اس چینی جن کی گردن اڑا دی جائے اور لڑکی کو میرے حوالے کر دیا۔

میں نے کہا کہ میں نے شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کا فرماں بردار آپ جیسا نہیں دیکھا۔ وہ کہنے لگا، خدا کی قسم، جب سید عبدالقادر جیلانیؓ ہماری طرف نگاہ کرتے ہیں تو زیر زمین تمام جنات کانپنے لگتے ہیں۔ جب اللہ تعالیٰ کسی قطبِ وقت کا تعین فرماتا ہے تو تمام جن و انس اس کے تابع فرمان کر دیے جاتے ہیں۔

سیدنا شیخ عبدالقادر گیلانیؓ کی خدمت میں اصفہان سے ایک شخص آیا اور کہنے لگا کہ میری بیوی کے سر میں سخت درد ہوتا ہے تمام معالج اس کے علاج سے اعترافِ عجز کر چکے ہیں اور ہم اس مصیبت میں گرفتار ہیں۔ آپ نے فرمایا، یہ کام تو ایک جن کا ہے جس کا نام خانس ہے اور وہ سراندیپ (سیلون) میں رہتا ہے۔ اب تم گھر جا کر اپنی بیوی کے کان میں کہو، خانس! تمہیں شیخ عبدالقادر جیلانیؓ نے بغداد سے کہا ہے کہ پھر یہاں نہ آنا ورنہ مارے جاؤ گے۔ وہ اصفہانی کہتا ہے کہ میں نے حضرت کے بتائے ہوئے عمل پر کام کیا۔ اس کے بعد آج تک میری بیوی کو سر درد نہیں ہوا۔

مخلوق کے دل میری مٹھی میں ہیں

شیخ عمر بزاز رحمۃ اللہ سے روایت ہے ایک دفعہ میں جمعہ کے دن جناب سیدنا عبدالقادرؓ کے

ساتھ جامع مسجد کی طرف آیا۔ میں نے دیکھا کوئی بھی آپ کو سلام نہیں کر رہا۔ میرے دل میں خیال آیا، حیرت ہے کہ ہر جمعہ ہم مسجد کو آتے ہیں تو سلام کہنے والوں کے انبوہ سے گزرنا محال ہوتا ہے مگر آج کوئی شخص نظر اٹھا کر نہیں دیکھتا۔ ابھی یہ بات پوری نہ ہوئی تھی کہ شیخ مجھے دیکھ کر مسکرائے چنانچہ لوگوں نے آپ سے مصافحہ کرنا شروع کر دیا۔ حتیٰ کہ میرے اور شیخ کے درمیان ایک مخلوق حائل ہو گئی۔ میں نے سوچا اس حالت سے تو وہ حالت بہتر تھی۔ آپ نے مجھے مخاطب فرمایا اور کہا، اے عمر! تم ہی تو ان لوگوں کو چاہتے تھے۔ تم جانتے نہیں کہ لوگوں کے دل تو میری مٹھی میں ہیں۔ اگر چاہوں تو اپنی طرف ملتفت کر لیتا ہوں اور اگر چاہوں تو انہیں دور کر دیتا ہوں۔

بغداد میں آتش زنی

شیخ بقا ابن بطو رحمۃ اللہ علیہ نے یہ واقعہ بیان کیا ہے کہ ایک شخص ایک نوجوان کو حضرت سیدنا عبدالقادرؓ کی خدمت میں لایا اور کہنے لگا، آپ اس نوجوان کے لیے دعا فرمائیں۔ خدا کی قسم یہ میرا بیٹا ہے حقیقت میں یہ بات محض جھوٹ تھی حالانکہ یہ دونوں کردار کے لحاظ سے بڑے بدسیرت تھے حضرت شیخ غضبناک ہو گئے اور فرمانے لگے اب نوبت یہاں تک پہنچی ہے کہ آپ لوگ میرے سامنے جھوٹ بولنے سے بھی نہیں شرماتے۔ معاشرہ کی یہ حالت دیکھ کر آپ بڑے دلگیر ہوئے اور غصے کے عالم میں گھر آ گئے۔ ان دو بدکردار آدمیوں کے گھروں میں آگ کے شعلے بھڑک اٹھے حتیٰ کہ یہ شعلے پھیلتے گئے اور شہر کے اکثر حصوں کو اپنی لپیٹ میں لے لیا۔ مجھے یوں معلوم ہو رہا تھا کہ بغداد پر خدا کے عذاب کی علامات ظاہر ہو رہی ہیں اور بادل کے ٹکڑوں کی صورت میں آگ برس رہی تھی چنانچہ میں سراسیمگی کی حالت میں حضرت شیخ کے گھر آیا، دیکھا کہ آپ ابھی تک غضبناک ہیں۔ میں آپ کے پاس بیٹھ گیا اور دل چاہتا تھا کہ آپ سے استدعا کروں۔ حضرت! اب مخلوقِ خدا پر رحم فرمائیے، بہت کچھ ہو گیا۔ میری التجا پر آپ کا غصہ ٹھنڈا ہو گیا تو آگ سرد ہو گئی۔

شیخ ابوبکر کی حالتِ سلب

اس واقعہ کو ذیل مشایخ وقت نے بیان کیا ہے

شیخ ابو سعود حریمی، شیخ علی ابن ادریس یعقوبی، شیخ شہاب الدین ابو حفص عمر بن محمد سہروردی۔ ان بزرگوں کے بیان کے مطابق شیخ عباد اور شیخ ابوبکر بن حامی صاحبِ کشفِ قلوب تھے۔ حضرت شیخ عبدالقادرؒ شیخ ابوبکر کو کہا کرتے تھے: ابا بکر! شریعتِ مطہرہ کو آپ سے شکایت ہے۔ اس کے باوجود بھی شیخ ابوبکرؒ بعض منہیات سے باز نہیں آتے تھے۔

ایک دفعہ حضرت شیخ جامع مسجد رصافہ میں آئے تو وہاں شیخ ابوبکر کو دیکھا تو آپ نے ان کے سینے پر ایک ہاتھ مارا اور کہا: ابوبکر کے احوال کو سلب کر لیا جائے۔ چنانچہ اس دن کے بعد ابوبکر تمام احوال و معاملات سلوک سے محروم ہو گئے اور وہ عراق کی طرف چلے گئے۔ جونہی وہ بغداد آنے کا ارادہ کرتے تو منہ کے بل گر پڑتے۔ اگر کوئی دوسرا شخص انھیں اٹھا کر بغداد کا رخ کرتا تو وہ بھی منہ کے بل گر پڑتا۔ کچھ عرصہ کے بعد شیخ ابوبکرؒ کی والدہ حضرت سیدنا عبدالقادر رضی اللہ عنہ کے پاس حاضر ہوئی اور روتے ہوئے اپنے بیٹے کی ملاقات کی خواہش کا اظہار کیا اور بتایا کہ میں جب بھی اس کے پاس جانے کا ارادہ کرتی ہوں، گر پڑتی ہوں۔ آپ نے چند لمحے مراقبہ کے بعد فرمایا: جاؤ، ہم اسے بغداد آنے کی اجازت دیتے ہیں۔ وہ تمھارے گھر کے کنوئیں سے تمہارے ساتھ بات کرے گا۔ چنانچہ مشایخ نے دیکھا۔ ہفتہ میں ایک بار شیخ ابوبکر بغداد میں زیرِ زمین آتے اور اپنی والدہ سے کنوئیں سے باتیں کرتے۔ شیخ عدی بن مسافر کو حضرت شیخ کے پاس بطور سفارش بھیجا تو آپ نے معافی کا وعدہ فرمایا۔

میاں مظفر جمالؒ اور شیخ ابوبکر باہمی دوست تھے ایک دفعہ انھیں بارگاہِ رب العزت میں گفتگو کرنے کا موقعہ ملا تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے میرے بندے! تمہاری کوئی خواہش ہو تو بتاؤ۔ میاں مظفر جمالؒ نے عرض کی: میرے بھائی شیخ ابوبکر کے سلبِ حال کو درست فرمایا جائے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: سلبِ حال تو میرے ولی خاص جناب شیخ عبدالقادرؒ کے کہنے پر ہوا ہے تم ان کے پاس چلے جاؤ اور انھیں میری طرف سے کہو کہ اب شیخ ابوبکر کو معاف کر دیا جائے اور اپنے جُودِ عام سے اسے نوازا جائے۔ میں نے شیخ ابوبکر کو معاف کر دیا ہے۔ آپ بھی

اس سے راضی ہو جائیں۔ اسی اثناء میں سرکارِ دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تشریف لے آئے اور فرمایا: مظفر! میرے نائب کو جا کر کہہ دو کہ عبدالقادر! ابوبکر کے حال کو لوٹا دو کیونکہ یہ تمہارا ذاتی غصہ نہیں تھا بلکہ میری شریعت میں کوتاہی کی وجہ سے تھا۔ اب میں نے اسے معاف کر دیا ہے۔

اس واقعہ کے بعد حضرت مظفر جمالؒ بڑے مسرور ہو کر شیخ ابوبکر کے پاس گئے کہ انہیں خوشخبری سنائیں۔ آپ کے جانے سے پہلے اس سارے واقعے کو اُن کے دل پر کشف کر دیا گیا چنانچہ بغداد و عراق کے درمیان ان دونوں بزرگوں کی ملاقات ہوئی۔ دونوں مل کر بغداد میں حضرت سیدنا عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ نے فرمایا: مظفر! تم نے حقِ دوستی خوب ادا کیا۔ پھر یہ سارا واقعہ آپ نے اپنی زبان سے سُنا دیا مگر ایک چیز جو اس واقعہ سے بھول گئے تھے، یاد دلائی۔ حضرت شیخ نے ابوبکر کو توبہ کرنے کے لیے کہا کہ ان چیزوں سے خاص طور پر باز رہنے کی تلقین کی جن کی وجہ سے سلبِ احوال تک نوبت پہنچی تھی، اور اپنے سینہ سے لگا لیا۔ شیخ ابوبکر کے سینہ میں وہ تمام احوال واپس آ گئے جو سلب ہو چکے تھے۔

شیخ مظفر فرماتے ہیں کہ میں نے شیخ ابوبکر سے پوچھا: تم ان حالات میں اپنی والدہ کے پاس زیرِ زمین کیسے آیا کرتے تھے؟ انہوں نے بتایا کہ جب میں اپنی والدہ کی زیارت کا ارادہ کیا کرتا تھا تو کوئی چیز مجھے زیرِ زمین کھینچ لاتی تھی اور اپنے گھر پہنچ جاتا۔ ایسے ہی زیرِ زمین مجھے واپس کر دیا جاتا رہا۔

عباد کا دعویٰ

ایک بزرگ عباد نامی نے کہا کہ میں جناب غوث الاعظمؒ کی وفات کے بعد زندہ رہوں گا اور آپ کی ولایت کا وارث بنوں گا۔ آپ نے سُن کر عباد کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا: اے عباد! یاد رکھو تمہیں تمہارے دامن میں پھینک دیتا ہوں۔ میں اپنے فکر کے گھوڑوں کو تمہاری صفات کے میدان میں دوڑاتا ہوں۔ یہ کہہ کر اپنا ہاتھ عباد کے ہاتھ سے ہٹا لیا اور عباد کی ولایت چھین لی اور ان کے سارے معاملات سلب ہو گئے وہ ایک عرصہ تک اسی حالت میں رہے۔ اسی زمانے میں شیخ جمیل بدوی آپ کی ایک خلوت

خاص میں وارد ہُوئے۔ آپ کی نگاہِ قہر نے ان کے بدن کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیے اور ان کے بدن سے ایک تابناک روشنی ظاہر ہُوئی۔ وہ سنتا ہے، دیکھتا ہے اور سمجھتا بھی ہے۔ پھر اس کا جسم عالمِ ملکوت کی طرف اٹھا لیا گیا جہاں مشایخ کی ایک اور جماعت قیام پذیر تھی وہاں پہنچا دیا گیا۔ ان مشایخ میں سے صرف ایک شخص ہی انہیں پہچانتا تھا۔ پھر ان کے سامنے ایک نرم ہوا کا جھونکا اٹھا جس سے سب کے سب مدہوش ہو گئے۔ مشایخ نے کہا کہ یہ خوشبو شیخ عبدالقادرؓ کے مقام سے آتی محسوس ہوتی ہے۔ ان کے اوصاف کوئی محجوب بیان نہیں کر سکتا اور ان کے علوم کی صفت کسی غائب سے نہیں ہو سکتی۔ کسی شخص نے اسی مجلس میں کہا: اے میرے پروردگار! میں تیری بارگاہ میں اپنے بھائی عباد کے لیے سائل بن کر آیا ہوں اس کے کان میں یہ خبر ڈال دی گئی کہ عباد کی ولایت کوئی بھی واپس نہیں دے سکتا سوائے اس شخصیت کے جس نے اسے چھینا ہے۔

شیخ جمیل جب حالتِ بشریت میں آئے اور حضرت غوث الاعظمؓ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ نے پوچھا: جمیل! تم نے عباد کے بارے میں سوال کیا تھا؟ عرض کی: حضور! میں نے سوال کیا تھا۔ آپ نے فرمایا: اسے میرے سامنے لاؤ۔ جب عباد کو آپ کے سامنے لایا گیا تو آپ نے فرمایا: عباد! حاجیوں کے ساتھ برہنہ پا جا۔ آپ کا فرمانا ہی تھا کہ بغداد سے عراق کا ایک شتر سوار کارواں روانہ ہُوا۔ عباد ان کے ساتھ ہو لیے، اور میدان فید میں پہنچ کر ایک درخت دیکھ کر وجد میں آ گئے اور ایک چیخ مار کر سماع کرنے لگے۔ حتیٰ کہ اپنے آپ سے بے نیاز ہو گئے۔ آپ کے بدن کے مسام کھل گئے جس سے خون جاری ہو گیا یہاں تک کہ ان کے دونوں قدموں تک خون بہنے لگا۔ کچھ دیر بعد افاقہ ہوا تو ان کی حالت بہتر ہونے لگی اور وہ اپنی اصل حالت پر آ گئے۔

اسی اثناء میں جناب غوث الاعظم رضی اللہ عنہ نے جمیل بدوی کو بتایا کہ اس وقت فید کے مقام پر اللہ تعالیٰ نے عباد کو اس کا مرتبہ لوٹا دیا ہے۔ میں نے اللہ سے قسم کھائی تھی کہ

اس وقت تک عباد کو ولایت نہ لوٹائی جائے جب تک وہ جُدائی کے دریا میں غوطہ زن نہ ہو جائے آج اس نے اس خون میں غوطہ لگایا تو اس کی حالت درست ہُوئی۔

بعض مشایخ نے روایت کی ہے کہ جب اس سفر کے دوران عباد فید کے مقام پر پہنچے تو عربوں نے قافلے پر حملہ کر دیا۔ عباد کی یہ عادت تھی کہ جب کسی کام کا ارادہ کرتے تو چیخ مارتے۔ چنانچہ آپ نے عربوں سے لڑنے کے لیے چیخ ماری مگر اس چیخ سے وہ فوت ہو گئے۔ حاجیوں کو ان کی موت کا علم ہُوا تو انھوں نے عباد کو فید کے مقام پر ہی دفنا دیا۔ حضرت غوث الاعظمؓ نے اسی دن جمیل بدوی کو عباد کی موت کی خبر دے دی تھی۔

جناب غوث پاکؓ فرمایا کرتے تھے کہ ابوبکر اور عباد دونوں نے میرے حال پر اعتراض کیا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے ان دونوں کی گردنیں مار دیں۔

ایک شیخ کبیر ابوالحسن علی بن ہیتی رحمۃ اللہ علیہ جناب غوث پاکؓ کے گھر کی طرف تشریف لائے۔ آپ کے دروازے کے سامنے آپ نے ایک نوجوان کو اُلٹا لٹکا دیکھا۔ نوجوان نے علی ہیتیؒ سے گزارش کی کہ وہ جناب غوث پاکؓ کے پاس اس کی سفارش کریں۔ علی ہیتیؒ نے جناب غوث پاکؓ کی خدمت میں اس کی سفارش کی تو آپؓ نے فرمایا: میں تمہاری سفارش پر اس نوجوان کو معاف کرتا ہوں۔ شیخ علی ہیتیؒ نے جب اس نوجوان کو معافی کا بتایا تو وہ دہلیز سے اٹھ کر باہر نکل گیا اور ہوا میں اُڑنے لگا۔ لوگوں نے شیخ علی سے پوچھا کہ وہ کون تھا؟ آپ نے بتایا: وہ صاحبِ ولایت نوجوان تھا اور بغداد سے اڑتے ہوئے گزر رہا تھا، اس کے دل میں آیا کہ اس شہر میں کوئی بھی صاحبِ نظر آدمی نہیں۔ جناب غوث اعظمؓ نے اس کے ارادے کو بھانپ کر گرا لیا اور سلبِ ولایت کر کے اُلٹا لٹکا دیا۔ اگر حضرت ہیتیؒ سفارش نہ کرتے تو زندگی بھر اس کی یہی حالت رہتی۔

شیخ حماد دباسؒ کا ہاتھ اور عالم برزخ

بہت سے مشایخ اس واقعہ کے راوی ہیں کہ ایک دفعہ سیدنا عبدالقادر جیلانیؒ

جمعرات کے روز فقہاء اور فقراء کی جماعت کے ساتھ شیخ حماد دباسؒ کی قبر پر گئے۔ سخت گرمی کے باوجود آپ بڑی دیر تک قبر پر رہے۔ تمام احباب بھی کھڑے رہے۔ جب واپس آئے تو آپ کے چہرے پر مسرت و اطمینان ظاہر ہوتے تھے۔ لوگوں نے آپ کے اس واقعہ کے متعلق دریافت کیا تو آپ نے فرمایا: مجھے اپنی جوانی کا وہ زمانہ یاد آتا ہے جب میں جمعہ کے دن بغداد سے باہر چلا جاتا شیخ حماد دباسؒ کے مرید اور احباب بھی میرے ساتھ ہوتے تاکہ نماز جمعہ مسجد رصافہ میں ادا کریں۔ حضرت شیخ حماد بھی ہمارے ساتھ ہی ہوتے تھے۔ ایک دفعہ ہم نہر کے کنارے جا رہے تھے کہ حضرت شیخ حمادؒ نے مجھے نہر میں پھینک دیا۔ ان دنوں سخت سردی پڑ رہی تھی۔ میں نے کہا: چلو نماز جمعہ کا غسل ہو گیا۔ میں نے صوف کے بھاری بھرکم کپڑے پہن رکھے تھے پانی سے بھیگنے کی وجہ سے وہ بڑے بوجھل ہو گئے۔ مجھے شیخ حماد اور ان کے احباب تنہا چھوڑ گئے۔ میں بڑی مشکل سے باہر آیا اور ان کے پیچھے چلنے لگا اس واقعہ سے مجھے سخت تکلیف ہوئی۔ سردی نے مجھے بہت تنگ کیا۔ ساتھ ہی تمام دوست میرا مذاق اڑانے لگے۔ حضرت شیخ حمادؒ نے فرمایا: میں آپ کو تنگ کرنا نہیں چاہتا تھا، میں نے تو محض امتحاناً ایسا کیا تھا۔

آج میں نے حضرت حماد کو قبر میں دیکھا، آپ ایک قیمتی چادر زیب تن کیے ہوئے ہیں۔ سر پر ایک تاج درخشاں ہے، ہاتھوں میں چاندی کے دستانے پہنے ہوئے ہیں اور اسی طرح پاؤں میں چاندی کے جوتے پہنے ہوئے ہیں۔ بایں شان و شوکت آپ ایک ہاتھ سے عاری ہیں۔ میں نے دریافت کیا، اسے کیا ہوا؟ تو آپ نے فرمایا: یہ وہ ہاتھ ہے جس سے میں نے آپ کو نہر میں دھکیلا تھا، کیا آپ میری یہ گستاخی معاف نہیں کرتے اور اللہ تعالیٰ سے میرے لیے سفارش نہیں کرتے۔ میں کھڑا رہا۔ معاف کرنے کے بعد خدا کے حضور التجا کی کہ وہ حضرت حماد دباسؒ کے ہاتھ کو ٹھیک فرما دے۔ میں نے نگاہ ڈال کر دیکھا کہ پانچ ہزار اولیاء اللہ اپنی قبروں میں حضرت حماد کی سفارش کے لیے بارگاہ رب العزت

میں کھڑے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کے ہاتھ کو صحت دی۔ حضرت شیخ حمادؒ نے اس ہاتھ سے میرے ساتھ مصافحہ کیا اور خوش خوش نظر آتے تھے۔

یہ واقعہ بغداد کے مشائخ میں مشہور ہوا تو بغداد کے صوفیاء اور مشائخ جو حضرت حمادؒ کے مرید تھے، جمع ہوئے تاکہ حضرت سیدنا عبدالقادر جیلانیؒ سے اس واقعہ کی تصدیق کر سکیں۔ ان کے ساتھ ہی بغداد کے فقراء کا ایک مجمع حضرت غوث الاعظمؒ کے مدرسہ کی طرف آیا۔ اب کسی میں یہ جرأت نہ تھی کہ آپ سے سوال کرتا۔ انہوں نے یہ طے کیا کہ ان مشائخ میں سے دو آدمی مقرر کیے جائیں تاکہ وہ اس واقعہ کی تصدیق کریں چنانچہ سب نے حضرت ابی یعقوب یوسف بن ایوب الہمدانیؒ اور شیخ ابی محمد عبدالرحمن بن شعیب الکردیؒ کو مقرر کیا۔ یہ دونوں بزرگ صاحب کشف و کرامت تھے۔ ان مشائخ نے ان کو آمادہ کیا کہ وہ جمعہ تک بغداد میں رہیں اور صحیح صورت حال سے واقف ہو کر ہمیں آگاہ کریں۔ دونوں مراقبہ میں بیٹھ گئے، اچانک شیخ یوسف برہنہ پا حضرت شیخ عبدالقادرؒ کے مدرسہ کے دروازہ تک دوڑتے آئے اور زور سے کہنے لگے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت حماد دباسؒ کو ابھی ابھی مجھ پر ظاہر کیا ہے اور وہ حکم دیتے ہیں کہ میں شیخ کے مدرسہ میں آ کر اعلان کروں کہ جو کچھ انہوں نے سنا ہے وہ بالکل صحیح ہے۔ یہ بات ابھی ختم ہوئی ہی تھی کہ شیخ عبدالرحمن بھی دوڑتے دوڑتے آئے اور وہی بات کہی جو حضرت شیخ یوسفؒ بیان کر چکے تھے۔ یہ سنتے ہی سارے مشائخ معذرت کرنے کے لیے دوڑے۔

شیخ ابو عبداللہ محمد بن خضر بن حسین موصلیؒ نے بیان کیا ہے کہ میرے والد اکثر حضرت شیخ محی الدین عبدالقادر گیلانیؒ کی خدمت میں رہتے تھے۔ وہ تیرہ سال تک حضرت شیخؒ کی کرامات کا بغور مطالعہ کرتے رہے۔ ان کرامات سے ایک بات یہ بھی دیکھنے میں آئی کہ مریض تمام اطباء سے لاعلاج ہو جاتا اسے حضرتؒ کی خدمت میں لایا جاتا۔ آپ دعا فرماتے اور اپنا دستِ مبارک اس کے بدن پر پھیر دیتے تو وہ شفایاب ہو جاتا۔ ایک دفعہ

خلیفہ المستنجد کے عزیزوں میں سے ایک شخص آیا جسے استسقاء کی بیماری تھی۔ اس بیماری سے اس کا پیٹ پھول گیا تھا۔ حضرت شیخؒ نے اُس کے پیٹ پر اپنا ہاتھ پھیرا تو وُہ یُوں معلوم ہوتا کہ بالکل تندرست ہے۔

بخار کا علاج

جناب ابوالمعالی احمد بن ظفر بن یونس بغدادی حنبلیؒ کہتے ہیں کہ میرے پندرہ ماہ کے بیٹے کو شدید بخار تھا کسی علاج سے بخار ٹھیک نہ ہوتا تھا۔ میں بڑا غمزدہ اور پریشان تھا۔ حضرت شیخ نے مجھے پاس بلا کر فرمایا، جاؤ اور بچے کے کان میں کہو: اے ام ملدم! تمہیں شیخ عبدالقادرؒ حکم دیتے ہیں کہ اس بچے کو چھوڑ کر چلی جاؤ اور حلہ کی طرف بھاگ جاؤ۔ کہتے ہیں اس بچے کا بخار اُتر گیا مگر حلہ کے موضع پر سخت بخار آنے لگا۔ جناب غوث پاکؒ کی دُعا سے شیخ عارف ابی عبداللہ محمد بن ابی الفتح کو ۴۰ سال تک بخار نہیں آیا۔ آپ بیان کرتے ہیں کہ میں چھوٹا ہی تھا کہ مجھے بخار یا زکام کی وجہ سے بلغم نے زور کیا۔ میں جناب شیخ عبدالقادرؒ کے پاس بیٹھا ہوا تھا احتراماً میں نے تھوکنا یا کھانسنا مناسب نہ سمجھا۔ حضرت نے فرمایا، اے محمد! گھبراؤ نہیں اس کے بعد نہ بلغم ہوگی اور نہ کھانسی۔ اس دن سے لے کر آج تک مجھے یہ دونوں چیزیں کبھی نہیں ہُوئیں حالانکہ اس واقعہ کو ۴۰ سال گزر گئے ہیں۔

آپ کی خدمت میں ایک آدمی رہتا تھا جسے محمد الطول (یعنی لمبا) کہہ کر پکارتے تھے ایک دن اس نے عرض کی یا شیخ! مجھے لمبا کہہ کر پکارا جاتا ہے حالانکہ میں تو پستہ قد ہُوں۔ آپ نے فرمایا، تم لمبی عمر پاؤ گے اور لمبے سفر کیا کرو گے۔ چنانچہ یہ شخص ۱۲۰ سال زندہ رہا اور اس نے سیر و سیاحت میں عجائباتِ عالم کو دیکھا۔ وہ کوہ قاف پر گیا اور کوہ قاف پر جانے والا سب سے پہلا شخص تھا۔

ایک بار دریائے دجلہ میں طغیانی آئی تو بغداد شہر کو بھی خطرہ لاحق ہوگیا، لوگ حضرت شیخ عبدالقادرؒ کے پاس آئے اور امداد کے طالب ہُوئے۔ آپ نے اپنا عصا پکڑا،

دریا کے کنارے آئے اور پانی کے کنارے پر زور سے ایک ضرب لگائی اور فرمایا یہاں تک ہی۔ کہتے ہیں پانی وہاں ہی رُک گیا اور آگے نہ آسکا۔

خشک کھجوریں سرسبز ہوگئیں

کہتے ہیں بغداد میں دو کھجوروں کے درخت تھے، جو ایک عرصے سے خشک ہو گئے تھے اور انہیں چار سال سے میوہ نہیں لگا تھا۔ آپ نے ایک درخت کے پاس وضو فرمایا اور دُوسرے درخت کے پاس نماز ادا کی۔ دونوں ہی سرسبز و شاداب ہو گئے۔ ان پر پھل آنے لگا! اس قسم کی حکایات اور کرامات سے کتابیں بھری پڑی ہیں۔ اگر ان سب واقعات اور کرامات کو نقل کر دیا جائے تو زبانیں بیان کرنے اور قلمیں لکھنے سے عاجز آجائیں۔ اللہ ہو الباری

سرکارِ غوث اعظم رضی اللہ عنہ کا اخلاق عالیہ

شیخ معمر ابوالمظفر منصور بن مبارک بن فضل واسطی واعظ بغدادیؒ نے بیان کیا ہے۔ میری نظروں میں آج تک جناب غوث پاک جیسا با اخلاق اور وسیع الظرف انسان نہیں آیا۔ آپ بڑے کریم النفس اور مشفق دل تھے۔ آپ اپنی بزرگی اور بلند رتبہ ہونے کے باوجود چھوٹوں کے ساتھ لطف و کرم فرمایا کرتے اور بڑوں کا احترام کرتے۔ آپ ہمیشہ سلام کہنے میں پہل کرتے۔ غربا و مساکین کی تواضع کرتے۔ فقراء کو اپنے دروازے پر کھڑے ہونے سے پہلے کچھ نہ کچھ عطا فرماتے۔ آپ کبھی کسی امیر یا تونگر کے دروازے پر نہ جاتے۔ کسی بادشاہ یا وزیر کی بارگاہ میں قدم نہ رکھتے۔ ایک روز میں آپ کی خدمت میں کھڑا تھا۔ آپ بیٹھے کچھ لکھ رہے تھے کہ چھت سے مٹی گری۔ آپ نے اس مٹی کو تین بار جھاڑا لیکن چوتھی بار جب پھر مٹی گری تو آپ نے سر اٹھایا اور چھت پر ایک نگاہ ڈالی۔ آپ نے دیکھا کہ ایک چوہیا یہ شرارت کر رہی ہے۔ آپ کی نگاہ پڑتے ہی وُہ دو ٹکڑے ہو کر زمین پر آ گری۔ آپ نے لکھنا چھوڑ دیا اور رونے لگے۔ میں نے عرض کی، یا حضرت! یہاں رونے کا کیا مطلب ہے؟ آپ نے فرمایا، مجھے خیال آتا ہے کہ اگر

کسی مسلمان کی طرف سے مجھے ذرہ بھر نقصان پہنچا تو کہیں اس کی حالت بھی اس چڑیا کی طرح نہ ہو جائے۔

شیخ ابو القاسم عمر بن مسعود بزازؒ بیان کرتے ہیں کہ ایک دن سرکارِ غوث محی الدین جیلانیؒ اپنے مدرسہ میں وضو فرما رہے تھے کہ ایک چڑیا نے آپ پر بیٹ کر دی۔ آپ نے ایک نگاہ بھر کر دیکھا تو وُہ دو ٹکڑے ہو کر زمین پر آ گری۔ وضو سے فارغ ہو کر آپ نے اس کپڑے کو دھو ڈالا جہاں بیٹ پڑی تھی لیکن ساتھ ہی وُہ کپڑا اتار کر مجھے دیا کہ میں اسے فروخت کر دوں، اور جو کچھ ملے اُسے غرباء میں تقسیم کر دوں۔

یہ روایت دو مشایخ بیان کرتے ہیں ایک کا اسمِ گرامی ابو عمرو عثمان الصریفینی اور دوسرے ابو محمد عبدالحق حریمی رحمۃ اللہ علیہما ہے۔ ایک دن ہمارے پیر و مرشد جناب سیدنا عبدالقادر جیلانیؒ رو رہے تھے اور فرما رہے تھے: اے پروردگار! میں اپنے رُوح کو تیرے لیے کس طرح ہدیہ کر دُوں کیونکہ یہ بات تحقیق شدہ ہے کہ تمام ملک اور اس کی تمام چیزیں تو تیرے لیے ہیں۔ یہ کہہ کر یہ شعر پڑھتے ؎

وما ينفع الاعراب ان لم يكن تقى
وما ضر ذا تقوى لسان يعجم

حافظ ابو عبداللہ بن بخاریؒ نے لکھا ہے کہ مجھے ابو عبداللہ جبائی نے ایک خط لکھا، جس سے میں نے یہ بات نقل کر لی تھی کہ حضرت شیخ محی الدین عبدالقادرؒ جیلانی فرمایا کرتے ہیں کہ میری دلی آرزو ہے کہ میں ابتدائی زندگی کے زمانے کی طرح جنگلات و بیابان میں نکل جاؤں تاکہ نہ مجھے مخلوقِ خدا دیکھے اور نہ میں کسی کو دیکھ سکوں۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے مجھے مخلوقِ خدا کو نفع پہنچانے کا حکم دیا تھا۔ چنانچہ میرے ہاتھ پر پانچسو یہودی اور عیسائی اسلام لائے اور ایک لاکھ فاسق و فاجر جن میں قزاق، چور اور ڈاکو تھے میرے سامنے تائب ہوئے اور عوام کی اصلاح کے لیے یہ ایک بہت بڑا کام ہے۔

حضرت شیخ عبدالرزاق رحمۃ اللہ علیہ بیان فرماتے ہیں کہ میرے والد مکرم سیدنا عبدالقادرؒ نے اس وقت تک حج نہیں کیا جس وقت تک آپ کے احکامِ ولایت جاری نہیں ہو گئے۔ ایک حج کے موقع پر میں آپ کے اُونٹ کی مہار پکڑے جا رہا تھا کہ ایسے مقام پر جس کا نام حلہ تھا، ہم نے قیام کیا۔ یہ بستی بغداد کے حدود میں ہی ہے۔ میرے والد مکرم نے حکم کیا کہ جاؤ اور اس بستی میں یہ معلوم کرو کہ سب سے غریب اور مسکین کون شخص ہے؟ چنانچہ میں نے ایک ایسا گھر دیکھا جس کے در و دیوار گر چکے تھے اور ایک بوڑھا اپنی بوڑھی بیوی کے ساتھ ایک کٹے پھٹے خیمہ میں گزر اوقات کر رہا تھا۔ چنانچہ میں اور والد صاحب نے ان دونوں کے پاس رات بسر کرنے کی اجازت لی۔ جب اجازت مل گئی تو آپ اپنے تمام مریدوں اور ساتھیوں سمیت اس خراب آباد گھر میں قیام پذیر ہوئے۔ قصبے کے تمام امراء اور مشایخ سُن کر دوڑے ہوئے آئے اور کہنے لگے: آپ ہمارے پاس قیام فرمائیں۔ لیکن حضرت نے ان کی اس گزارش کو قبول نہ کیا۔ چنانچہ شہر کے لوگ تمام اُونٹ اور بکریاں اور دوسرے تحائف اسی غریب کے گھر لے آئے، وہاں مال و متاع کے ڈھیر لگ گئے۔ دُور دراز سے لوگ حضرت شیخ کی زیارت کو آتے اور ساتھ بہت کچھ لاتے۔ چنانچہ آپ نے اپنے تمام ساتھیوں کو کہا کہ میں ان سارے تحائف سے دست بردار ہوتا ہُوں اور میرے ساتھی بھی یہ ساری چیزیں اس محتاج اور غریب میزبان کو بخش دیں گے۔ چنانچہ اس فیصلے کے بعد آپ سب کچھ چھوڑ کر سحری کے وقت کُوچ کر گئے۔ شیخ عبدالرزاق فرماتے ہیں کہ ایک سال بعد میں اسی قصبے سے گزرا تو میں نے دیکھا اس مال و دولت میں اتنی برکت ہُوئی کہ وُہ گھر مال و مویشیوں سے بھرا پڑا ہے۔

آپ کا یہ طریقہ تھا کہ اپنے مصلّے کے نیچے جو کچھ خزانۂ غیب سے آتا تھا اُسے ہاتھ نہ لگاتے بلکہ اپنے خادم کو فرما دیتے کہ وُہ اپنی ضرورت کے مطابق مصلّے کے کونے سے نکال لے اور نانبائی، سبزی فروش اور دیگر دُکان داروں کا حساب بیباق کر دے۔

خلیفۂ وقت خلعتِ فاخرہ بھیجتا تو آپ فرماتے، ابوالفتح چکی والے کو دے دو۔ آپ کا
یہ معمول تھا کہ مہمانوں، درویشوں اور مسافروں کے کھانے کے لیے ابوالفتح کی چکی سے
آٹا منگوا لیتے۔ جونہی خلیفۂ وقت لباس فاخرہ یا کوئی تحفہ بھیجتا اس چکی والے کو
دے کر حساب بے باق کر دیا کرتے تھے۔

آپ کے خادم خاص شیخ عبداللطیف بن شیخ ابی نجاتؒ کہا کرتے تھے کہ ایک
دفعہ بعض لوگوں کا قرضہ آپ کے ذمہ تھا ایک شخص آیا جسے میں پہلے سے نہیں جانتا تھا
وُہ بغیر اجازت لیے آپ کے پاس بیٹھ گیا اور گفتگو کا ایک طویل سلسلہ شروع کر دیا اور کچھ
سونا نکالا اور کہنے لگا یہ آپ کا ہے۔ یہ کہہ کر غائب ہو گیا۔ حضرت شیخ نے مجھے فرمایا، یہ مال
لے جاؤ اور تمام قرضخواہوں میں تقسیم کر دو۔ آپ نے بتایا کہ یہ شخص صرافِ قدر تھا۔ میں نے
عرض کی، یا سیدی! یہ صرافِ قدر کون لوگ ہوتے ہیں؟ آپ نے فرمایا، یہ اللہ کے وہ فرشتے
ہیں جو اُن اولیاء اللہ کی مدد کرتے ہیں جن پر قرضہ ہو۔ اللہ تعالیٰ ان کی وساطت سے قرضہ
بے باق کر دیتا ہے۔

آپ کے احباب میں سے ایک کسان حضرت شیخ کے لیے بڑے اہتمام و خلوص سے
گندم بویا کرتا۔ ایک اور دوست جو نانبائی کا کام کرتا تھا آپ کے لیے بڑی پاکیزگی سے
چار پانچ روٹیاں پکایا کرتا اور نہار کے وقت لے کر آپ کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوتا
آپ یہ روٹیاں لے کر اہل مجلس میں تقسیم فرمایا کرتے۔ جو کچھ بچ جاتا اپنے لیے رکھ لیتے۔ اسی
طرح کوئی بھی چیز آپ کے پاس آتی تو آپ حاضرینِ مجلس میں تقسیم فرما دیا کرتے۔ کسی کے
تحفہ کو رد نہ فرماتے، نذرانہ قبول فرماتے اور اس نذرانے سے خود بھی کھاتے۔ شریف ابو عبداللہ
محمد بن خضر حسینی موصلی نے بتایا کہ مجھے میرے والد مکرم نے بتایا تھا کہ ایک دن میں نماز جمعہ
کے وقت حضرت سیدنا عبدالقادرؓ کے ساتھ جامع مسجد میں موجود تھا کہ ایک تاجر حاضر ہوا
اور کہنے لگا، میرے پاس زکوٰۃ کے علاوہ کچھ مال ہے جسے میں مستحق حضرات میں تقسیم کرنے کا

خواہاں ہوں مگر مجھے کوئی بھی مستحق نہیں ملتا۔ آپ نے فرمایا، اسے دے دو۔ جو اس مال کا
مستحق ہو اور جو مستحق نہیں ہے اسے بھی دے دو تاکہ اللہ تعالیٰ تمہیں ان انعامات سے
نوازے جن کے تم مستحق ہو یا تم مستحق نہیں ہو۔

ایک دفعہ حضرت سیدنا عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک شکستہ دل فقیر کو
دیکھ کر فرمایا، تمہارا کیا حال ہے؟ وُہ کہنے لگا، یا حضرت! آج میں دجلہ کے اُس پار تھا،
ملاح کو کہا کہ مجھے اس کنارے لے چلو، لیکن اس نے انکار کر دیا۔ میرا دل اس فقر و فاقے
سے ٹوٹ گیا ہے۔ ابھی اس فقیر کی بات ختم نہیں ہوئی تھی کہ ایک شخص ہزار دینار کی
تھیلی پکڑے حاضر ہوا اور حضرت کی نذر کر دی۔ آپ نے اس شکستہ دل فقیر کو فرمایا کہ یہ
تھیلی اٹھا کر اس ملاح کے پاس لے جاؤ اور اسے دے دو اور کہہ دو کہ آئندہ وُہ کسی فقیر
کو پار لے جانے سے انکار نہ کیا کرے۔ آپ نے اپنا پیراہن اتار کر فقیر کو دے دیا اور کہا
کہ اسے بازار میں بیس دینار کا بیچ کر وقت گزار لو۔

شیخ ابوالقاسم عمر بزازؒ فرماتے ہیں کہ ایک زمانہ تھا کہ مجھے بھی سیدنا عبدالقادرؓ
کی مجلس میں بیٹھنے کی سعادت حاصل تھی۔ یہ وقت میرے لیے ایک حسین خواب، پرسکون
لمحات اور آرام دہ زمانہ تھا۔ آپ کے بعد مجھے کسی مجلس میں وُہ سکون نصیب نہیں ہوا۔ آپ
بڑے پاکیزہ اخلاق کے مالک تھے۔ بڑے عمدہ اوصاف اور بڑے کشادہ ہاتھ تھے۔ آپ کا
دستر خوان وسیع تھا۔ آپ مہمانوں کے ساتھ مجلس فرماتے اور طالبانِ علم کی مالی امداد کرتے
آپ کے احباب میں سے ہر ایک کو یہی خیال ہوتا کہ وہی آپ کا محترم ہے۔ آپ دوستوں
کی قدر کرتے، دوستوں کی لغزشوں سے درگزر فرماتے۔ دوسروں کی قسم پر اعتبار کرتے۔
اپنے علم کی نمائش نہ فرماتے تھے۔ میں نے آپ سے بڑھ کر کوئی حیادار نہیں دیکھا۔ رضی اللہ عنہ۔
شیخ عمر بزازؒ نے بتایا کہ سیدنا عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اکثر یہ شعر بڑے سرور سے
پڑھا کرتے تھے:

الحمد للہ انی فی جوار فتی
حامی الحقیقۃ نفاع وضرار
لا یرفع الطرف الا عند مکرمۃ
من الحیاء و لا یغضی علی عار

شیخ ابو الحسن علی القرشی رحمۃ اللہ علیہ سے لوگوں نے آپؒ کے اخلاق کے متعلق پوچھا تو بتایا کہ آپ ایک نور تھے، شگفتہ رو، با اخلاق، باحیا، کشادہ پیشانی، رحیم، شفیق، پاک طینت، اہل مجلس کا احترام کرنے والے اور دکھے دل لوگوں سے ملتے تھے۔ غمزدہ لوگ آپ کو دیکھتے ہی خوش ہو جاتے۔ میں نے آپ سے بڑھ کر سچی باتیں اور پاکیزہ لفظ کسی کے ہاں نہیں دیکھے۔

ابو الحسن علی بن ادرس المحمدی نے بتایا کہ وہ اپنے شیخ الامام، مفتی العراق محی الدین ابی عبد اللہ محمد بن علی بن حامد بغدادی المعروف بہ توحیدی کے تمام مقالات ۶۲۲ھ میں مجھے املا کرا رہے تھے۔ آپ نے بتایا کہ حضرت سیدنا عبد القادرؒ بڑے خدا ترس اور نرم دل تھے۔ آنکھوں سے آنسو بہہ نکلتے لیکن اس کے باوجود بڑے صاحب جلال و احتشام تھے۔ بڑے مجیب الدعوات اور کریم الاخلاق تھے۔ آپ بیہودہ لوگوں سے ہمیشہ دور رہتے مگر حق پسند لوگوں کے بڑے ہی قریب ہوتے۔ جب کسی کے جرم ظاہر ہو جاتے تو معاف کر دیا کرتے اور متغیر طبع نہ ہوتے۔ کسی سائل کو رد نہ کرتے۔ اگر آپ کے پاس دو کپڑے ہوتے تو ایک غریبوں کو بخش دیا کرتے۔ توفیق الٰہی آپ کے لیے وقف تھی۔ تائید ایزدی ہر وقت آپ کے ساتھ ہوتی۔ آپ کا علم مہذب تھا اور آپ کا قرب مؤدب ہوتا۔ خطاب آپ کا مشیر تھا اور لحظہ سفیر ہوتا۔ صدق ہی آپ کی غذا تھی اور فتح آپ کی پونجی۔ حلم آپ کی عادت ثانیہ تھی اور ذکر خداوندی آپ کا معمول تھا۔ غور و فکر آپ کا لباس اور مکاشفہ آپ کی غذا تھی۔ مشاہدۂ حق آپ کی شفاء، شریعت کا احترام آپ کی ظاہریت اور حقیقت کے اوصاف آپ کے اسرار و رموز ہوتے تھے۔ رضی اللہ عنہ۔

جناب غوث الثقلینؓ کے احباب

شیخ صالح ابو الحسن علی بن محمد بن احمد بغدادی المعروف بہ ابن الحمامی نے بتایا کہ میں نے سرکار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا میں نے عرض کی: یا رسول اللہ! میری خواہش ہے کہ میرا خاتمہ کلام الٰہی اور آپ کی سنت پر ہو۔ فرمایا: ہاں تم خدا اور رسولؐ کے احکام و سنت پر مرو گے اور تمہارے راہنما حضرت سید عبد القادر گیلانیؓ ہوں گے۔ میں نے آپ سے یہی سوال تین بار دہرایا۔ آپ نے ہر بار مجھے یہی جواب دیا۔

مشایخ کی ایک کثیر جماعت نے بیان کیا ہے کہ سیدنا غوث الاعظمؓ اپنے مریدوں کے ضامن ہوں گے۔ آپ کا کوئی مرید اس وقت تک اس دنیا سے انتقال نہیں کرے گا، جب تک اس کی توبہ قبول نہ ہو جائے گی۔ شیخ اجیل ابی محمد عبد اللطیف بن شیخ ابی النجیب عبد القاہر بن عبد اللہ سہروردیؒ الفقیہ الصوفی بیان کرتے ہیں کہ میرے باپ نے مجھے بتایا کہ شیخ حماد دباس رحمۃ اللہ علیہ کو ہر رات ایک صدا آیا کرتی تھی جیسے کہ شہد کی مکھی کے بھنبھنانے کی ہوتی ہے۔ حضرت سیدنا عبد القادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان دنوں حضرت شیخ حمادؒ کے پاس بیٹھا کرتے تھے۔ لوگوں نے عرض کی، یا حضرتؒ! آپ شیخ حمادؒ سے اس آواز کے متعلق دریافت کریں۔ چنانچہ آپ نے حضرت حماد دباسؒ سے پوچھا تو آپ نے فرمایا کہ میرے بارہ ہزار مرید ہیں میں ان کے نام لے کر بڑی سرعت سے پکارتا ہوں اور ہر ایک سے پوچھتا ہوں کہ ان کی کوئی حاجت یا ضرورت ہو تا کہ میں اسے بارگاہِ الٰہی سے منظور کراؤں۔ میرا کوئی مرید اس وقت تک واصل بحق نہیں ہوتا جب تک اس کی توبہ قبول نہیں ہو جاتی یا ایک ماہ کے اندر اندر اس کے گناہ معاف کر دیے جاتے ہیں۔ اس طرح اللہ تعالیٰ کی رحمت ان مریدوں پر ہوتی ہے جو شیخ حمادؒ کی بیعت میں ہوتے ہیں۔ یہ بات سن کر حضرت سیدنا عبد القادرؓ نے شیخ حمادؒ کو فرمایا کہ اگر اللہ تعالیٰ مجھے یہ رتبہ دے تو میں اللہ تعالیٰ سے یہ عہد لوں کہ قیامت تک میرا کوئی مرید اس وقت تک نہ مرے گا

جب تک اس کی توبہ قبول نہیں کر لی جاتی۔ میں اس عہد کی ضمانت ہوں گا۔

شیخ ابو القاسم عمر بزاز رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت سیدنا عبد القادر گیلانی رضی اللہ عنہ کو فرمایا گیا تھا کہ اگر کوئی شخص آپ کا ذکر زبان پر لائے لیکن اسے نہ تو آپ سے بیعت نصیب ہوئی ہو نہ خرقہ خلافت ملا ہو، کیا وہ بھی اس زمرہ میں آئے گا؟ آپ نے فرمایا: جو شخص صرف میرے نام سے نسبت رکھے گا یا دل میں حُسنِ اعتقاد رکھے گا اللہ تعالیٰ اسکی توبہ قبول کرے گا اگرچہ وہ مجھ سے کتنی ہی دُور کیوں نہ ہو۔ مجھے خدا کی قسم ہے اللہ تعالیٰ نے مجھ سے وعدہ کیا ہے کہ وہ میرے دوستوں، محبت کرنے والوں، نام پکارنے والوں اور حُسنِ اعتقاد رکھنے والوں کو جنت میں داخل کرے گا۔ آپ نے مزید فرمایا: اگر میرے کسی نام لیوا کا عیب یا گناہ دیارِ مغرب میں ظاہر ہوگا اور میں مشرق میں ہوں گا تب بھی میں اسکی حفاظت کا ضامن ہوں گا اور اس کی عیب پوشی کروں گا۔ مجھے حد نگاہ تک وسیع نامۂ اعمال دیا گیا ہے جس پر میرے مریدوں کے نام لکھے ہوئے ہیں اور قیامت تک آنے والے احباب کے نام بھی درج ہیں اور مجھے بشارت دی گئی ہے کہ ان تمام لوگوں کو میری نسبت سے بخش دیا گیا ہے۔ میں نے مالک (دوزخ کے داروغہ) سے پُوچھا، کیا تمہارے پاس میرے احباب میں سے کوئی شخص ہے؟ اس نے کہا، نہیں۔ مجھے اپنے پروردگار کی قسم ہے کہ میرا ہاتھ اپنے مرید پر ہے اور میں اپنے مرید پر اس طرح چھایا ہُوا ہوں جس طرح زمین پر آسمان کا سایہ ہے۔ مجھے اپنے اللہ کے جلال و عزت کی قسم ہے میرا قدم اس وقت تک جنت کو نہیں اُٹھے گا جب تک مَیں اپنے سارے مریدوں کو جنت میں داخل نہ کرا لوں۔

ایک مُرید کا حیرت انگیز واقعہ یہ روایت بہت سی کتابوں میں درج ہے کہ حضرت سیدنا غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کا ایک مرید ایک رات میں ستر بار محتلم ہُوا۔ اس کے احتلام کے دوران ہر بار ایک نئی عورت ہوتی۔ بعض عورتوں کو تو وہ اچھی طرح پہچانتا تھا مگر بعض عورتیں پہلے سے ناشناسا تھیں۔ علی الصباح

حیرت زدہ ہو کر بیدار ہُوا۔ غسل کرنے کے بعد حضرت شیخ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں پہنچا تاکہ رات کے واقعہ پر اظہارِ تشویش کر سکے مگر شیخ رضی اللہ عنہ نے اسے دیکھتے ہی فرمایا: رات کے واقعہ کو اس قدر بھیانک اور مکروہ خیال نہ کرو، میں نے رات لوحِ محفوظ پر نگاہ ڈالی تو تمہارے نام کے ساتھ فلاں فلاں عورت سے زنا کرنا مقدر تھا۔ (حضرت رضی اللہ عنہ نے اس موقع پر اکثر عورتوں کے نام اور حلیے تک بتا دیئے) میں نے بارگاہِ الٰہی میں التجا کی کہ وہ تیری تقدیر کو بدل دے اور ان معائب سے محفوظ رکھے، چنانچہ ان سارے واقعات کو احتلام کی صورت میں تبدیل کر دیا گیا۔

شیخ صالح ابو محمد داؤد بن علی بن احمد البغدادی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں، مَیں نے خواب میں دیکھا کہ شیخ معروف کرخی رضی اللہ عنہ کے سامنے بعض لوگوں کے واقعات پیش کیے جا رہے ہیں اور آپ ان لوگوں کے یہ واقعات بارگاہِ خداوندی میں پیش کرتے جاتے ہیں۔ مجھے دیکھتے ہی شیخ معروف رضی اللہ عنہ فرمانے لگے، داؤد! تم بھی اپنا واقعہ بیان کرو تاکہ میں اللہ تعالیٰ کی جناب میں پیش کر دوں۔ میں نے گزارش کی کہ مجھے جناب غوث الاعظم محی الدین جیلانی رضی اللہ عنہ نے معزول کر دیا ہے۔ فرمانے لگے، نہیں، تم معزول نہیں ہوئے اور نہ ہی تمہیں معزول کیا جائیگا۔ میں اُٹھا سحری کے وقت حضرت شیخ سیدنا عبد القادر رضی اللہ عنہ کے مدرسے کی طرف آیا اور دروازے پر بیٹھ گیا تاکہ آپ کو اطلاع دُوں۔ ابھی میں سوچ ہی رہا تھا کہ اندر سے حضرت غوث اعظم رضی اللہ عنہ نے مجھے آواز دی کہ تمہیں معزول نہیں کیا گیا اور نہ ہی معزول کیا جائے گا۔ تم اپنا واقعہ سُناؤ تاکہ جناب الٰہی میں پیش کروں۔ مجھے خدا کی قسم ہے کہ آج تک میں نے اپنے احباب و اصحاب میں سے جس کا واقعہ بھی پیش کیا ہے خداوند تعالیٰ نے اسے قبول فرمایا ہے۔

امام حافظ تاج الدین ابوبکر عبد الرزاق ابن شیخ الاسلام شیخ عبد القادر جیلی رضی اللہ عنہ نے بیان فرمایا کہ حضرت والد محترم نے ایک رات میری والدہ کو حکم دیا کہ اُٹھ کر تھوڑے سے چاول پکا لیں۔ وہ اُٹھیں، چاول پکائے، ایک پلیٹ میں ڈالے اور لے کر سامنے آئیں۔ یہ آدھی رات کا وقت تھا۔ مکان کی دیوار کُھلی، ایک آدمی اندر داخل ہُوا اور چاول کھانے لگا۔

کمرا اٹھا اور جانے ہی والا تھا کہ آپ نے مجھے فرمایا: اس شیخ سے کوئی سوال کرو اور اپنے لیے دُعا کراؤ۔ چنانچہ میں نے دیوار کے پاس جا کر اس سے طلبِ دعا کی۔ وہ کہنے لگا: مجھے یہ سب کچھ آپ کے والد کی دُعا اور خرقہ کی برکت سے ملا ہے۔ صبح ہوئی تو اس واقعہ کا تذکرہ میں نے شیخ علی ہیتیؒ سے کیا تو کہنے لگے: آج تک میں نے ایسا کوئی شخص نہیں دیکھا جس پر آپ کے والد مکرم (غوث الاعظم) کی نگاہِ کرم ہو اور اسے خرقہ ملا ہو تو برکاتِ عالیہ کا اس پر ہجوم نہ ہو گیا ہو۔ میں ایسے ستر حضرات کو جانتا ہوں جو جناب غوث الاعظم رض کا خرقہ صبح و شام اٹھایا کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں اسی خدمت کے صلہ میں بلند مراتب پر سرفراز فرما دیا۔ ان کے لیے یہ برکت بھی بلند مراتب کا ذریعہ تھی کہ آپ کا دستِ شفقت ان کے سر پر پڑتا۔ میں تو ہر روز ان برکات میں زیادتی ہوتے دیکھتا رہتا ہوں۔ مجھے تو یہ برکات آپ کے والد محترم کے چہرہ کی زیارت سے ہی حاصل ہو جاتی ہیں۔

شیخ قدوہ علی بن ہیتی رح فرماتے ہیں کہ حضرت غوث الاعظمؓ کے مرید جیسا خوش بخت کسی شیخ کا مرید نہیں ہے۔ شیخ علی ہیتیؒ نے مزید بتایا کہ ایک دن میں نے شیخ قدوہ ابو سعید قیلوی رح کو کہتے سنا کہ حضرت غوث پاکؓ اس وقت تک ایوانِ خداوندی سے واپس نہ آتے تھے جب تک اللہ سے یہ عہد نہ لے لیتے تھے کہ جس شخص نے میرے دامن کو پکڑا ہو اس کی نجات کی ضمانت دی جائے۔ آپ نے شیخ لقا و بن بطوؒ نے بیان کیا کہ میں نے حضرت غوث الاعظمؓ کے غلاموں کو اعزاز و اکرام کے بلند مراتب پر دیکھا ہے۔

حضرت شیخ عدی بن مسافر رح فرمایا کرتے تھے کہ حضرت غوث پاکؓ کے ہوتے ہوئے اگر کوئی مجھے یہ کہتا کہ خرقۂ خلافت دُوں تو میں اسے کہا کرتا تھا کہ آپ دریا چھوڑ کر معمولی سی نہر سے پانی لینے کی کوشش کر رہے ہو۔

عراق کے مشایخ کی ایک جماعت نے بتایا کہ ہم بغداد میں شیخ قدوہ ابی محمد واثل ابن ادریس یعقوبی رح کے پاس تھے۔ اسی مجلس میں شیخ صالح ابو حفص عمر بریدہ رحمۃ اللہ علیہ بھی

بیٹھے تھے۔ آپ نے فرمایا: شیخ علی! رات والی خواب تو بیان کرو۔ انھوں نے بتایا: میں نے خواب میں دیکھا کہ قیامت برپا ہے، پیغمبرانِ خدا اپنے تمام اُمتیوں سمیت تشریف فرما ہیں، انبیاءِ کرام اپنی اپنی اُمت کی قیادت کر رہے ہیں، جب سرکارِ دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنی اُمت کے ساتھ تشریف لائے تو آپ کی اُمت میں مشایخ کرام کا ایک موجیں مارتا ہوا سمندر دکھائی دیتا تھا۔ ہر شیخ کے اردگرد اُس کے مریدوں کا مجمع تھا لیکن دیکھتے دیکھتے ایک ایسے شیخ نظر آئے جن کے اردگرد لاکھوں مریدوں کا مجمع تھا۔ میں نے پُوچھا کہ یہ کون بزرگ ہیں؟ مجھے بتایا گیا کہ یہ سید شیخ عبد القادر رضی اللہ عنہ اور اُن کے مرید ہیں۔ حضرت شیخ فرمایا کرتے تھے: ؎

لی من کل طویلة فحل لا یقاوم ولی فی کل ارض خیل لا یسابق

ولی فی کل جیش سلطان لا یخالف ولی فی کل منصب خلیفة لا یعزل

(ہر ایک گوشہ میں میرے ایسے لشکر ہیں جن کا مقابلہ کرنا مشکل ہے۔ ہر سرزمین میں میرا ایک لشکر ہے کہ اس سے سبقت نہیں لی جا سکتی۔ میرے ہر ایک لشکر میں ایک بادشاہ ہے جس کی مخالفت کرنا محال ہے۔ ہر منصب پر میرا ایک خلیفہ (نائب) ہے جسے معزول نہیں کیا جا سکتا۔)

شمع کا نور اور اُس کی حقیقت

شیخ ابی محمد عبد الجبار بن شیخ الاسلام محی الدین عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا ہے کہ میری والدہ ماجدہ جب اندھیرے میں جایا کرتیں تو سامنے ایک چراغ جلتا نظر آتا۔ آپ اسی چراغ سے روشنی حاصل کر لیا کرتیں۔ ایک رات حضرت غوث الاعظمؓ نے اس چراغ کو نگاہِ غضب سے دیکھا تو وہ گُل ہو گیا۔ آپ نے میری والدہ کو بتایا کہ یہ روشنی تو شیطان کی روشنی تھی جو تمہاری خدمت کر رہا تھا، میں نے اُسے بھگا دیا ہے اور اب تمہارے لیے نُورِ خداوندی مہیا کر دیا گیا ہے۔ میرے ساتھ جس کسی کو ادنیٰ سی نسبت

بھی ہے۔ میں اس کے لیے ایسا ہی کرتا ہوں اور میری مہربانیاں ہر اس کے ساتھ ہوتی ہیں جو کچھ نسبت رکھتے ہیں۔

شیخ عبدالجبار رحمۃ اللہ علیہ (حضرت غوث پاک رضی اللہ عنہ کے بیٹے) نے بتایا کہ میری والدہ گھر کے اندر آتیں تو انھیں ایک سفید نور چمکتا دکھائی دیتا۔ یہ نور چاند کی چاندنی کی طرح ہوتا۔ ایسے ہی ایک اور روایت ہے کہ ایک شخص بغداد سے آیا اس نے بتایا کہ میرے والد کا انتقال ہو گیا ہے اور میں نے اسے خواب میں دیکھا ہے کہ وہ عذاب میں مبتلا ہے۔ اس نے کہا کہ تم ابھی حضرت شیخ سید عبدالقادر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہو جاؤ اور ان سے دعا کراؤ۔ جب وہ شخص حضرت کی خدمت میں گیا تو آپ نے پوچھا: کیا زندگی میں تمہارے والد کبھی میرے مدرسے کے دروازے کے سامنے سے گزرے ہیں؟ میں نے بتایا: ہاں حضور۔ پھر آپ خاموش ہو گئے۔ وہی شخص دوسرے روز آیا تو بتانے لگا کہ آج رات میں نے خواب میں پھر اپنے والد کو دیکھا ہے وہ بڑا خوش و خرم نظر آیا۔ اس پر ایک سبز چادر ہے اور کہہ رہا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے تمام سزاؤں سے نجات دی ہے۔ یہ سارا انعام حضرت غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کی شفقت سے ہوا ہے۔ آپ نے فرمایا: بیٹا! اس مردِ خدا کی غلامی کو سعادت خیال کرو۔ ایک اور روایت میں یوں بیان کیا گیا کہ قبر میں ایک میت کے متعلق جب گفتگو ہوئی تو آپ نے پوچھا: کیا اس نے زندگی میں میرا خرقہ پہنا تھا؟ لوگوں نے کہا کہ معلوم نہیں۔ پھر آپ نے دریافت کیا: کبھی اس نے میرے پیچھے نماز ادا کی تھی؟ لوگوں نے بتایا: وہ تو اس معاملے میں بھی خطاکار ہی تھا۔ آپ نے سن کر گردن جھکا لی۔ تھوڑی دیر کے بعد سر اٹھاتے ہوئے فرمایا: فرشتوں نے مجھے بتایا ہے کہ اس نے زندگی میں ایک بار آپ کی زیارت کی ہے اور دل میں حسنِ اعتقاد رکھتا تھا اس لیے آپ کی توجہ سے اللہ تعالیٰ نے اس پر رحم کر دیا ہے۔ لوگ پھر اس کی قبر پر گئے۔ پھر اس قبر سے کوئی آواز سنائی نہ دی۔

حضرت غوث پاک رضی اللہ عنہ نے فرمایا: حسین حلاج سے ایک لغزش ہوئی تھی۔ ان کے زمانہ میں کوئی مردِ کامل نہ تھا کہ اس کی دستگیری کرتا۔ اگر میں اس زمانے میں ہوتا تو یقیناً ان کا ہاتھ پکڑتا۔ میرے مریدوں میں سے جب کسی کا پاؤں پھسلتا ہے تو قیامت تک اس کی دستگیری کرتا ہوں اور سہارا دیتا ہوں۔

حلِ مشکلات وحاجات کے لیے نوافل

حضرت غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: جب اللہ تعالیٰ سے کوئی سوال کرو اس وقت تم میرے متعلق بارگاہِ ایزدی میں سوال کیا کرو۔ جو کوئی شخص مصائب اور مشکلات میں مجھے پکارتا ہے اس کی مصیبت اور مشکل فوراً دور کر دی جاتی ہے۔ جو شخص مجھے وسیلہ بنا کر دعا کرتا ہے اللہ تعالیٰ میرے وسیلے سے اس کی مشکل حل کر دیتا ہے اور جو شخص مندرجہ ذیل طریقہ پر دو نفل ادا کرے گا اس کی حاجت پوری ہوگی۔ ہر رکعت میں سورۂ اخلاص گیارہ بار پڑھے اور اس کے بعد سرکارِ دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر درود وسلام پڑھے اور پھر گیارہ قدم بغداد شریف کی طرف چل کر میرا نام پکارے اور اپنی حاجت بیان کرے۔ مجھے اللہ تعالیٰ پر یقین ہے کہ وہ سائل کی حاجت پوری کرے گا۔ [1]

جناب غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کے کلمات طیبات پر ایک نظر

جس طرح سرکارِ غوثیت مآب سیدنا عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کے فضائل ومناقب اور کرامات وخوارق حد وشمار سے باہر ہیں ویسے ہی آپ کے کلام مبارک کے نفائس وکمالات کو احاطۂ تحریر میں لانا محال ہے۔ آپ کی

[1] اس طریقہ استعانت کو صالحین امت نے اپنی حاجات کے حل کے لیے استعمال کیا ہے اور وہ کامیاب ہوئے ہیں۔ ملا علی قاری المکی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب نزہۃ الخاطر الفاتر میں بھی اس طریقہ استعانت کو تفصیل سے بیان کیا ہے۔ دیگر مشاہیر اور صوفیہ کی کتابوں میں اس استمداد کے فوائد اکثریت سے ملتے ہیں اور بزرگانِ دین نے اس طریق استعانت سے اپنے مسائل کو حل کرایا ہے۔ (مترجم)

عبادات کی تشریح اور اشارات کا ادراک ناممکن ہے۔ ہم اس ضمن میں تفصیلی بیان کو یا ترجمہ کو خلاف ادب خیال کرتے ہیں بایں ہمہ ہم ظاہری معانی کے ادراک پر اکتفا کرتے ہوئے ان کلمات طیبات میں سے اختصار کے ساتھ عربی میں ہی تحریر کرتے ہیں:

اعلم ولاك الله بجميل حمايته وصانك بحميد رعايته ان قدم الصدق اذا طلبت وجدت ويد الشوق اذا جذبت ملكت وجنود الحب اذا اسرت قلت وصفات الحر اذا افنيت بقيت وعروس الوصل اذا ثبتت نبتت و اصول القرب اذا رسخت بذخت ورياض القدس اذا ظهرت بهرت و رياح الانس اذا هبت بسطت وعيون الالباب اذا شهدت دهشت و قلوب الاحباب اذا رمقت عشقت واسماع الارواح اذا قربت سمعت وابصار الاسرار اذا حضرت نظرت والسن القدم اذا امرت نطقت فلله در عباد نادا هم مولاهم في سابق القدم بلسان الكرم ودعاهم بمنادى الفضل الى نادى الوصل فبدا لهم من معانى الحب بادى وحدى بهم في جناب القرب حادى وشاهد وامجد الجمال من مطالع الازال وعاينوا عز الكمال في طوالع الجلال وسمت بصائرهم الى مطالعة عوالم الغيب ومعالم التوحيد وسرت سرائرهم في مشاهد القدس ومعارج التفريد وجلست اسرارهم على بساط البسط وارتاحت ارواحهم برياحين الخطاب فان صمت صامتهم فلشهود حق اليقين وان نطق ناطقهم فلورود امر اليقين وان خامر نفس مريدهم خوف افا منوا مكر الله وباشر قلبه زجر ويحذركم الله ناجاها مخاطب الالطاف انني معكما اسمع وارى ونطقت شواهد السعادة قائلة بشريكم اليوم ذلك سفير الجود واما بنعمة ربك فحدث وان اخرج لمرادهم

موسوم ايتونى به استخلصه لنفسى من ديوان يختص برحمته من يشاء جذبته يد اصطفينا من عبادنا الى حضرة سلام قولا من رب الرحيم وقدم الى مجلس وسقاهم ربهم واستقبله وجيه فخذ آتيتك مدد باغ بسط اشرح لى صدرى فهتف به مجيب بنى عبادى فاجر لسان صدق ما قلت لهم الا ما امرتنى به وثبت قدمهم على طريق من يطع الرسول واستقام على سبيل ما اتاكم الرسول واستمسك بعروة ان كنتم تحبون الله اتصل بنسب من تبعنى فانه منى وسقاه عرق حاله صاحب قاب قوسين ومد يفيض من بحر وما ينطق عن الهوى ان هو الا وحى يوحى وان قرات مكتوب سعدهم فيحبهم ويحبونه وان نظرت منشور مجدهم فرضى الله عنهم وان سئلت عن مقامهم ففى مقعد صدق عند مليك مقتدر وان حدوت وصفهم فاولئك اعظم درجة وان كبر ما ظهر منهم فما تخفى صدورهم اكبر وان علمت نفس ما احضرت ام العناية فلا تعلم نفس ما اخفى لهم فكيف يقدرون الله سبحانه اوحى الى نبى من انبياء بنى اسرائيل ان لى عبادا يحبونى واحبهم ويشتاقون الى واشتاق اليهم ويذكرونى واذكرهم وينظرون الى وانظر اليهم قال رب ما علامتهم قال يحبون الى غروب الشمس كما يحن الطيور الى اوكارها فاذا جنهم الليل واختلطت الظلام وفرشت الفروش ونصبت الاسرة وخلا كل حبيب الى حبيبه نصبوا الى اقدامهم وافترشوا الى وجوههم وناجونى بكلامى فبين صارخ وباك وبين متاوه وشاك بين قائم وقاعد بين راكع وساجد بعينى ما يتحملون من اجلى وبسمعى ما يشكون من حبى اول ما اعطيهم ان اوقد فى قلوبهم من نورى يخبرون عنى كما اخبر عنهم والثانى لو كانت السموات والارضون فى ميزان احدهم لاستقللتها والثالث ان اقبل بوجهى الكريم اليهم افترى من اقبلت لوجهى الكريم

عليه ما اريد ان عطيه فعليك يا اخى باتباعهم لعلك تكون من اتباعهم وسلم
لهم ماترى وتسمو ماتنزل من السعادة ومنزلا ارفع فنسال الله ان يكحل
ابصار بصائرنا بنور هدايته ويسدد قواعد عقايدنا بحسن رعايته وقال برقت
بارقة من جناب الازل فى سماء قلوب العارفين هبت نسيم من رياض الديمومة
على مشام ارواح المكاشفين تنوعت ارايح زهر القدس على زهر اسرار
المشاهدين سافرت تلك العقول فى بحر بسم الله تتصل غاياتها الى ساحة ساحل
جناب الرحمن الرحيم فرجع غنيمته بجواهر فرايد الهويته فانه بتحف الخزائن
الازلية ظافرة بنيل سؤل موسى ليلة ارنى ناظرة على طور طلبها الى نور سبحات
التجلى معاشر العارفين الموت فى حوب حبه كل الحيات والحيات مع غيره
ولو لحظة حقيقة الموت ان اعمى عين عقلك عن نظر غيره فى الدنيا جعل جزاؤها
فى الاخرة وجوه يومئذ ان قتلك بسيف حبه العاجل جعل ديتك فى الاجل احياء
عند ربهم يرزقون طافت سقاة القدم على ارواح بعض بنى ادم بكوس شراب
الست فى مجلس خلوة واذ اخذ ربك اسكرهم الساقى لا الشراب سكنت تلك
النشوات فى زوايات الذوات حتى انفلق صبح شرح احمد صلى الله عليه وسلم
من مشرق سماء رسالته وجاءته من جناب الازل لطائف اسرار الغيب فنبه
سكارى العشق وايقظ نوام العقل ليذكرها عندها معه فى خلوة الست فطارت
اليه بجناح وعجلت اليك كاشف الارواح بقوله هو الله سكن القلوب بقوله الذى
لا اله الا هو خوف الاسرار بقوله عالم الغيب والشهادة لطف العقول بقوله الرحمن
الرحيم والهوية بحر يغرق فيه سابح كل عقل وينكسر فى طلب علمه سفينته كل
فكر وقال ايضا رضى الله عنه كان موسى صلى الله على نبينا وعليه وسلم
ملحوظا من جناب القدم باعين الكرم برقت له من صخور الطور بارقة وقربناه

نجيا ومدت اليه يد الالطاف الرحمانية من خزائن المواهب الربانية كاس
استيناس وناديناه من جانب الطور وقرعت مسامع حسه من محيا عز سلطان
الازل لذة انى انا الله فشرب من يد ساق انا اخترتك على بساط اصطفيتك لنفسى
بسلاف راح الارتياح الى ملاطفة وما تلك بيمينك وطافت على سقاط ندماء القدس
بشراب الاصطفاء الكلام فى كوس حروف يا موسى ونودى من شجرة عقله انى انا
ربك واتاه الخطاب من قبل الاحباب اخلع نعليك ونبهته جادة الغيرة فى حال
الحيرة على شرف مقام انك بالوادى المقدس طوى فلما توالى عليه شرب مدام
الكلام بيد سقاة الكرام دارت له انتسام نسيم انى فاستمع لما يوحى ورام له
انس وصل مستامر فاعيد فى فتسرقت نسيمات واوتيت سؤلك غلب عليه سكره من
شرب به بكاس قربه على قلبه واستولى سلطان حبه على مدينة لبه وغرقت فى لجة
بحر وجده وانمحقت رسوم هزله بكتاب جده وكاد يخرج من حده لولا مساعدة
جده وخلع جلباب صبره لغلبات موارد سكره وسرت حميا الكاس فى ذلك الراس
وتحكمت الاشواق من تلك الاحداق وقام راهب روحه فى صومعة اتباحه الى
الحضور على الطور ليلة النور فوضع قدم تقدمه على قمة طور نهايات اطوار الطالبين
وحاول شرفا لم يدركه قبله احد من المرسلين فقال وقد فنى رب ارنى انظر اليك
فقيل له ايها الكريم والمخصوص بالتكليم انت مكلف باطوارك مقيد باوطارك
فتارة تقول رب انى لا املك الا نفسى وتارة تقول رب انى ظلمت نفسى وتارة تقول
رب اشرح لى صدرى وهذا مذهب من ضاقت به الحيل فى مناجاة محبوبه
وجال كل مجال فى نيل مطلوبه يا ابن عمران يا ايها القلق النشوان ان السكر
لا يداوى خماره الا بالاشياء المرة ولا امر من منع لن ترانى فرجع رجوع الايس و
والضرف الضراف الياس واضطرمت فى قلبه نيران الذوبان والتهبه ايدى

البيان فلما هبّ عليه نسيم ولكن انظر احيي قتيل اشواقه ولعشره فاين اتواقه الى آخر الكلام وقال رضي الله عنه في الحجاج طار واحدٌ من العارفين الى أفق الدعوى باجنحة انا الحق رأى الروضة الابدية خالية من الحسيس والانيس صفر بغير لغته تعريضاً لحتفه ظهر عليه عقاب الملك من مكمن ان الله غنيٌ عن العالمين انشب في اهابه مخلب كل نفس ذائقة الموت قال له شرع سليمان الزمان لم تكلمت بغير لغتك لم ترنمت بغير معهود من مثلك ادخل الآن في قفص وجودك ارجع من طريق عزة القدم الى مضيق ذلة الحدث قل بلسان اعترافك ليسمعك ارباب الدعاوى حسب الواحد افراد الواحد مناظرا الطريق اتا ملة وظائف خدمة الشرع وقال فيه ايضا رضي الله عنه طار طائر روح لبعض العارفين من وكر شجرة صورته وعلا الى السماء خارقا صفوف الملائكة كان بازيًا من بزاة الملك مخيط العين بخيط وخلق الانسان ضعيفا فلم يجد في السماء ما يجادل من الصيد فلما ازداد تحيره في قول مطلوبه فاين ما تولوا فثم وجه الله عاد هابطا الى حضرة خطة الارض فلم يجد في الدارين مطلوبا سوى محبوبه فطرب فقال بلسان سكر قلبه انا الحق ترنم بلحن غير معهود من البشر صفر في روضة الوجود صفيرا لا يليق ببني آدم لحن بصوته لحنا عرضه لحتفه نودي في سره يا حلاج اعتقدت ان قوتك بك قل الآن نيابة عن جميع العارفين حسب الواحد افراد الواحد قل يا محمد انت سلطان الحقيقة انت لسان عين الوجود على عتبة باب معرفتك تخضع اعناق العارفين في حمى يوضع جباه الخلائق اجمعين وقيل له رضي الله عنه ابليس يقول انا فطردوا الحلاج يقول انا فقرب فقال رضي الله عنه الحلاج قصد الفناء يقول انا ليبقى هو بلا هو فانا وصل الى مجالس الوصال ثم خلعه البقاء وابليس قصد البقاء بقوله انا ففنيت ولايته وسلبت نعمته وحبطت درجته وسئل رضي الله عنه عن

المشاهدة فقال هي العمى عن الكونين بعين الفواد ومطالعة الحق بعين المعرفة على غير توهم استدراك ولا طمع في تصور ولا تكييف واطلاع القلوب بصفاء اليقين على ما اخبر الحق تعالى به عن الغيوب وسئل رضي الله عنه معنى القرب فقال هو طي المسافات بلطف المدانات وسئل رضي الله عنه عن الشكر فقال هو غليان القلوب عند معارضات ذكر المحبوب والخوف اضطراب القلوب مما علمت من سطوة المحبوب واليقين تحقيق الاسرار باحكام المغيبات والوصل الاتصال بالمحبوب والانقطاع عمن سواه والانبساط سقوط الاحتشام عند السؤال والغيبة في الذكر ان ترى نفسك حال الذكر فاذن انت غائب عنه والغيبة حرامٌ واسئل رضي الله عنه عن الصبر فقال هو الوقوف مع البلاء بحسن الادب والثبات مع الله تعالى وتلقي مواقعته بالرحب والسعة على احكام الكتاب والسنة وينقسم اقساما صبرٌ لله وهو الثبات على اداء امره والانتهاء عن نهيه وصبرٌ مع الله تعالى وهو السكون تحت جريان قضائه وصبرٌ على الله وهو الركون الى وعده في كل شيء والسير من الدنيا الى الآخرة والصبر مع الله اشد والفقير الصابر افضل من الغني الشاكر و الفقير الشاكر افضل منهما واسئل رضي الله عنه عن الخوف وقال الخوف على انواع فالخوف للمذنبين والرهبة للعارفين فخوف المذنبين من العقوبات وخوف العابدين من فوت العبادات وخوف العالمين من الشرك الخفي في الطاعات وخوف المحبين فوت اللقاء وخوف العارفين الهيبة والتعظيم وهو اشد الخوف لانه لا يزول ابدا وسائر هذه الانواع يسكن اذا قوبلت بالرحمة واللطف واسئل رضي الله عنه عن المحبة فقال هي تشويشٌ في القلب يقع من المحبوب فتصير الدنيا عليه كحلقة خاتم او مجمع ماتم و

سكر لا صحو معه وذكرٌ لا محو معه وقلق لا سكون معه وخلوصٌ للمحبوب
لكل وجهٍ سرّاً وعلانية بإيثار اضطرارٍ لا بإيثار اختيارٍ وبإرادة خلقة لا بإرادة كلفة
والحب العمآء عن غير المحبوب غيرة عليه والعمى عن المحبوب هيبة له فهو
عمى كلّه والمحبون سكرى لا يصحون الا بمشاهدة محبوبهم مرضى لا يفيقون
الا بملاحظة مطلوبهم واسئل رضى الله عنه عن الشوق فقال احسن الاشواق
ما كان عن مشاهدة فهو لا يفتر عن اللقاء ولا يسكن عن الروية ولا يذهب على
القرب ولا يزول على الانس بل كلما ازداد لقاءً ازداد شوقاً ولا يصح الشوق حتى يتجرد
من علله وهو موافقة روح او متابعة همة او حظ نفسٍ فيكون شوقاً مجرداً عن الاسباب
فلا يدري السبب الذى اوجبله ذلك الشوق واسئل رضى الله عنه عن الوارد
الالهية والطوارق الشيطانية فقال الوارد الالهى لا ياتى باستدعاءٍ ولا يذهب
بسبب ولا ياتى على نمطٍ واحدٍ ولا فى وقت مخصوص والطارق الشيطاني بخلاف
ذلك واسئل رضي الله عنه عن البقآءِ فقال البقآء لا يكون الا مع اللقآء لان
البقآء الذى ليس معه فناء لا يكون الا مع اللقآء الذى ليس مع انقطاعٌ
وهذا لا يكون الا كلمح البصر او هو اقرب واسئل رضى الله عنه عن المعرفة
فقال هي الاطلاع على معانى خفايا مكامن المكونات وشواهد الحق فى جميع الشيئات
بتلويح كل شئٍ منها على معانى وحدانية مع النظر الى الحق بعين القلب واسئل
رضى الله عنه عن الوفآء فقال هو الرعاية لحقوق الله فى المحرمات ان لا يطالعها
بسرٍ ولا نظرٍ والمحافظة على حدود الله قولاً وفعلاً والسارعة الى مرضاته بالكلية
سراً وجهراً وسئل رضى الله عنه عن الهمة فقال الهمة ان يتعرى بنفسه عن
حب الدنيا وبروحه عن التعلق بالآخرة وبقلبه عن ارادة مع ارادة المولى ويتجرد سره
عن الاشارة الى الكون ولو بلمحة واسئل رضى الله عنه لم تقدم ذكرنا على ذكره فى قوله

تعالى اذكرونى اذكركم وقدم محبته على محبتنا فى قوله عز وجل يحبهم ويحبونه
فقال الذكر مقام طلبٍ وقصدٍ والطلب مقدمة العطآء فلهذا قدم ذكرنا له
واما المحبة فهى تحقق الالهية من محض القدر ليس للعبد فيها كسب ولا
يتم وجودها فى العبد الا بعد بروزها من جناب الغيب على يد المشيئة والعبد
هناك ساقط الكسب ممحو السبب فلذا قدم محبته على محبتنا له واخبر المشائخ
عن الشيخين ابى محمد طلحة بن مظفر وابى القاسم عمر بن مسعود البزاز قالا
قيل لشيخ محى الدين عبد القادر رضى الله عنه ان فلاناً وسموا احد مريديه يقول
انه يرى الله تعالى بعين رأسه فاستدعى به واسأله عن ذلك فقال نعم فانتهره
ونهاه عن ذلك القول واخذ عليه ان لا يعود عليه فسألوا محق هذا ام مبطل قال
هو ملتبسٌ عليه وذلك انه اشهد ببصيرة نور الجمال ثم خرق من بصيرته الى بصره
منفذ فرآى ببصره بصيرته وبصيرته يتصل شعاعها بنور شهوده فظن ان بصره
رأى ما شهدته البصيرة فحسب وهو لا يدرى قال الله عز وجل مرج البحرين
يلتقيان بينهما برزخٌ لا يبغيان قالوا فدهش اهل المجلس من سماع هذا الكلام
وقام بعضهم ومزق ثيابه وخرج الى الصحرآء عريانا وقال رضى الله عنه ينبغى للفقير
ان يكون جوال الفكر دآئم الذكر كثير العلم كثير الحلم جميل البنان عنة قريب
المراجعة اوسع الناس صدراً واذكى الناس نفساً ضحكه تبسم واستفهامه
تعلم مذكر الغافل معلماً للجاهل لا يوذى من يوذيه ولا يخالط فيما لا يعنيه
ولا يشمت المصيبة ولا يتحدث بغيبة ودعاً عن المحرمات متوقفاً عن الشبهات
عوناً للغريب اباً لليتيم بشره فى وجهه وحزنه فى قلبه مشغولاً بفكره مسروراً بفقره
اعلى من الشهد واصلب فى الدين من الحديد لا يكشف سراً ولا يهتك ستراً
لطيف الحكمة حلو المشاهدة كثير الفائدة طيب المذاق حسن الاخلاق لين

الجانب طويل الصمت حليماً اذا جهل عليه صبوراً على من اساء اليه يبجل الكبير ويرحم الصغير امينا على الامانات بعيداً عن الخيانات العفة التقى وخلقه الحياء كثير الحذر قليل الذلل حركاته كلها ادب وكلماته عجب لا يذكر احداً بغيبة وقوراً صبوراً راضياً شكوراً قليل الكلام صادق اللسان لا سباب ولا نمام ولا عجول ولا حقود ولا حسود له لسان صفوان وقلب وقور وقول موزون وفكر لا يجول فيما كان ويكون فرضي الله عنه هذا وصفه وقال رضي الله عنه تفقه ثم اعتزل من عبد الله بغير علم كان ما يفسده اكثر مما يصلحه خذ معك مصباح شرع ربك من عمل بما علم اورثه الله علم ما لم يعلم اخبرنا جمع من المشائخ عن الشيخ ابي الرضا محمد بن احمد البغدادي المؤدب المعروف بالمفيد قال كنت كثيرا ما اتوهم من اساله عن شيء من صفات القطب فدخلت انا والشيخ ابو الخليل احمد بن اسعد بن وهب الهروي الى جامع الرصافة فوجدنا فيه الشيخ القدوة ابا سعيد القيلوي والشيخ القدوة علي بن الهيتي رضي الله عنهم فسألت الشيخ ابا سعيد القيلوي عن ذلك فقال الى القطب انتهت رياسته هذا الامر في وقته وعنده يحط رحال جلالة هذا الشان واليه يلقي امر الكون واهله في عصره قلت فمن هو في وقتنا هذا قال هو الشيخ محي الدين عبد القادر الجيلي رضي الله عنه فلم اتمالك ان وثبت ووثبوا كلهم ليحضروا مجلس الشيخ عبد القادر الجيلي ولا تقدم منا ولا تاخر وما منا الا من كان يشتهي ان يسمع منه شيئا في هذا المعنى فرأيناه يتكلم فلما استقر بنا المجلس قطع كلامه وقال اني لو اصف ان يبلغ وصف القطب ولا سلك في الحقيقة الا وله مأخذ مكين ولا درجة في الولاية الا وله فيه موطئ ثابت ولا مقام في النهاية الا وله فيه قدم راسخ ولا منازلة في المشاهدة الا وله منها مشرب هني ولا معراج الى مراقي الحضرة الا وله فيه مسرى علي ولا

امر في حكم في الملك والملكوت الا وله فيه كشف خارق ولا سر في عالم الغيب والشهادة الا وله اليه مطالعة ولا مظهر لوجود الا وله فيه مشاركة ولا فعل لقوي الا وله فيه مباطنة ولا نور الا وله منه قبس ولا معرفة الا وله فيها نفس ولا مجري تسابق الا وهو اخذ بغايته ولا مدى الواصل الا وهو مالك لنهايته ولا مكرمة الا وهو لها مخطوب ولا مرتبة الا وهو اليها مجذوب ولا نفس الا وهو فيه محبوب وهو حامل لواء العز ومنتضي سيف القدرة وحكم دست الوقت وسلطان جيوش الحب وولي عهد التولية والعزل لا يشقى به جليسه ولا يغيب عنه مشهوده ولا يتوارى عنه حاله لا مرمى فوق مرماه ولا مغشى فوق مغشاه ولا وجود اتم من وجوده ولا شهود اظهر من شهوده ولا اقتفاء للشرع اشد من اقتفائه الا انه كائن باين متصل منفصل ارضي سماوي ولولا ان جملته وتفصيله واوله واخره منطوي في حواشي تمكين المصطفى صلى الله عليه وسلم وممزوج رحيقه بتسنيم نسمات رعايته ومحصور محصله في قبضة امره اقبالاً وادباراً وجمعاً وتفرقة لحدق القدر شياج لحكمه ولو خلق لهذا الامر الذي اشير اليه لسان سمعتم وما ايتم عجائب وكل هذا انباء عنه رضي الله عنه عن حاله ومقامه ولهذا انشد بعده الابيات :

ما في الصبابة منهل مستعذب　　الا ولي فيه الالذ الاطيب

او في الوصال مكانة مخصوصة　　الا ومنزلتي اعز واقرب

وهبت لي الايام رونق صفوها　　فحلا مناهلها وطاب المشرب

وغدوت مخطوبا بكل كريمة　　لا يهتدى فيها اللبيب ويخطب

اصبحت لا املا ولا امنية　　ارجو ولا موعودة اترقب

انا من رجال لا يخاف جليسهم　　ريب الزمان ولا يرى ما يرهب

قوم لهم فی کل مجد رتبته — علوية وبكل جيش موكب

انا بلبل الافراح املاء دوحها — طربًا وفی العلياء باز اشهب

اضحت جيوش الحب تحت مشيئتی — طوعًا ومهما رمته لا تغرب

مازلت ارتع فی ميادين الرضا — حتّی وهبت مكانة لا توهب

اضحی الزمان كحلة مرقومة — تذهو ونحن لها الطراز المذهب

افلت شموس الاولين وشمسنا — ابدا علی افق العلی لا تغرب

ذکرِ وصالِ مبارک

سرکارِ غوث الاعظمؓ کی وفات حسرت آیات کا تذکرہ ہم کتاب المجالس سے نقل کر رہے ہیں۔ اس ضمن میں یہ روایت خاص طور پر قابلِ ذکر ہے کہ جناب غوث پاکؓ کے صاحبزادے حضرت شیخ عبدالوہابؒ نے مرض الموت میں آپ سے وصیت کرنے کی درخواست کی تو آپ نے فرمایا: بیٹا! تمہارے لیے تقویٰ بڑا ضروری ہے خدا کے بغیر کسی سے نہ ڈرو۔ کسی کے سامنے اپنی حاجت پیش نہ کرو کسی غیر سے امید نہ لگاؤ۔ ہمیشہ اپنی حاجات اللہ تعالیٰ سے طلب کرو۔ کسی دوسرے پر بھروسہ نہ کرو، نہ یقین کرو۔ اس کے علاوہ کوئی ذات، اعتماد کے لائق نہیں۔ التوحید، التوحید، التوحید! اسی بات پر ساری اُمت کا اجماع ہے۔

مرض الموت میں آپ نے ایک اور جگہ فرمایا: جب دل اللہ سے لگایا جائے تو کسی دوسرے سے کچھ نہ مانگو۔ یہی میری گفتگو کا مغز اور خلاصہ ہے۔ آپ نے مرض الموت میں اپنی اولاد کو فرمایا: میری چارپائی سے ہٹ جاؤ اگرچہ ظاہراً میں تم لوگوں سے ہمکلام ہوں مگر باطناً میں اور ہستی کے ساتھ ہوں۔ میرے اور تمہارے درمیان بہت بڑا فاصلہ ہے اور مخلوق اور میرے درمیان اتنی ہی دوری ہے جتنی زمین و آسمان کے درمیان ہوا کرتی ہے۔

مجھے دوسروں پر قیاس نہ کرو اور نہ ہی دوسروں کو مجھ پر قیاس کیا کرو۔ تمہارے بغیر بھی اس وقت دوسرے حضرات میرے پاس آ رہے ہیں مجلس میں ان کے لیے جگہ دو اور جگہ

کھلی کر دو اور اُن کے احترام کا خیال رکھو، چونکہ وہ رحمتِ خداوندی کے حامل ہیں اس لیے اُن کے لیے جگہ خالی کر دی جائے۔

آپ کی اولاد میں سے ایک اور بزرگ نے بتایا کہ مرض الموت کے وقت آپ کی زبان سے اکثر وعلیکم السلام نکلتا تھا اور فرماتے تھے: اللہ تعالیٰ مجھے اور آپ کو بخشے اور میری اور آپ کی توبہ قبول فرمائے، مجھے ملک الموت کی کوئی پروا نہیں۔ ملک الموت تو اسے تلاش کرے جسے موت سے ڈر ہو۔ اے ملک الموت! اسے تلاش کر کے لاؤ جو ہمارے لیے مقرر کیا گیا ہے۔ ان الفاظ کے بعد آپ نے زور سے نعرہ بلند کیا اور جان جانِ آفریں کے سپرد کر دی۔

آپ کی اولاد میں سے ایک نے آپ سے دریافت کیا کہ آپ کا کیا حال ہے؟ آپ نے فرمایا: کوئی شخص میرا حال دریافت نہ کرے اور نہ یہ پوچھے کہ اللہ تعالیٰ کا سلوک میرے ساتھ کیسا ہے۔

آپ کے صاحبزادے عبدالرزاق موسٰی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مرض الموت میں آپ کئی بار اپنا ہاتھ بڑھا کر وعلیکم السلام فرماتے اور کہتے: توبہ کرو اور ان کی صف میں شریک ہو جاؤ۔ میں تمہاری طرف آ رہا ہوں۔ اور پھر فرماتے: ذرا نرمی کرو، میں خود آ رہا ہوں۔ انہی باتوں میں آپ پر موت کی غنودگی طاری ہو گئی اور پھر لا الٰہ الا اللہ محمدٌ رسول اللہ کہا۔

آپ کے ایک اور صاحبزادے حضرت موسٰیؒ فرماتے ہیں کہ آپ نے بڑی صحت کے ساتھ اللہ اللہ اللہ تین بار فرمایا۔ اس کے بعد آپ ہمیشہ کے لیے چُپ ہو گئے۔ رضی اللہ عنہ۔

سلسلہ عالیہ قادریہ کے آداب

یہ چیزیں ہم نے بزرگانِ قادریہ کے معمولات اور تصانیف سے جمع کر دی ہیں اور بعض احوال ہم نے بزرگانِ سلسلہ قادریہ سے بچشمِ خود مشاہدہ کیے ہیں۔ ہمارے شیخ سید جمال اللہ جمال الدین ابوحامد

بن عبدالرزاق بن عبدالقادر بن محمد بن شمس الدین بن شاہ میر بن علی بن مسعود بن احمد بن الصفی بن عبدالوہاب بن شیخ الاسلام شیخ السمٰوٰت والارضین محی الدین عبدالقادر رضی اللہ عنہ الحسنی والحسینی نے ماہ شوال ۹۸۵ھ کو ہمیں بعض معمولات کی اجازت عنایت فرمائی اور اس میں ظاہری شریعت کا احترام مقدم فرمایا اور کلام اللہ اور سنتِ رسولِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر عمل کرنے کی تلقین فرمائی۔ ان بزرگانِ قادریہ نے ہمیشہ عقایدِ اہلسنت پر عمل کیا۔ ریاضتِ نفس، صبرِ جمیل، طلبِ مولیٰ، مصائب پر تحمل، لگاتار جدّ و جہد، علوم دینی کی پیاس، فقرا، کی مجلس، بادشاہوں سے اجتناب، اغنیاء سے دُوری، اللہ سے ہر وقت دُعا و التجا، شیطان کے مکر سے توبہ و استغفار، اللہ کی رحمت کا اُمیدوار، دل میں حزن و رقت، جولانیٔ فکر، اخوت و مودت، مساکین پر رحم، جُود و سخا کا اختیار کرنا، بخل سے پرہیز، تمام امور میں میانہ روی، فواحشات سے اجتناب، الحب فی اللہ والبغض للہ، امر بالمعروف، نہی عن المنکر، دین کے معاملات میں سختی سے پابندی، نزاعی امور کو چھوڑنا، طبیعت میں خوش مذاقی، احوال و کرامات کو ترک کر دینا، حکمِ قضا پر تسلیم خم کرنا، محبتِ شیخ میں غرق رہنا، اپنی توجہ شیخ میں لگائے رکھنا، تمام احوال میں جمعیتِ قلب کا اختیار کرنا، تمام اشیاء میں مشاہدۂ حق کرنا۔

کتبہ: محمد شریف بنگل

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم قال النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم من یرد اللہ بہ خیرا یفقہہ فی الدین

کتاب النکاح

العطایا النبویۃ فی الفتاوی الرضویۃ

تالیف لطیف

امام اہلسنت مجدد دین و ملت عظیم البرکت رفیع الدرجت محی السنۃ ماحی الفتنۃ شیخ الاسلام والمسلمین عمدۃ المتقین تاج الفحول المدققین غیظ المنافقین قالع اساس النجدیین قامع المرتدین سمو المکانۃ والمکان اعلیٰ حضرت مولٰنا الحاج القاری الشاہ محمد احمد رضا خان بریلوی قدس سرہٗ

حصہ اول

مکتبہ نبویہ ○ گنج بخش روڈ لاہور

ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَاءُ

هذان الكتابان المستطابان في مناقب القطب الربّاني والغوث الصمداني

النور الرحماني السرّ السبحاني القنديل النوراني سيدنا

الشيخ محي الدين ابي محمد عبد القادر الجيلاني رضي الله عنه

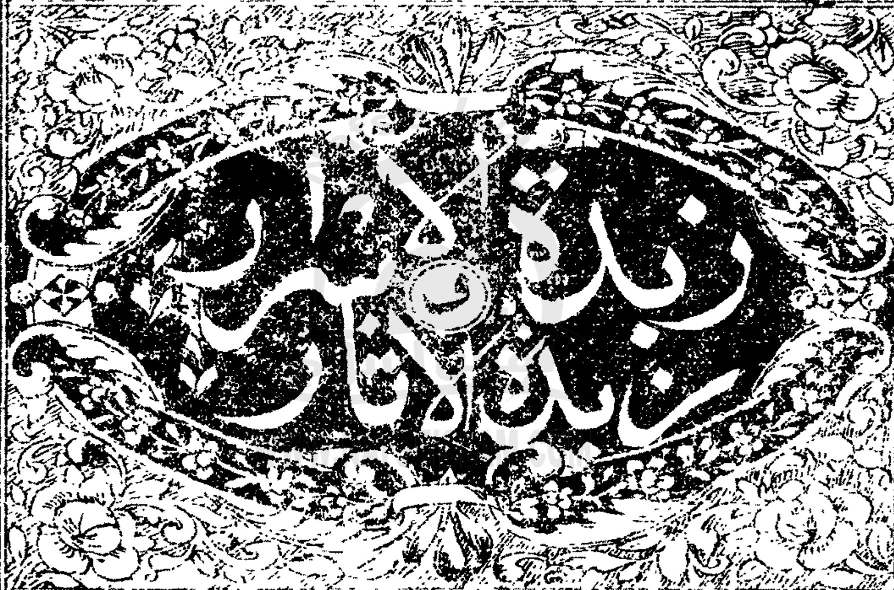

من تاليفات الشيخ العالم العامل الفاضل الكامل زبدة المحققين

وعمدة المحدثين العارف اولي ابي المجد مولانا الشيخ الاجل عبد الحق

المحدث المحقق الدهلوي القادري الشاذلي البخاري قدس الله سره العزيز

قد انطبعا في مطبع بكسلنك كمپني التجارية بمبئي

فهرست الكتاب المستطاب زبدة الاسرار في مناقب غوث الابرار وقطب الاخيار رضي الله عنه

زبدة الاسرار

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله الذي كشف لاوليائه ما لا يحيط بعلمه العقل والقياس واوصل محبيهم ومعتقديهم الى ما لا يمكن الوصول اليه لسائر الناس والصلوة على حبيبه المصطفى ورسوله المجتبى الذي لا يمكن العروج الى مراتب العلى الا بمتابعته فيما اتى فمن كان متابعته اكثر ففضله اعظم واوفر ان اكرمكم عند الله اتقكم وعلى آله واصحابه نجوم الهدى وعلى جميع متبعيه اهل الكرم والتقى اما بعد فهذه جملة من مناقب غوث الثقلين شيخ السموات والارضين شيخ الكل الشيخ محيي الدين ابي محمد عبد القادر الجيلي الذي قال مامورا من عند ربه قدمي هذه على رقبة كل ولي لله رضي الله عنه وعن جميع الاولياء ملتقطة من كتاب بهجة الاسرار مختصرة منتخبة محذوفة الاسانيد اختصارا للكلام واقتصارا على المرام والنية للكاتب الفقير اضعف عباد الله الباري عبد الحق ابن سيف الدين الدهلوي

البخاري في ذلك ان يكتب الله اسمه في صحيفة واصفيه ومحبيه ويجعله من
جملة مريديه ويعده في زمرة طالبيه ومعتقديه وهكذا حال المهجورين
عن تشريف القرب والوصال ان حرموا من مشاهدة المحبوب فلا اقل من
مطالعة اوصاف ذلك الجمال والمأمول من الله الكريم ان لا يجعلنا محرومين
من فضله العظيم انه جواد وبر رؤف رحيم ربنا تقبل منا انك انت السميع
العليم وها ان فضائل الشيخ رضي الله عنه ومناقبه خارجة عن حد الاحصاء
لا يمكن استيفاؤه بالاملاء وهذا الذي كتبناه قطرة من بحورها وشيء من جذورها
قال الامام الاجل الكبير شيخ الحرمين عبد الله اليافعي مناقبه جلية لا يسعها
اوراق الرياحين ولا يحملها اغصان البساتين ومراتبه علية لا يعثر عليها صناديد
العارفين ولا يحيط بها اساليب الواصفين لو زبرتها السنة الاقلام لقصرت
ولو نمقتها انملة الانام لاعيت وهذا كلام الامام حق لا شبهة فيه ونذكر عليه
دليلا وهو انه رضي الله عنه كان مظهرا للخوارق ومحلا للولاية من حين صباه
بل ومن اولاه والاخبار في ذلك كثيرة روي انه كان رضي الله عنه لا يرضع ثدي
امه في نهار رمضان وروي انه سئل عنه رضي الله عنه متى عرفت انك ولي
الله قال كنت وانا ابن عشر سنين اخرج من دارنا فاذهب الى المكتب وانظر
الملائكة يمشون حولي فاذا وصلت الى المكتب سمعت الملائكة تقول افسحوا
افسحوا لولي الله حتى يجلس وسنذكر امثاله في موضعها وقد بلغ عمره رضي الله

۳

عنه تسعين سنة وكانت كراماته متوالية وخوارقه دائمة في جميع احواله
كما روي عن الشيخ الجليل علي بن الهيتي رضي الله عنه انه قال ما رأيت احدا من
اهل زماني اكثر كرامات من الشيخ عبد القادر رضي الله عنه كان لا يشاء ان يرى
الرائي منه كرامة في اي وقت شاء الا رآها وكانت الخوارق تظهر احيانا منه
واحيانا به واحيانا فيه وروي عن الشيخ الكبير شهاب الدين عمر السهروردي
رحمة الله عليه انه قال كان الشيخ عبد القادر سلطان الطريق المتصرف في
الوجود على التحقيق وكانت له اليد المبسوطة من الله في التصريف والفعل
الخارق الدائم ونقل عن الشيخ ابي سعيد احمد بن ابي بكر الحريمي والشيخ ابي عمرو
عثمان الصريفيني كانت كراماته كالعقد المنضد بالجواهر يتبع بعضها بعضا
وكان الرجل منا لو اراد ان يعد منها كل يوم اشياء لفعل ونظر الى ما يبلغ
عدد خوارقه في مدة تسعين سنة مع اتصالها ودوامها وهذا في الخوارق
وتفاصيل مناقبه ونعوت كماله العلمية والعملية واخلاقه وافعاله واحواله في البداية
والنهاية باقية بعد فاذن لا شك في بلوغ مناقبه وكراماته مبلغا لا يعد
ولا يحصى يقينا لا تخمينا وهذا كله يفيد كثرتها بحسب الكمية واما عظمها بحسب
الكيفية فيظهر في اثناء البيان ولكنهم ذكروا شيئا مما ثبت عندهم من الروايات
الصحيحة من العدول والثقات من اكابر المشائخ واقطاب الوقت مما لا يتطرق
اليه شيء من الشكوك والشبهات ولذا قال الامام اليافعي كراماته بلغت حد

من الشيوخ وقرأ عليه الشيخ ابراهيم الحكري وغيره وتصدى للاقراء بالجامع الازهر من القاهرة وتكاثر عليه الناس لاجل الفوائد والتحقيق

التواتر ومعلوم بالاتفاق ما بلغ مثلها من احد من شيوخ الآفاق وقد سمعنا
من بعض العلماء انه قد رأى نحوا من اثني عشر كتابا في مناقبه وكتاب بهجة الاسرار
الذي نقلنا هذه الجملة منه واحد منها وقد تركنا كثيرا مما ذكر فيه ايضا فهذا
المقدار يكفي للطالب والكتاب المذكور مشتمل على مناقبه رضي الله عنه ومناقب
بعض المشائخ المحترمين له والمعظمين لشانه رضي الله عنه من المتقدمين عليه
زمانا المخبرين بظهوره وعلو مكانه والمعاصرين له المعترفين بفضله والمنقادين
لامره ونحن اقتصرنا على ما صدر عنهم في احترامه فمن اراد الاطلاع على مناقبهم
واوصافهم فعليه به وبهجة الاسرار من تصنيف الشيخ الامام الاجل الفقيه
العالم المقري الاوحد البارع نور الدين ابي الحسن علي بن يوسف الشافعي
اللخمي وبينه وبين الشيخ رضي الله عنه واسطتان وهو داخل في بشارة قوله
رضي الله عنه طوبى لمن رآني ولمن رأى من رآني ولمن رأى من رأى من رآني

وله في مدحه رضي الله عنه

شعر

عبد له فوق المعالي رتبة ... وله الماجد والفخار الافخر

وله الحقائق والطرائق في الهدى ... وله المعارف كالكواكب تزهر

وله الفضائل والمكارم والندى ... وله المناقب في المحافل تنشر

وله التقدم والتعالي في العلا ... وله المراتب في النهاية تكثر

غوث الورى غيث الندى نور الهدى ... بدر الدجى شمس الضحى بل انور

سند قول حضرت

قطع العلوم مع العقول فاصبحت	اطوارها من دونها تتحير
ما فی علاه مقالة لمخالف	فمسائل الاجماع فيه تسطر

والآن نشرع فی المقصود حامداً لله اولاً وآخراً ومصلياً علی نبيه وآله ظاهراً وباطناً ومنه التوفيق ذِكرُ قوله رضي الله عنهُ قدمي هٰذه علی رقبة كل ولي لله وكونه مأموراً فيه واخبار المشائخ المتقدمين به والانقياد المعاصرين له فيه ووضع رقابهم حين قاله شرقاً وغرباً حاضراً وغائباً واحترامهم له رضي الله عنه فی هٰذا القول اخبر جمع من المشائخ والفقهاء آخرهم الشيخ ابو محمد الشنبكی البطائحی الحدادي عن الشيخ ابی بكر بن هوار البطائحی رضي الله عنهم انه جری فی مجلسه يوماً بين اصحابه ذكر احوال الاولياء ثم قال سوف يظهر بالعراق رجل من العجم عالی المنزلة عند الله وعند الناس اسمه عبد القادر ومسكنه بغداد يقول قدمي هذه علی رقبة كل ولي لله ويدين له الاولياء فی عصره ذلك الفرد فی وقته واخبر كثير من المشائخ آخرهم الشيخ الامام ابو يعقوب يوسف بن ايوب الهمدانی قال سمعتُ شيخنا الشيخ ابا احمد عبد الله بن علی بن موسی الجونی الملقب بالجفی يقول اشهدت انه سيولد بارض العجم مولود له مظهر عظيم بالكرامات وقبول تام عند الكافة ويقول قدمي هٰذه علی رقبته كل ولی لله ويندرج الاولياء فی زمانه تحت قدمه ذلك الذی شرف به زمانه وبه ينتفع من رآه

٦

واخبر جمعٌ من المشائخ عن الشيخ عقيل المنبجي وهو احد الاربعة الذين قال فيهم
الشيخ علي القرشي رضي الله عنه رأيت اربعة من المشائخ يتصرفون في قبورهم
كتصرف الاحياء الشيخ عبد القادر والشيخ معروف الكرخي والشيخ عقيل المنبجي
والشيخ حيات بن قيس الحراني رضي الله عنهم وروي انه سئل يوما عن القطب
في ذلك الوقت فقال هو في وقتنا هذا بمكة خفيّ لا يعرفه الا الاولياء وسيظهر
واشار الى العراق فتى عجمي شريف يتكلم على الناس يعرف كراماته الخاص والعام
وهو قطب وقته يقول قدمي هذه على رقبة كل ولي لله ويضع الاولياء رقابهم
ولو كنت في زمانه لوضعت له راسي ذلك الذي ينفع الله به من صدّق بكراماته من
سائر الناس واخبر جمعٌ من المشائخ اخرهم الشيخ عبد الرحمن الطفسونجي قال كان
الشيخ عبد القادر ياتي وهو شاب الى زيارة شيخنا تاج العارفين ابي الوفا
فحين يراه ابو الوفا ينهض له ويقول لمن حضره قوموا لولي الله وربما قال
في وقتٍ من لم يقم فليقم لولي الله وقال يوما يا عبد القادر اذا جاءك وقت
فاذكر هذه الشيبة واخذ بكريمته يا عبد القادر كل ديك يصيح ويسكت وديكك
يصيح الى يوم القيامة فلما تكرر ذلك منه قال له اصحابه في ذلك قال
لهذا الشاب وقتٌ اذا جاء افتقر اليه الخاص والعام وكاني اراه قائلا على
رؤس الاشهاد وهو محق قدمي هذه على رقبة كل ولي لله فتواضع له رقاب
الاولياء فمن ادرك منكم ذلك الوقت فيلزم خدمته واخبر المشائخ اخرهم

الشيخ العالم شهاب الدين ابو حفص عمر السهروردي عن الشيخ ابي النجيب
عبد القاهر السهروردي انه قال كنت عند الشيخ حماد يقول بعد قيام الشيخ
عبد القادر لهذا العجمي قدم تعلو في وقتها على رقاب الاولياء في ذلك الوقت
وليؤمرن ان يقول قدمي هذه على رقبة كل ولي لله وليوضعن له رقاب
الاولياء في زمانه والاخبار في اخبار المشائخ عنه كثيرة واخبر جمع من المشائخ
آخرهم الشيخ ابو البركات بن صخر عن الشيخ عدي بن مسافر وهو الذي قال
رضي الله عنه في حقه لو كانت النبوة تنال بالمجاهدة لنالها يحيى بن مسافر
وكان رضي الله عنه يثني عليه كثيرا وشهد له بالسلطنة انه ساله اعلمت ان
احدا من المشائخ المتقدمين قال قدمي هذه رقبة على كل ولي لله غير الشيخ
عبد القادر قال لا قلت فما معناها قال هي مفصحة عن مقام الفردية في وقته
قيل له فلكل وقت فرد قال لم يؤمر احد منهم ان يقول هذا القول سوى الشيخ
عبد القادر رضي الله عنه قلت أمر بقولها قال بلى قد أمر وانما وضع الاولياء
كلهم رؤسهم لمكان الامر الا ترى الى ان الملائكة لم يسجدوا لادم الا لورود الامر
عليهم بذالك واخبر المشائخ عن الشيخ ابي سعيد القيلوي انه قيل له هل قال
الشيخ عبد القادر رضي الله عنه قدمي هذه على رقبة كل ولي لله بامر قال
بلى قالها بامر لا شك فيه وهي لسان القطبية ومن الاقطاب في كل زمان من
يؤمر بالسكوت فلا يسعه الا السكوت ومنهم من يؤمر بالقول وهو الاكمل في مقام القطبية لانه

لِسان الشعاعر واخبر المشائخ عن الشيخ احمد الرفاعي انه سئل هل قال الشيخ
عبد القادر رضي الله عنه قدمي هذه بامر او بلا امر قال بل قالها بامر و
اخبر المشائخ عن الشيخ علي بن الهيتي اخرهم الشيخ العارف ابو محمد علي بن
ادريس اليعقوبي قال لما قال الشيخ عبد القادر رضي الله عنه قدمي هذه
الى اخره صعد سيدي علي بن الهيتي رضي الله عنه اليه فوق الكرسي
واخذ قدمه ووضعها على عنقه ودخل تحت ذيله قال اصحابه في ذلك
لما فعلت فقال لانه امر ان يقولها واذن له في عزل من انكرها عليه
من الاولياء فاردت ان اكون اول من سارع الى الانقياد له والشيخ علي بن
الهيتي احد الاربعة الذين كانت مشائخ العراق يسمونهم البروءة على
انهم يبرئون الاكمه والابرص وهم الشيخ عبد القادر الجيلي والشيخ علي
بن الهيتي والشيخ بقا بن بطو والشيخ ابو سعيد القيلوي رضي الله تعالى عنهم
اخبر جمع من المشائخ منهم الشيخ ابو الثناء محمود بن احمد الكردي
والشيخ بقا بن بطو والشيخ ابو سعيد القيلوي والشيخ عدي بن مسافر والشيخ
علي بن الهيتي والشيخ احمد الرفاعي وغيرهم نحوا من خمسين شيخا اخبروا في
اوقات متفرقة قالوا احضرنا المجلس الذي قال الشيخ عبد القادر فيه قدمي
هذه على رقبة كل ولي لله وكان حاضرا نيف وخمسون شيخا من اكابر العراق
وحنوا كلهم رقابهم ووضع الشيخ علي بن الهيتي قدمه على عنقه ثم بلغنا

9

صدق الشیخ الجلیل ... رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم ...

عن المشائخ المتفرقين فی الامصار الذین لم یحضروه فی ذلک الوقت انهم مدوا اعناقهم واخبروا عنه بما قال ولم یبلغنا عن احد منهم انه انکر علیه.

واخبر جمع من المشائخ عن الشیخ ابی سعید القیلوی انه قال لما قال الشیخ عبد القادر رضی الله عنه قدمی هذه علی الخ تجلی الحق عز وجل علی قلبه وجاءته خلعة من رسول الله صلی الله علیه وسلم علی ید طائفة من الملائکة المقربین البسها بمحضر من جمیع الاولیاء من تقدم منهم او تاخر الاحیاء باجسادهم والاموات بارواحهم وکانت الملائکة و رجال الغیب حافین بمجلسه و واقفین فی الهواء صفوفا حتی انسد الافق بهم ولم یبق ولی فی الارض حتی حنا عنقه.

واخبر جمع من المشائخ عن الشیخ بقا بن بطو انه لما قال الشیخ عبد القادر رض قدمی هذه الخ قالت الملائکة صدقت یا عبد الله والشیخ بقا بن بطو من کبار المشائخ ومن الاربعة المسماة بالعروة **وروی** انه کان رضی الله عنه یزور الشیخ بقا فی ابتداء امره فیرعد ویرمی الدم من هیبته ثم بعد سنة واحدة صار الشیخ بقا بن بطو یزوره رضی الله عنه فیرعد من هیبته ویرمی الدم ذلک فضل الله یؤتیه من یشاء واخبر المشائخ عن الشیخ مکارم رضی الله عنه اشهد نی الله عز وجل فی هذا الیوم انه لم یبق احد ممن عقد له لواء الولایة فی اقطار الارض ادناها واقصاها الا شاهد علم القطبیة محمولا بین یدیه یعنی الشیخ عبد القادر رضی الله عنه وتاج الغوثیة علی راسه

ورأي عليه خلعة التصريف العام النافذ في الوجود واهليته ولاية وعزل
معلمة بطراز الشريعة والحقيقة وسمعته يقول قدمي هذه على رقبة كل ولي
لله ووضع رأسه وذل قلبه له في وقت واحد حتى الابدال العشرة خواص
المملكة سلاطين الوقت قالوا ومنهم قال الشيخ بقا بن بطو والشيخ ابو سعيد
القيلوي والشيخ علي بن الهيتي والشيخ عدي بن مسافر والشيخ موسى الزولي
والشيخ احمد الرفاعي والشيخ عبد الرحمن الطفسونجي والشيخ ابو محمد القاسم بن
عبد الله البصري والشيخ حياة بن قيس الحراني والشيخ ابو مدين المغربي فقال
الحاضرون صدقت **واخبر** المشائخ عن الشيخ خليفة الاكبر وكان كثير الرؤيا
لرسول الله صلى الله عليه وسلم انه قال رأيت رسول الله صلى الله عليه وسلم
فقلت له قد قال الشيخ عبد القادر قدمي هذه على رقبة كل ولي لله فقال
صدق الشيخ عبد القادر وكيف لا وهو القطب وانا ارعاه **واخبر** جمع من
المشائخ عن الشيخ لؤلؤ القطب المخاطب على الانفاس وكان بمكة يومئذ شرفها
الله فرأوا من حاله مع الله عز وجل بالوبر في زمانه من احد فقالوا في انفسهم
الى من ينتسب من المشائخ فقال مسابقا لخواطرنا شيخي الشيخ عبد القادر الذي
قال قدمي هذه الخ ووضع ثلثمائة وثلثة عشر ولي لله عز وجل رؤسهم في
جميع افاق الارض منهم في ذلك الوقت بالحرمين الشريفين سبعة عشر
رجلا وبالعراق ستون رجلا وبالعجم اربعون رجلا وبالشام ثلثون رجلا وبمصر

عشرون رجلاً وبالمغرب سبعة وعشرون رجلاً وبالمشرق ثلثة وعشرون
رجلاً وبالحبشة احد عشر رجلاً وبسد ياجوج وماجوج سبعة رجال وبوادي
سرانديب سبعة رجال وبجبل قاف سبعة واربعون رجلاً وبجزائر البحر المحيط
اربعة وعشرون رجلاً **واخبر** جمع من المشائخ عن الشيخ ابي محمد القاسم
بن عبد الله البصري انه قال لما أمر الشيخ عبد القادر رضي الله عنه ان يقول قدمي
هذه رأيت الاولياء في المشرق والمغرب واضعين رؤسهم الا رجلاً بارض
العجم فانه لم يفعل فتوارت حاله في وقته **واخبر** المشائخ عن الشيخ احمد بن
الرفاعي انه كان يوماً جالساً في الرواق مختاراسه وقال على رقبتي فساله من بدله
عليه فقال قد قال الشيخ عبد القادر الآن ببغداد قدمي هذه فارخنا ذلك الوقت
فكان كما قال في ذلك الوقت بعينه **واخبر** المشائخ عن الشيخ عبد الرحمن الطفسونجي
انه حنا عنقه يوماً بين اصحابه بطفسونج وقال على راسي فسألناه فقال قد قال الشيخ عبد القادر
ببغداد قدمي هذه فارخنا ذلك عندنا ثم جاء الخبر انه قال في ذلك اليوم الذي ارخناه **و
اخبر** المشائخ عن الشيخ رغيب الرحبي رضي الله عنه قال حنا الشيخ رسلان
الدمشقي في الوقت الذي قال فيه الشيخ عبد القادر رضي الله عنه ببغداد
قدمي هذه الخ **واخبر** اصحابه بذلك وقال لله در من شرب من بحار القدس
وجلس على بساط المعرفة شاهد سره تعظيم الربوبية واجلال الاحدية
فتلاشى وصفه في وجود الكبرياء وفني وجوده عند معاينة الهيبة فنشر

عليه رداء الأنس وسما في مراقي العناية حتى بلغ مقام القرار وهبّ على روحه
نسيمات روح الازل فنطق بالحكم من معادن الانوار وامتزج بسويداء سرّه
مكنون الاسرار فهو في الحضور ما صحي وفي الصحو ما محي واقف بالحياء منبسط بالادب
متكلم بالتواضع مدلل بالافتقار مقرب بالتخصيص مخاطب بالاكرام فعليه من
ربّه افضل تحية وسلام فقيل هل في الوجود اليوم احد هذا وصفه قال الشيخ
عبد القادر سيدهم **قال** ابو يوسف الانصاري وسمعت الشيخ رغيب الرحبي
يقول عقيب هذا الكلام كان الشيخ عبد القادر هو القطب العالي والفرد السامي
اليه انتهت رياسة علوم المعارف وله سلّمت ازمّة معالم الحقايق كان سيّد
البزاة الشهب من العارفين وقايد ركب المحبين الصادقين من الواصلين كان
سمته يحلل العقول هيبة ووقارا وصمته يكسو القلب جلالا وانوارا ونطقه
يحصّل ما في الصدور وانفاسه يبعثر ما في القبور وانواره اضاءت بها اركان
الطريق رضي الله عنه **ولقد** رحم الله تعالى به محبّه ومتبعه ورفيقه رضي الله
عنهم اجمعين **واخبر** جمع من المشائخ عن الشيخ ابي مدين شعيب رضي الله عنه
انه مدّ عنقه يوما بين اصحابه بالمغرب وقال وانا منهم اللهم اني اشهدك و
اشهد ملائكتك اني سمعت واطعت فسأله اصحابه فقال قد قال الشيخ عبد
القادر الآن ببغداد قدمي هذه **واخبر** المشائخ عن الشيخ عبد الرحيم المغربي
انه مدّ عنقه بفناء وقال صدق الصادق قيل ومن هو قال الشيخ عبد القادر قد قال

الآن ببغداد قدمي هذه وتواضع له رجال المشرق والمغرب فاتخذ ذلك
ثم بان الامر كذلك والاخبار في هذا المعنى كثيرة جدا **واخبر** الفقهاء والمشائخ
عن الشيخ ابي النجيب السهروردي رضي الله عنه انه حضر مجلس الشيخ عبد القادر
رضي الله عنه فقال الشيخ عبد القادر قدمي هذه الخ فطأطأ الشيخ ابو النجيب
السهروردي راسه حتى كادت تبلغ الارض وقال على راسي على راسي على راسي
ثلثا **واخبر** عن الشيخ عثمان بن مرزوق والشيخ ابي الكرم ان الشيخ عثمان
بن مرزوق والشيخ ابا الكرم اتيا من مصر الى بغداد لزيارة مشائخنا فحضرا
مجلس الشيخ عبد القادر وفيه يومئذ اجلاء مشائخ العراق فقال الشيخ قدمي
هذه الخ فمد جميع الحاضرين اعناقهم ووضع الشيخ عثمان بن مرزوق راسه و
كذلك الشيخ ابو الكرم فلما انصرف الناس قال الشيخ ابو الكرم لم يبق في الارض
ولي لله حتى فعل كما فعل الحاضرون الا رجلا باصفهان فانه لم يفعل فسلب
عنه حاله **واخبر** جمع من المشائخ اخرهم الشيخ ابو القاسم البطائحي الحداد
قال اتيت الى جبل لبنان لازور من فيه من الصالحين وكان فيه يومئذ رجل
من اصبهان يقال له الشيخ عبد الله الجبلي لطول اقامته في جبل لبنان فاتيته
وجلست اليه وقلت يا سيدي كم لك ههنا قال ستون سنة قلت اي شيء
مركب ههنا من العجائب قال كنت ههنا يوما فرأيت اهل الجبل في ليلة مقمرة
يجتمع بعضهم الى بعض ويطيرون في الهواء الى جهة العراق جماعة بعد اخرى

فقلت لصاحبي الى اين تذهبون قال امرنا الخضران نأتي بغداد فنحضر بين
يدي القطب قلت ومن هو قال الشيخ عبد القادر فاستاذنته المسير معه
قال نعم فسرنا في الهواء فلم يكن الا يسيرا حتى اتينا بغداد فاذا هم بين يديه صفوفا
واكابرهم يقولون له يا سيدنا وهو يامرهم بالامر فيبتدرون الى امتثاله ثم
يامرهم بالانصراف فرجعوا من بين يديه قهقرى حتى استعلوا في الهواء سائرين
وانا معهم فقلت لصاحبي ما رأيت كالليلة في ادبكم بين يديه واسراعكم الى
امتثال امره فقال يا اخي وكيف لا وهو الذي قال قدمي هذه على رقبة كل
ولي لله وقد امرنا بطاعته **واخبر** المشائخ آخرهم ابو الثناء محمود بن احمد
الكردي رضي الله عنه قال كانت تحية الاولياء والابدال والاوتاد للشيخ عبد القادر
حين يحضرون عنده بعد ان قال قدمي هذه على رقبة كل ولي لله ان يقولوا
السلام عليك يا ملك الزمان ويا امام المكان يا قائما بامر الله ويا وارث كتاب
الله ويا نائب رسول الله ويا من السماء والارض مائدته واهل وقته كلهم عائلته
يا من ينزل القطر بدعوته ويدر الضرع ببركته رضي الله عنه **واخبر**
المشائخ عن قضيب البان الموصلي وكان حاله من الاعاجيب كما يظهر مما نقل
من مناقبه في البهجة وقال رض فيه هو ولي مقرب عند الله انه سئل عنه هل
رأيت مثل الشيخ عبد القادر قال لا كانت الاولياء والابدال والغيبيون لا يحضرون
عنده بعد ان قال قدمي هذه الخ الا ورؤسهم منكسة هيبة له **واخبر**

المشائخ عن الشیخ العالم الربانی ابی النجیب عبد القاهر السهروردی قال کنت عند
الشیخ حماد الدباس ببغداد وکان الشیخ عبد القادر رضی الله عنه عنده فتکلم
الشیخ عبد القادر بکلام عظیم فقال الشیخ حماد یا عبد القادر لقد تکلمت العجیب
اما تخاف ان یمکر الله بک فوضع الشیخ عبد القادر کفه علی صدر الشیخ حماد وقال
له انظر بعین قلبک ما فی کفی مکتوبا فنهی الشیخ حماد سهوة ثم رفع الشیخ عبد القادر
کفه عن صدر الشیخ حماد فقال الشیخ حماد قرأت فی کفه انه اخذ من الله سبعین
موثقا ان لا یمکر به قال قال الشیخ حماد لا باس بعدها لا باس بعد هاذلک فضل الله
یؤتیه من یشاء والله ذو الفضل العظیم **واخبر** من المشائخ عن الشیخ عدی
بن مسافر والشیخ احمد بن الرفاعی انه قدم علی الشیخ عدی بن مسافر تلمیذ فقال
له من این انت فقال من بغداد من اصحاب الشیخ عبد القادر فقال بخ بخ ذلک
قطب الارض الذی وضعت ثلثمائة ولی لله وسبعمائة غیبی ما بین جالس فی
الارض ومار فی الهواء اعناقهم له فی وقت واحد حین قال قدمی هذه الخ قال
فعظم ذلک عندی ثم بعد مدة اتیت ام عبیدة لازور الشیخ احمد بن الرفاعی
رضی الله عنه فذکرت له ما سمعته من الشیخ عدی فی ذلک فقال صدق الشیخ
عدی **واخبر** جمع من المشائخ من الشیخ ماجد الکردی والشیخ مطر البادرانی
انهم لما زاروا الشیخ ماجد قالوا اکرمنا واقمنا عنده ایاما فلما استاذناه فی
السفر قال ازودکم بما تنقلوه عنی لما قال الشیخ عبد القادر رضی الله عنه قدمی

هذه

هذه الخ لم يبق ولي لله في الارض في ذلك الوقت الا خرج عنقه تواضعا له

واعترافا بمكانه ولم يبق نادٍ من اندية صالحي الجن في ذلك الوقت الا وفيه

ذكر ذلك وقصد ثم وفود صالحي الجن من جميع الآفاق مسلمين عليه

وتائبين على يديه وازدحموا في بابه قالوا ودعناه واتينا بادرنا لزيارة الشيخ

مطرو في انفسنا اعظام ما سمعناه من الشيخ ماجد فلما دخلناه رحب

بنا و **قال** صدق اخي الشيخ ماجد فيما اخبركم به عن الشيخ عبد القادر رضي

الله عنه **واخبر** المشائخ عن الشيخ حياة بن قيس الحراني رضي الله عنه

انه جاء رجل اليه وساله ان ياخذ عليه العهد فقال انت عليك وسم غيري

قال قد تسميت للشيخ عبد القادر لكن لم آخذ له خرقة من احد قال قد عشنا زمانا

مديدا في ظل جاه الشيخ عبد القادر رضي الله عنه وشربنا كؤوسا هنيئة من

مناهل عرفانه ولقد كان النفس الصادق يصعد زعقة فيستطير شعاع نوره في

الآفاق استطارة النور في الآفاق فيقتبس منه الاسرار اصحاب الاحوال على قدر

مراتبهم ولما اتاه الامر بقوله قدمي هذه زاد الله تعالى للاولياء نورا في قلوبهم

وبركة في علومهم وطولا في احوالهم ببركة وضعهم رؤسهم وقد مضى الى الله سبحانه في

حلية السابقين مع النبيين والصديقين والشهداء والصالحين رضي الله تعالى

عنه وعن جميع اوليائه وصلى الله تعالى على سيدنا محمد واله اجمعين

ذكر احترام المشائخ له مطلقا منها ما نقل عن الشيخ القدوة ابي محمد

الشنبكي رضي الله عنه انه قال كان شيخنا ابو بكر بن هوار البطايحي يذكر الشيخ عبد القادر
الذي سوف يظهر في العراق وسط القرن الخامس وينص على فضله وما
كان علي به يجاوز مسمعي ثم كوشف لي بمقامات الاولياء فاذا هو في صدورهم
وكوشف بمقامات الاقطاب فاذا هو في صدورهم وكوشف بمراتب المقربين
فاذا هو من اعلاهم وكوشف باطوار المكاشفين فاذا هو من اجلهم وهو ممن يقتدى
بافعاله واقواله وسوف يرفع الله تعالى خلقا من عباده الى الدرجات العلا
وهو ممن يباهي الله سبحانه به الامم يوم القيمة رضي الله عنه **ومنها** ما نقل
عن الشيخ عزاز البطايحي رضي الله عنه في سنة سبع وثمانين واربعمائة يقول
قد دخل بغداد شاب عجمي شريف اسمه عبد القادر سيبرز في هيبة المقامات
ويظهر في جلالته الكرامات ويسطو بعزة الحال ويعلو في رفعة المجد ويسلم
اليه الكون وجميع من فيه من الفاضل والمفضول مدة وله قدم راسخ في التمكين
يقدم بها في القدم ويد بيضاء في الحقايق امتاز بها في الازل ولسان بين يدي
الله في حضرة القدس وانه من ارباب المراتب التي فاتت كثيرا من الاولياء رضي
الله عنه **ومنها** ما نقل عن الشيخ منصور البطايحي انه ذكر عنده الشيخ عبد القادر
رضي الله عنه وهو شاب يومئذ فقال سياتي زمان يفتقر اليه فيه ويعلو منزلته
بين العارفين ويموت وهو احب اهل الارض الى الله ورسوله في ذلك الوقت
فمن ادرك منكم ذلك الوقت فليعرف حرمته وليعظم امره رضي الله عنه **ومنها**

ما نقل

مانقل عن الشيخ حماد الدباس رضي الله عنه انه ذُكر عنده وهو شابٌ رأيت
على رأسه علمين للولاية وقد نصب له من البهموت الاسفل الى الملكوت
الاعلى وسمعت الشاويس تصيح له في الافق الاعلى بالقاب الصدبقين وكان تقول
له إذا دخل عليه مرحبا بالجبل الراسخ والطود المنيف الذي لا يتحرك
وقال له انت سيد العارفين في زمانك **ومنها** مانقل عن الشيخ عقيل المنبجي رضي
الله عنه انه قال حين قيل عنده قد اشتهر ببغداد شاب عجمي شريف اسمه
عبد القادر فقال الشيخ وان امره في السماء اشهر منه في الارض ذلك الفتى الرفيع
العلا المدعو في الملكوت بالباز الاشهب وسينفرد في وقته ويرد اليه الامر
ويصدر عنه **ومنها** مانقل عن الشيخ ابي يعز المغربي انه جاء بعض الاصحاب
اليه يستاذنه في المسير الى بغداد فقال اذا اتيت بغداد فلا يفوتك رؤية رجل
بها شريف عجمي اسمه عبد القادر فاذا رايته سلم عليه مني واساله لي الدعاء وقل
له لاتنسل بالعوز عن قلبك فانه والله لم يخلق في العجم مثله ولا يرى في العراق
مثله ان المشرق باسرها ليفضل على المغرب به وان محله ونسبه قد ميزام عن
الاولياء تميزا واضحا **ومنها** ماقال الشيخ عدي بن مسافر حين قدم اليه
الشيخ ابو القاسم عمر البزاز من عنده رضي الله عنه بالاستيذان ياعمر تركنا البحر
المحيط وجئت الى الساقية ياعمر الشيخ عبد القادر مالك ازمة الاولياء
كلهم وقائد ركب المحبين باسرهم في هذا العصر **ومنها** مانقل عن الشيخ ابي

عبد الله محمد القرشي انه قال الشيخ عبد القادر سيد أهل زمانه اما الاولياء

فهو اعلاهم واكملهم واما العلماء فهو اورعهم وازهدهم واما العارفون

فهو اعلمهم واتمهم واما المشائخ فهو امكنهم واقدرهم **ومنها** ما نقل عن الشيخ

ابي سعيد القيلوي حين سئل عن صفات القطب فقال الى القطب انتهت

سياسة هذا الامر في وقته وعنده تحط رحال جلالة هذا الشان واليه يلقى

(انداخته میشود ۱۲)

امر الكون واهله في عصره قيل فمن هو في وقتنا هذا قال هو الشيخ عبد القادر

الجيلي **ومنها** ما نقل عن الشيخ خليفة النهر ملكي ان الشيخ عبد القادر قد قلد الامر

في الاولياء والابدال ومن دونهم تقليدا عاما احوالهم اسرارهم وما نظر الى جهة

من جهات الارض الا خاف سكان ذلك القطر الى اقصى الارض مشرقا كان او

مغربا من هيبة نظرته يرجون الزيادة من بركة نظره ويخافون سلب احوالهم

من سطوة هيبته **ومنها** ما نقل عن الشيخ ابي البركات بن صخر الاموي

انه قال اخذ الشيخ محي الدين عبد القادر العهد على كل ولي في زمانه ان لا

يتصرف بحاله في ظاهر وباطن الا باذنه وهو ممن له الكلام في حضرة القدس

المطهرة باذن الله وممن اعطي في الاكوان التصريف بعد موته كما كان له

قبل موته **ومنها** ما نقل عن الشيخ ابي محمد القاسم بن عبد البصري انه

لما سأل ابا العباس الخضر عليه السلام عنه رضي الله عنه قال هو فرد

الاحباب وقطب الاولياء في هذا الوقت وما اوصل الله تعالى وليا الى مقام الا

الا

وكان للشيخ عبد القادر رضي الله عنه اعلاه ولا سقى الله حبيبا كاسا الا ودّ

للشيخ عبد القادر راحمناه ولا وهب الله تعالى لمقرب حالا الا وكان للشيخ عبد القا

اجله وما اتّخذ الله وليّا كان او يكون الا وهو متأدب مع الله في سرّه مع الشيخ

عبد القادر الى يوم القيمة **ومنها** ما نقل عن الشيخ ابي مدين رضي الله عنه

انه قال لقيت ابا العباس الخضر منذ ثلثة اعوام فسالته عن مشائخ المشرق والمغرب

وسالته عن الشيخ عبد القادر فقال هو امام الصدّيقين وحجّة على العارفين

وهو روح في المعرفة وشانه الغربة بين الاولياء ولم يبق بينه وبين الحق

الا نفس واحد ومراتب الاولياء كلهم من وراء ذلك النفس وانا اصدق مراتب

الاولياء من وراء اشارته قال وما سمعته قال مثل هذا في حق غيره رضي الله

عنه **ومنها** ما نقل عن الشيخ ابي سعيد احمد بن ابي بكر الحريمي والشيخ ابي عمر

وعثمان الصريفيني انهما قالا والله ما اظهر الله سبحانه ولا يظهر الى الوجود من

الاولياء مثل الشيخ عبد القادر كانت كراماته كالعقد المنضدة بالجواهر تتبع

بعضها بعضا وكان الرجل منا لو اراد ان يعدّ منها كل يوم اشياء لفعل **وقد**

اشتهر هذا القول من هذين الشيخين في مشائخ عصرهما وتقاولوا فيه فاستقر

رأيهم على انه لو لم يكن لهم عليه دليل لما حكموا بذلك موكدا بالقسم **ومنها**

ما نقل عن الشيخ ابي سعود احمد بن ابي بكر الحريمي العطار انه قد جاء الشيخ

علي بن الهيتي رضي الله عنه مرة الى زيارة شيخنا محي الدين عبد القادر رض

فوجدنا تماً فاردنا ان نوقظه فمنعنا الشيخ علي ثم قال والله والله والله ثم اشهد عند الله انه ما كان في الحواريين مثل الشيخ عبد القادر فلما استيقظ رضي الله عنه خرج وقال انا محمدي والحواريون عيسويون ثم تكلم رضي الله في المعارف فقال الشيخ علي ما ياتي احد بعد الشيخ عبد القادر يتكلم بمثل هذا الكلام **ومنها** ما نقل عن الشريف ابي عبد الله بن الشيخ ابي العباس بن الخضر عبد الله الحسيني الموصلي قال سمعت ابي يقول كنت يوماً جالساً بين يدي سيدي الشيخ محي الدين عبد القادر رضي الله عنه فخطر في نفسي زيارة الشيخ احمد بن الرفاعي فقال الشيخ اتحب زيارة الشيخ احمد قلت نعم فاطرق يسيراً ثم قال لي يا خضر ما ترى الشيخ احمد فاذا الى جانبه شيخ مهاب فقمت اليه وسلمت عليه فقال لي يا خضر ومن يري مثل الشيخ عبد القادر سيد الاولياء يتمنى رؤيتي مثلي وهل انا الا من رعيته ثم غاب **ولقد** كان الشيخ احمد يوصي ولاده واكابر اصحابه وقد جاء رجل يودعه مسافرا الى بغداد فقال اذا دخلتم بغداد فلا تقدموا على زيارة الشيخ عبد القادر شيئاً ان كان حياً ولا على زيارة قبره ان كان ميتاً والشيخ احمد من كبار الاولياء واثنى رضي الله عنه عليه كثيراً **وقال** الشيخ احمد انا شيخ من لا شيخ له انا شيخ المنقطعين انا مأوى كل شاة عمن انقطعت في الطريق **وقال** الشيخ من يسعد الشقي وكان لا يتكلم الا قليلا وقال أمرت بالسكوت **ومنها** ما نقل عن الشيخ الجليل ابي عبد الله محمد بن احمد

البلخي رضي الله عنه انه قال بعد ما اخفى من السائل الى ثلث سنين ونخذ
موثقا منه بالكتمان مدة حيواني كشف لي عن اسرار الغيوب مقامات اولياء
الله تعالى فكان مما رأيت مقام تزل اقدام العقول في ستره وتضل الافكار
في جلاله ويتحقق الناظر اليه ان كل مقام لواصل وحال لمجذوب او سر
لمحبوب او علم لعارف او تصريف لولي او تمكين لمقرب مبداءه وماله و
جملته وتفصيله وكله وبعضه واوله وآخره فيه استقر ومنه نشأ وعنه
صدر وبه كمل ثم ساق الشيخ الجليل في تعريفه ذلك المقام بما لا يسع البيان
تقريره فقال فمكثت لا استطيع النظر اليه ثم طوقت النظر اليه ومكثت مدة
لا اعلم من فيه ثم بعد مدة علمت من فيه انه مقام رسول الله صلى الله عليه
وسلم فرأيت رسول الله صلى الله عليه وسلم وعن يمينه ادم وابراهيم وجبرئيل
وعن شماله نوح وموسى وعيسى صلوة الله عليهم اجمعين وبين يديه اكابر
الصحابة والاولياء على هيئتة الخدم كان على رؤسهم الطير من هيبته صلى
الله عليه وسلم وكان ممن عرفته من الصحابة ابو بكر وعمر وعثمان وعلي وحمزة
والعباس رضوان الله تعالى عليهم اجمعين ومن الاولياء معروف الكرخي و
سري السقطي والجنيد البغدادي وسهل التستري وتاج العارفين ابو الوفاء
والشيخ عبد القادر والشيخ عدي بن مسافر والشيخ احمد الرفاعي قدس الله اسرارهم
وكان من اقرب الصحابة الى النبي صلى الله عليه وسلم ابو بكر الصديق وكان من اقرب

٢٣

الاولياء اليه الشيخ عبد القادر رضي الله عنه ولهذه القصة دليل
يدل على كمال تفضله في العوالم رضي الله عنه مذكور في بهجة الاسرار ومنها
ما نقل ان الشيخ ابا محمد علي بن ادريس قال الشيخ الكبير شهاب الدين ابي
حفص عمر السهروردي رضي الله عنهما ارحل لنا رؤيا صالحة فقال رأيت
قيام الساعة والانبياء والاولياء سائرون الى الموقف ثم اقبل نبي ومعه امته
كالسيل في الكثرة ورأيت في تلك الامة شيوخا متفاوتين في عدد الانوار
ورأيت شيخا بينهم افضل منهم فقلت من هذا فقيل الشيخ عبد القادر رض و
منها ما نقل عن الشيخ علي بن الهيتي انه قال دخلت بغداد مرة لزيارة الشيخ
عبد القادر فوافيته فوق سطح مدرسته يصلي الضحى فنظرت الى الفضاء
فرأيت فيه اربعين صفا من رجال الغيب واقفين في كل صف سبعون رجلا
فقلت لهم الا تجلسون فقالوا حتى ينقضي صلوته ويأذن لنا فان يده فوق
ايدينا وقدمه على رقابنا وامره علينا كلنا ومنها ما نقل عن الشيخ ابي
محمد عبد الله البطائحي انه قال دخلت يوما على الشيخ محي الدين عبد القادر
فوجدت عنده اربعة ما رأيتهم عنده قبل ثم قمت مكاني فلما قاموا من عنده
قال لي الشيخ الحقهم وسلهم يدعوا لك فلحقتهم في ارض المدرسة وسألتهم
الدعا فقال لي احدهم لك البشرى انت خادم رجل ببركته يحرس الله الارض
سهلها وجبلها وبرها وبحرها ويدعون يوم الخليقة برها وفاجرها وسائر

الاولياء في حفاوة انفاسه وظل قدمه وفي دائرة امره ثم خرجوا من باب
المدرسة فلم ارهم فرجعت الى الشيخ متعجبا وقلت من هؤلاء قال رجال رؤساء
جبل قاف **ومنها** ما نقل عن الشيخ شهاب الدين ابي حفص عمر السهروردي
يقول دخلت مع عمي شيخنا ابي النجيب عبد القاهر في سنة ستين وخمسمائة
الى الشيخ محي الدين عبد القادر رضي الله عنه فتادب عمي معه ادبا عظيما و
جلس بين يديه اذ ذاك بلا لسان فلما رجعنا الى النظامية قلت له في ذلك
قال كيف لا اتادب معه وهو له الوجود وقد صرف في الوجود وبوهي
به في وجود الملكوت في الوقت وكيف لا اتادب مع من صرفه مالكي في
قلبي وحالي في قلوب الاولياء واحوالهم ان شاء امسكها وان شاء ارسلها
ومنها ما نقل عن الشيخ موسى بن ماهين الزولي وهو ممن كان يثني
رضي الله عنه عليه كثيرا ويعظم شانه انه لما وجد تادبه معه رضي الله عنه
كثيرا فسئل له ما رأيناك احترمت احدا مثل ما احترمت الشيخ عبد القادر
رضي الله عنه فقال الشيخ عبد القادر خير الناس في زماننا وسلطان الاولياء
وسيد العارفين وكيف لا اتادب مع من يتادب معه ملائكة السماء
ومنها ما نقل عن الشيخ علي بن وهب السخاوي انه قال الشيخ عبد القادر
من نجبت الوجود الشيخ عبد القادر ومن هدايا الله تعالى الى الكون طوبى لمن رآه
طوبى لمن جالسه طوبى لمن بات في خاطر الشيخ عبد القادر رضي الله عنه **ومنها**

ذکر فرزندان آن حضرت

ما نقل عن الشيخ شهاب الدين السهروردي انه قال كنت مشتغلا في
اول شبابي بعلم الكلام وحفظت فيه كتبا وصرت فيه فقيها وكان عمي
الشيخ ابو النجيب عبد القاهر السهروردي يزجرني عنه ولا ازدجر فاتى
يوما وانا معه الى زيارة الشيخ محي الدين عبد القادر رضي الله عنه وقال
لي يا عمر قال الله سبحانه وتعالى يا ايها الذين امنوا اذا ناجيتم الرسول
فقدموا بين يدي نجواكم صدقة ونحن داخلون على رجل يخبر قلبه عن الله
فانظر كيف تكون بين يديه لتنظر بركات رؤيته فلما جلسنا اليه قال له
عمي يا سيدي هذا ابن اخي عمر مشتغلا بعلم الكلام وقد نهيته عنه فلم ينته فقال
لي يا عمر اي كتاب حفظته فيه قلت الكتاب الفلاني والكتاب الفلاني
فامر يده على صدري فوالله ما نزعها وانا احفظ من تلك الكتب لفظة وانساني
الله جميع مسائلها لكن وقر الله تعالى (اثر ما رفع يده) في صدري العلم اللدني في الوقت العاجل
وقمت من بين يديه وانا انطق بالحكمة وقال لي يا عمر انت اخر المشهورين
بالعراق قال وكان الشيخ عبد القادر سلطان الطريق المتصرف في الوجود على
التحقيق **ومنها** ما نقل عن الشيخ نجم الدين التفليسي قال جلست في خلوة عند
شيخنا الشيخ شهاب الدين السهروردي فاشهدت في الواقعة في اليوم الاربعين
الشيخ شهاب الدين على جبل وعنده جواهر كثيرة وتحت الجبل خلق كثير وبيده
صناع يملاء من تلك الجواهر ويصب على الناس فيتبدرون عليها وكلما قلت

٢٦

الجواهر ثم كانها انتبه ثم تغين فخرجت من الخلوة في آخر يومي ذلك واتيته لاخبره بما

شاهدت فقال لي قبل ان اخبره الذي رأيته حق وامثاله معه من بادة الشيخ

عبد القادر ثم تماعة ضمني به من علوا كلاهما فانه كانت له اليد المبسوطة من الله

في التصريف والفعل الخارق الدائم **ومنها** ما نقل ان الشيخ بقا بن بطو

الشيخ علي بن الهيتي والشيخ ابا سعيد القيلوي رضي الله عنهم كانوا ياتون

الى مدرسة الشيخ عبد القادر رضي الله عنه ويكنسون بابها ويرشونه ولا

يدخلون عليه الا باذنه واذا دخلوا عليه يقول لهم اجلسوا فيقولون ولنا الامان

فيجلسون متأدبين وكان من حضرهم رفع الغاشية من بين يديه اذا ركب

ويمشي بها خطوات وهو ينهاهم عن ذلك وهم يقولون بمثل هذا نتقرب الى الله

تعالى **ومنها** ما نقل انه كان الشيخ علي بن الهيتي يأتي لزيارته رضي الله عنه

ومعه اعيان اصحابه فاذا وصلوا تحت بغداد امرهم ان يغتسلوا في دجلة وربما

اغتسل معهم ثم يقول لهم اتقوا اسراركم وقلوبكم واحفظوا خواطركم فانا نريد ان

ندخل على السلطان فاذا دخل بغداد تلقاه الناس واهرعوا فيقول لهم الى الشيخ

عبد القادر فاذا وصل الى باب المدرسة خلع نعليه ووقف فينادي به الشيخ

عبد القادر الي يا اخي فيدخل ويجلس الى جانبه وهو يرعد فيقول الشيخ

عبد القادر معه تخاف وانت شحنة العراق فيقول له الشيخ علي يا سيدي انت

السلطان آمن خوفك فاذا امنت فيقول له لا خوف عليك

قالوا وشهدنا مرة وبين يديه صاحب الديوان وغيره فاذا اتاه امر الشيخ عبد القادر رضي الله عنه قام وشد وسطه فقال له صاحب الديوان يا سيدي ما هذا قال اذا اتاك امر الخليفة ما تصنع قال يا سيدي مثل ما صنعت قال قد اتاني امر الخليفة ولابد من مبادرتي امتثال امره قال ومن هو قال الشيخ عبد القادر خليفة الاولياء والمشائخ في هذا الوقت وسلطان الوجود في هذا العصر رضي الله عنه ومنها ما روي عن الشيخ ابي عمرو عثمان بن مرزوق القرشي رضي الله عنه انه كان يقول الشيخ عبد القادر شيخنا وامامنا وسيدنا وما اتخذ الله وليا في هذا العصر الا واعطي على يديه موهبة ومواهبه كلها على يدي رسول الله صلى الله عليه وسلم وليس لاحد في هذا الطريق منة عليه سوى الله ورسوله صلى الله عليه وسلم ومنها ما نقل عن الشيخ القدوة ماجد الكردي يقول الشيخ عبد القادر امام اهل الطريق وشيخ شيوخنا في هذا العصر وبنوره يستضئ اهل القلوب في حوالهم وببهجة سريرته يتسع اسرار اهل الحقايق في معارفهم ونوره مضيئ من النور النبوي وبه قوته وبهجته مستمدة من الاصل النبوي وبه قوامها وعليه عمادها ومنها ما نقل عن الشيخ خليفة الاكبر عنه صلى الله عليه وسلم في المنام انه القطب وانا ارعاه كما ذكر سابقا ويويد هذا ما نقل الشيخ السهروردي عنه رضي الله عنه انه قال كل ولي على قدم نبي وانا على قدم جدي المصطفى رسول الله صلى الله عليه وسلم ما رفع المصطفى قدما الا وضعت

۲۸

علي قدم النبي بدر الكمال

قدمی فی الموضع الذی رفع قدمه منه الا ان یکون قدما من اقدام النبوه فانه لا
سبیل ان یناله غیر نبي **تنبیه** قد ظهر ممّا نقلنا من الاخبار ان عبارات
المشائخ و اشارات الاولیآء فی شانه رضي الله عنه و علو مکانه وردت متفاوتة
بعضها ظاهر فی تفضله علی اولیآء عصره مطلقا و نفوذ تصرفه فیهم عموما و کونهم
مفضولین له کلا و ممتثلین له جلا و کونهم مقبسین من انوار قا طبتة و مستفیضین
من اثاره کافتة و کونه سلطان الوقت و قطب الآفاق و غوث الزمان مهیمن اسرار
الاولیآء و مسیطر مراتب الاصفیآء حاکم الخافقین مرجع الثقلین لا حکم فی وقته
الا حکمه و لا تصرف فی عصره الا تصرفه **له** الحکم العام و التصریف التام و له
النصب و العزل و عنده الرد و القبول **و بعضها** مطلقة بانه سید الاولیآء
و سند الاصفیآء و سلطان مملکة الولایة و اصل مرتبة النهایة من غیر بیان
لما تقدم و تاخر و تعرض لمن بطن او ظهر **و لقد** وقع من بعض المکاشفین
سر الولایة و الواقفین علی البدایة و النهایة کالخضر و امثاله ما هو نص فی تفضله
و تفوقه علی المشائخ المتقدمین و المتاخرین و تقدمه من الاولین و الآخرین **و هو**
الموافق لکلامه رضي الله عنه فیما ینبئ عن مقامه و یحدث عن نعمة ربه و هو اعدل
شاهد علی المدعا اذ لا یعرفه احد کما یعرفه هو نفسه **و ایضا** ثبت انه رضي الله
عنه صادق فی قوله قدمی هذه علی رقبة کل ولي لله و مامور به و هو عام فی کل فرد من الاولیاء لا دلالة
فیه علی تخصیص اهل الزمان و ایضا تفضله علی اهل زمانه متفق علیه بین الفریقین لکن احدهما

اثبت زيادة ومثبت الزيادة من الانتهاء داخ لسلامته عن التعارض كما تقرر في
قواعد اصول الفقه **وايضاً** ما نقل عن احد من المشائخ المتقدمين والمتأخرين
مثل ما نقل عنه رضي الله عنه من المقامات والكرامات والتصرفات والكمالات
وانقياد اهل الزمان له طراً اوكونهم مجبورين على امتثاله وتعظيمه فوق ما يتصور
ويمكن وان لم يخل زمان الا وفيه قطب يعتمد عليه وغوث يرجع اليه فهم اقطاب
وهو قطب الاقطاب وهم افراد وهو سيد الافراد وهم سلاطين وهو سلطان
السلاطين وامام المقربين واكمل العارفين **فان** التفاضل في مراتب
الواصلين والمقربين ثابت كما في المشاهد **فعلى** هذا ما صدر من الاخبار في
تفضله على اولياء عصره واهل زمانه ينبغي ان لا يكون المراد منه التخصيص والحصر
بل الاكتفاء بالمقصود وابتناء على العرف فان اكثر ما يقال في العرف في مقام
المدح هو افضل العصر واكمل الدهر وحيد زمانه فريد وانه بناء على وجوده فيه
وتعلق الغرض به فقط فان الغرض من اظهار تفضيله غالباً هو التحريض للسالكين
والطالبين من اهل العصر على التزام اتباعه والاستفاضة به والاستسعاد بسعادة
صحبته ومحبته ولذا صرح الخضر عليه السلام بعلو رتبته على جميع الاولياء في مقام
بيان تفاوت مراتبهم والسؤال عن تفاضلهم **والذي** يدل على ان تقييد الافضلية
باهل العصر ليس للتخصيص والحصر بل هو فيه اتفاقي ما رويناه من الخضر عليه السلام
في حكاية الشيخ ابي محمد القاسم فانه قال ولا هو فرد الاحباب وقطب الاولياء

في هذا الوقت ثم قال وما اتخذ الله وليا كان او يكون الا وهو متادب مع الله في سره مع الشيخ عبد القادر الى يوم القيمة **والا** لتناقض كلاماه ويحتمل ان يكون من قبيل اضافة اسم التفضيل لتخصيص والمراد الزيادة مطلقا كما تقرر من قواعد النحوان اضافة اسم التفضيل يجئ لمعنيين احدهما الزيادة على ما اضيف اليه كما يقال رسول الله صلى الله عليه وسلم هو افضل المخلوقات وثانيهما الزيادة المطلقة ويضاف للتخصيص كما يقال له صلى الله عليه وسلم افضل قريش مثلا **ويحتمل** وهو الاظهر بل المتيقن ان ذلك منبئ على تفاوت مراتبهم في الكشف عن مقامات الاولياء والاطلاع على سر الولاية فمن ناظر لا يظهر له الا احوال من صحبه وراه فقط فلا يحكم بالافضلية والمفضولية الا عليه **ولهذا** قال بعض المشائخ من اهل عصره رضي الله عنه ما رات عيناي مثل الشيخ عبد القادر ومن عالم يتعلق علمه باحوال اهل زمانه كلهم حاضرا او غائبا ومقاماتهم كلا وبعضا على وجه الكشف والعيان او بالدليل والبرهان فيخبر مستندا الى علمه مشعرا بنوع تحاش كما **يظهر** من كلام الشيخ الكبير جاكير نال سيدي عبد القادر من تمكنه في احوال القطبية وترقيه في مقاماتها واستغراقه في مدار جهما لم ينله غيره من المشائخ فيما نسلم انتهى **حتى** يعلم ان ليس لاولياء الله القول الفضول من غير ان يتبين لهم برهان قاطع على ذلك **ومن** مكاشف يحيط كشفه ويشتمل معرفته باهل العالم شرقا وغربا ماضيا واتيا واولئك هم الكاشفون لسر الولاية والواقفون على حد القرب والسايرون في مراتب الوجود والواصلون منازل الشهود

٣١

قال نقيب الاولياء ابو العباس الخضر ومثله ممن اطلعه الله على مقامات الاولياء كلهم ماهو بنص في عموم فضله وشرفه على المتقدمين والمتأخرين فيما رويناه عنه انفاً وكفى به دليلاً **فان** قلت كيف يحمل اقوال المشائخ في بيان تفضيله رضي الله عنه على العموم وكذا قوله قدمي هذه وامثاله وهو يلزم منه تفضيله على الصحابة رضوان الله عليهم اجمعين **قلت** لابد من تخصيص الصحابة من العموم لاتفاق الامة واجماع اهل السنة وورود احاديث النبوية على مصدرها الصلاة والتحية على انهم خيار المؤمنين يرجى لهم من الثواب ما لا يرجى لغيرهم من المؤمنين قال عليه السلام اكرموا اصحابي فانهم خياركم ولو انفق احدكم مثل احد ذهباً ما بلغ مُدّ احدهم **بل** نقول لابد من تخصيص التابعين لهم باحسان ايضاً واستثناء وجه الخيرية المستفادة من الحديث المخصوصة بقرن يلون قرنهم ثم الذين يلونهم **والظاهر** انها لادراكهم شرف صحبته وقرب زمانه صلى الله عليه وسلم لا الفضل الكل من جميع الوجوه فانه قد ورد في الحديث مثل امتي كمثل المطر لا يدرى اوله خير ام اخره **ولهذا** الكلام تفصيل نتحاشى من الخوض فيه فليطلب في موضعه **والقرينة** على تخصيص الصحابة انهم لتخصيصهم باسم الصحابي وتميزهم به لا يدخلون بحسب متفاهم العرف في اسم الاولياء والمشائخ والصوفية وامثالها وان كانوا اخيارهم **فان قلت** قوله قدمي هذه وامثاله صادر في حالة السكر وغلبة الحال ام في حال الصحو

والتمكن **قلت** هو قدوة ارباب التمكين افضل اهل الصحو كما تقرر بما نقلت
فكيف يحمل قوله على حالة السكر وهو تضيق لضيق الحال وطفح به وباتفاق المشائخ
المحققين اهل الصحو مفضلون على ارباب السكر لان ارباب السكر محكوموا الوقت
والحال حاكمة عليهم واهل الصحو حاكمون على الحال وكم من فرق بينهما **وتفضيله**
رضي الله عنه نفسه على غيره يدل على انه في مقام الصحو فان اهل السكر في مقام
مشاهدة احدية الذات غائبين عن انفسهم لا يرون اعينهم فكيف لغيره وكلما لهم
في مثل ذلك سبحاني ما اعظم شاني وليس في الدارين غيري وليس في جبتي سوى
الله وانا الحق **بل** هو مثل قوله عليه السلام انا سيد ولد آدم وقوله آدم ومن دونه
تحت لوائي امتثالا لقوله تعالى واما بنعمة ربك فحدث **فان قلت** فما سر
تفاوت المشائخ والاولياء من اهل الصحو وارباب التمكين من الصحابة وغيرهم في
اظهار امثال هذه الاقوال والاحتراز عنها قلت هم لا يتكلمون الا باذن الله ولا يتحركون
الا بامره فمن لم يؤمر لم يقل كما نقلنا عن الشيخ ابي سعيد القيلوي انه قيل له هل
قال الشيخ عبد القادر رضي الله عنه قدمي هذه على رقبة كل ولي لله بامره قال
بلى قالها بامر لا شك فيه وهي لسان القطبية ومن الاقطاب في كل زمان من
يؤمر بالسكوت فلا يسعه الا السكوت ومنهم من يؤمر بالقول فلا يسعه الا القول
وهو الاكمل في مقام القطبية لانه لسان الشفاعة **وقد** ورد مفاخرة الصحابة
ومباهاتهم وذكر احوالهم وكمالاتهم في مواضع متعددة كما ورد عن سيدنا ومولانا

امیر المؤمنین علی المرتضی وغیره رضی الله عنهم اجمعین **وتحقیقه** ما قال بعض
المحققین من المشائخ ان منهم من یغلب علیه الغنا بالله فیظهر علیه الکرامات
وینطق لسانه بالدعوی من غیر توقف فیه بحق عن حق لحق فی حق کالشیخ محی الدین
ابی محمد عبد القادر رضی الله عنه وابی یعلی وعامة متاخرین الشاذلیة ومنهم
من یغلبه الفقر الی الله فیکل لسانه ویتوقف کابن ابی حمزة وغیره ومنهم من یتقلب
احواله تارة فتارة **وقال** رضی الله عنه والله ما اکلت حتی قیل لی بحقی
علیک کل ولا شربت حتی قیل بحقی علیک اشرب وما فعلت شیئا حتی امرت بفعله
فان قلت ما معنی الامر للاولیاء هو صریح قول فعل کما فی الانبیاء او غیره
قلت الذی یفهم من کلامهم انه بمعنی صریح العلم بلا شائبة ظن وتخمین یحصل
للقلب الصافی من کدورات البشریة الفانی عنه والباقی بالله المتصف بقربی
القربین قرب النوافل وقرب الفرائض ویحتمل ان یکون صریح قول فعل لکن لا بواسطة
الملك اعنی الروح الامین کالوحی والله اعلم **فقال** رضی الله عنه الفرق بین النبوة
والولایة ان النبوة کلام ینفصل من الله عز وجل وحیا مع روح من الله فیقضی
الوحی ویختم بالروح فیه قبوله فهذا الذی یلزم تصدیقه ومن رده کافر لانه
راد لکلام الله سبحانه واما الولایة فهی من ولی الله حدیثه علی طریق الالهام
فاوصله الیه فله فیه الحدیث وینفصل ذلك الحدیث من الله عز وجل علی لسان
الحق معه السکینة التی فی قلبه المجذوب فیقبله فیسکن فالکلام للانبیاء والحدیث

للاولياء فمن رد الكلام كفر لانه رد على الله كلامه ووحيه وروحه ومن رد
الحديث لم يكفر بل يخيب ويصير وبالا عليه ويذهب قلبه نعوذ بالله من
ذلك هذا كلامه الاقدس رضي الله عنه **واعلم** يا عزيز ان طور الكشف وراء
طور العقل فالعقل عاجز عن ادراك المكشوفات كالحس في ادراك المعقولات
لا يطلع عليه من هو متقيد بحكم العقل ومحكوم لمقتضى القياس فان لم تكن انت من
اهل الذوق والوجدان فلا اقل من ان تكون من ارباب التصديق والايمان
قال الجنيد رضي الله عنه الايمان لطريقتنا هذا من الولاية ومن حكم
من القوم على الاطلاق على اقوال المشائخ التي من هذا القبيل مما فيه بيان لنعمة
الله واخبار عن حالهم ورتبتهم بانها من غلبة السكر وطفح الحال واستغراق النفس
فلعل ايضا من لتقيده بحكم العقل والقياس من غير استكشاف ممن صدر وكيف
صدر والتفصيل هو الأليق والأحرى والله أعلم **هذا** مما وقع لي بعون
الله تعالى من بيان تفضله رضي الله عنه مستفادا من كلمات المشائخ وسنقص
عليك من مناقبه رضي الله عنه ما يظهر به من كماله ما لا يحوم حوله الاحصاء ولا
يتصور معه توهم النقص ان كنت ممن اراد الله تفهيمك والله الهادي **هذا**
مما اجترأ قلم الكاتب عليه زيادة على الاصل رجاء للقبول والله المجيب لكل
مسئول والفوز بكل مامول وصلى الله على خير خلقه محمد وآله اجمعين

ذكر نسبه وصفته هو الغوث الاعظم شيخ شيوخ

نقل غائب شدن حضرت غوث رضی الله عنه از نظر و دیگر حالات

آمدن رجال غیب وجنیان در خدمت حضرت غوث الثقلین

٣٦

العالم سيد السادات شيخ الاسلام الشيخ محي الدين ابو محمد عبد القادر بن
ابي صالح موسى بن ابي عبد الله بن يحي الزاهد بن محمد بن داؤد بن موسى
بن عبد الله بن موسى الجون بن عبد الله المحض وينعت ايضًا بالمجل بن
الحسن المثنى بن الحسن بن علي المرتضى رضي الله عنهم اجمعين سبط ابي عبد الله
الصومعي الزاهد وبه كان يعرف جيلان وهو رضي الله عنه منسوب الى جيل
بكسر الجيم وسكون الياء وهي بلاد متفرقة وراء طبرستان وبها ولد في نيف
قصبة منها ويقال فيها ايضًا جيلان وكيلان وكيل ايضًا قرية على شاطي
دجلة على مسيرة يوم من بغداد مما يلي طريق الواسط ويقال فيها ايضًا جيل
العجم ومن ثمه يقال كيل العجم وكيل العراق والجيل ايضًا قرية تحت
المدائن وفي الروايات ايضًا جيلاني منسوب الى جده جيلان وابو
عبد الله الصومعي من اجلة مشائخ جيلان ورؤساء زهادهم له الاحوال
السنية والكرامات الجلية لقي جماعة من عظماء مشائخ عراق العجم وكان مجاب
الدعوة وكان يخبر بالامر قبل وقوعه فيقع كما اخبر وقد حكي عنه بعض
المشائخ حكايات وامه رضي الله عنه ام الخير امة الجبار فاطمة بنت ابي
عبد الله الصومعي وكان لها حظ من الخير والصلاح اخبر الشيخ الاصيل
ابو محمد عبد اللطيف بن الشيخ القدوة ابي النجيب عبد القاهر السهروردي
عن المشائخ قالوا كان لام الخير امة الجبار فاطمة ام الشيخ عبد القادر قدم في هذا

الامر

الامر و سمعناها تقول غير مرة لما وضعت ابنی عبد القادر كان لا يرضع ثديه

فی نهار رمضان وغم على الناس هلال رمضان فأتونی وسألونی عنه

فقلت لهم لم يلتقم اليوم ثديا ثم اتضح ان ذلك اليوم كان من رمضان

واشتهر ببلادنا فی ذلك الوقت انه ولد للاشراف ولد لا يرضع

في نهار رمضان **واخوه** رضي الله عنه الشيخ ابو احمد عبد الله سنه

دون سنه نشأ نشأة صالحة في العلم والخير و فات بجيلان شابا **وعمته**

الشيخة الصالحة ام محمد عايشة ذات الكرامات الظاهرة روى انه جدبت

جيلان مرة واستسقى اهلها فلم يسقوا فاتى المشائخ الى الشيخة ام محمد

عائشة عمة الشيخ عبد القادر رضي الله عنه وعنها وسألوها الاستسقاء لهم

فقامت الى رحبة بيتها وكنست الارض وقالت يا رب انا كنست فرش انت

قال فلم يلبثوا ان امطرت السماء كافواه القرب ورجعوا الى بيوتهم يخوضون

في الماء وعمرت وماتت بجيلان **قوله** في النسب المتقدم الجون هو لقب

لموسى وهو من اسماء الاضداد يطلق على الابيض والاسود وهو الاكثر في استعمالهم

وهو المراد ههنا لان موسى كان ادم اللون وحملت به امته وهى ابنة ستين

سنة وقيل لا تحمل لستين سنة الا من كانت قرشية ولا لخمسين الا عربية

وامه سلمة بنت محمد بن طلحة بن عبد الله بن عبد الرحمن بن ابی

بكر الصديق رضي الله عنهم **وقوله** فيه المحض هو لقب لعبد الله وهو

من كل شيء الخالص ولقبه عبد الله لان اباه الحسن بن الحسن بن علي وامه
فاطمة بنت الحسين بن علي فنسبه من ابويه خالص لسلامته من الموالي
وانتهائه الى علي كرم الله وجهه ومن لقبه بالمجل اخذه من الاجلال وهو
بضم الميم وفتح الجيم اسم مفعول من اجله **وقوله** فيه المثنى هو لقب
الحسن لانه حسن بن الحسن وهو بضم الميم وفتح النون اسم مفعول من ثنيته
اذا صرت له ثانيا رضي الله تعالى عنهم اجمعين **قالوا** كان الشيخ عبد القادر
رضي الله عنه يلبس لباس العلماء ويتطلس ويركب البغلة ويرفع بين
يديه الغاشية ويتكلم على كرسي عال وكان في كلامه سرعة وجهر
اذا قال انصت له واذا امر ابتدر لامره واذا رآه ذو القلب القاسي خشع
واذا رأيته فقد رأيت الناس كلهم واذا مر الى الجامع يوم الجمعة وقف الناس
في الاسواق يسألون الله تعالى به حوائجهم وكان له صيت وصوت وسمت و
صمت **ولقد** عطس في الجامع يوم الجمعة فشمته الناس حتى سمعت ضجة
عظيمة يقولون يرحمك الله ويرحم بك وكان المستنجد بالله الخليفة في مقصورة
الجامع فقال ما هذه الضجة قيل له قد عطس الشيخ عبد القادر ففهاله ذلك
وكان رضي الله عنه ذا هيبة عظيمة اذا نظر الى احد يكاد يرعد
من هيبته وربما ارعد واذا جلس تحلق به قوم كانهم الاسد هيبة وما رئي اسرع
امتثالا لامره منهم ولا اسهل انقيادا له منهم **وكان** رضي الله عنه

٣٨

نحيف البدن ربع القامة عريض الصدر عريض اللحية طويلها اسمر مقرون الحاجبين
ذا صوت جهوري وسمت بهي وقدر علي وعلم وفي ومدة كلامه على الناس
اربعون سنة ومدة تصدره للتدريس والفتوى ثلث وثلثون سنة
وكان مولده رضي الله عنه سنة سبعين او احدى وسبعين واربعمائة
بجيلان ووفاته سنة احدى وستين وخمس مائة ودخل بغداد سنة ثمان وثمانين
واربعمائة وله ثمانية عشر سنة فشمر عن ساق الجد في تحصيل العلوم اصولها وفروعها
وقصد الاشياخ الائمة اعلام الهدى علماء الامة فاشتغل بالقران العظيم حتى
اتقنه وعم بدرايته سره وعلنه وتفقه مذهبا وخلافا وفروعا واصولا وسمع
الحديث من جماعة من اعلام المحدثين وحاز بجميع العلوم حتى فاق الكل في الكل ثم اظهره
الله سبحانه للخلق واوقع له القبول العظيم التام عند الخاص والعام واظهر الله
تعالى الحكمة من قلبه على لسانه وظهرت علامات قدرته من الله تعالى
وامارات ولايته وشواهد تخصيصه مع قدم راسخ في المجاهدة وتجرد خالص
من دواعي الهوى ومقاطعة دائمة لجميع الخلائق وصبر جميل في طلب مولاه
على الشدائد والبلوى وتصدى بالمدرسة المنسوبة اليه الان للتدريس
والفتوى وجلس بها للوعظ وقصد بالزيارات والنذور واجتمع عنده من
العلماء والفقهاء والصالحين جمع عظيم ينتفعون بكلامه وصحبته فيا خير صاحب
وخير مصحوب قصد اليه طلبة العلم من الافاق وانتهت اليه توبة المريدين

بالعراق وكان يكفي لطالب العلم عن قصد غيره رضي الله عنه من كثرة ما نجتمع فيه
من العلوم **وكان** يذكر في مدرسته درسا من التفسير و درسا في الحديث ودرسا
من المذهب و درسا من الخلاف **وكان** يقرء عليه طرفي النهار التفسير و علوم الحديث
والمذهب و الخلاف و الاصول و النحو **وكان** يقرء القرآن بالقرآءة بعد الظهر **و**
اوتي مقاليد الحقائق **وسلمت** اليه ازمة المعارف و انتهت اليه الرياسة بها علما و حالا
فاصبح قطب الوقت حكما وعلما **و برهن** على العلم فرعا و اصلا و
بين العلم نقلا وعقلا وانتصر للحق قولا و فعلا **وصنف** كتبا مفيدة
واملى فوائد فريدة فانتشرت صيته في الآفاق والتوت نحوه الاعناق ثم بهت
في حدائق مجلسه الاعين واختلفت ببدائع اوصافه الالسن **فمن**
واصف له بذي البيانين واللسانين ومن ناعت له بكريم الجدين والطرفين
ومن ملقب له بصاحب البرهانين والسلطانين ومن داع له بامام الفريقين
والطريقين ومن مسم له بقطب الخافقين وغوث الثقلين **ولذلك**
انتمى اليه وتكلذ له مالا يعد ولا يحصى من العلماء والاولياء **وقد** ذكر
صاحب البهجة جمعا عظيما من اعيان المشائخ والعلماء والفقهاء والاولياء
وقال كلهم قادريون يعظمون شانه ويقرون بقدره العالي وفضله الوافي
متحرجون بادابه ويعتقدون تعظيمه ويضمرون محبته ويظهرون مناقبه ويتواصون
باتباعه في الطريقة **ونقل** عن الشيخ الامام ابي محمد ابراهيم بن محمود

٤٠

البطائحي عمدة الفقهاء والقراء واعلم الاولياء انه قال وقد جرى ذكر المشائخ شيخي وقدوتي الى الله عز وجل بعد رسوله واصحابه الشيخ محي الدين عبد القادر رضي الله عنه **واخبر** عن الشيخ القدوة ابو الفرج عبد الملك بن الشيخ الامام ابي عبد الملك ذيال بن ابي المعالي وكان قدوة الفقهاء والمحدثين والزهاد انه كان يجلس في مجلس حفل بالعلماء يومئذ فيه الشيخ القدوة شهاب الدين عمر السهروردي وقاضي القضاة جمال الدين ابو الحسن يوسف بن رافع بن تميم ويقول وقد جرى ذكر اوصاف المشائخ اوصاني والدي باتباع طريق الشيخ عبد القادر والاستمساك بعقد محبته وقال انني على مثل ذلك **و لقد** كانت المشائخ القادرية اذا اخذوا على احد عهدا قالوا شيخنا وشيخك الشيخ عبد القادر وقدوتنا وقدوتك الشيخ محي الدين عبد القادر رضي الله عنه **وقد ذكر** جمع عظيم من المشاهير من اولاده واولاد اولاده وغيرهم ممن تلمذ له واخذ منه العلم في بهجة الاسرار **ونحن** نقتصر على ذكر ابنائه العظام الذين تفقهوا عليه وسمعوا منه ومن كان حرا فاضلا جليلا معظما له العقل الرضي والتقوى الكبير والفضل المبين **فمنهم** الشيخ الامام سيف الدين ابو عبد الوهاب جمال الاسلام قدوة العلماء فخر المتكلمين تفقه على والده وسمع منه ومن جمع من عظماء

ترجمہ: ... (حاشیہ کی فارسی تحریر، بخط شکستہ، جزوی طور پر ناخوانا)

منقبت دو صد و چهل و یکم رضی الله عنه

یکساعت در حالیکه در سیدن است از بغداد دوازده منزل است

۴۱

نقل کرده شده است ابو القاسم عمر بن مسعود البزاز که گفت شنیدم از شیخ محی الدین عبد القادر رضی الله عنه که گفت ... بغداد ... در خواب دیدم

الائمة ودخل الى بلاد العجم في طلب العلم ودرس بعد والده بمدرسته وحدث
ووعظ وافتى وتخرج به غير واحد من المشائخ والعلماء توفي ببغداد
ليلة الخامس من شهر شوال سنة ثلث وتسعين وخمسمائة ومولده
في شعبان من سنة اثنين وعشرين وخمسمائة ودفن من الغد بمقبرة
الحلبة رضي الله عنه والشيخ الامام الاوحد شرف الدين ابو محمد
ويكنى ايضا بابي عبد الرحمن عيسى شرف الاسلام جلال العلماء
سراج العراق ومصر والبسانين والبيانين لسان المتكلمين تفقه على والده
وسمع منه ومن جماعة من العلماء ودرس وحدث ووعظ وافتى وصنف
الكتاب المسمى بجواهر الاسرار ولطائف الانوار في علوم الصوفية و
كشف فيه عن قناع الحقائق وقدم مصر وحدث بها ووعظ وتخرج به
من اهلها غير واحد وتوفي بمصر في سنة ثلث وسبعين وخمسمائة واسع
العلم غزير الفضل كامل العقل متواضعا مع جلالة قدره وعلو منزلته و
الشيخ الامام الجليل شمس الدين ابو محمد ويكنى ايضا بابي عبد العزيز
جمال العراق فخر العلماء تفقه على والده وسمع منه ومن جماعة من العلماء
وحدث ووعظ ودرس وتخرج به غير واحد منهم وكان بهيا وضيئا ثقة
وافر العقل غزير العلم متواضعا حسن الاخلاق والشيخ الامام جمال الدين
ابو عبد الرحمن ويكنى ايضا بابي الفرج عبد الجبار سراج العلماء مفتي

العراق

العراق تفقه علی والده وسمع منه ومن العلماء وحدث ووعظ ودرس وكان
حسن السمت وسيع الصدر محبا لاهل الفضل له اليد البيضاء فی العلم والشيخ
الامام الاوحد الحافظ تاج الدين ابو بكر **عبد الرزاق** سراج العراق
جمال الائمة فخر الحفاظ شرف الاسلام قدوة الاولياء تفقه علی والده وسمع
منه ومن العلماء وتخرج به غير واحد وكان من اجمل الناس خلقا واسلمهم صدرا
وكان دائم الفكر كثير الصمت صحيح الزهد وافر العلم متحريا فی روايته عدلا
فی افعاله **وحدث** عنه انه مكث ثلثين سنة لا يرفع رأسه الی السماء
حياء من الله توفی ببغداد فی السادس من شوال سنة ثلث وستمائة ومولده
فی ذی القعدة سنة ثمان وعشرين وخمس مائة **والشيخ** الجليل ابو
اسحق **ابراهيم** زين الفقهاء جمال المفسرين تفقه علی والده وسمع
منه ومن العلماء وكان ثقة متواضعا كريم الاخلاق ورحل واسط
وتوفی بها فی سنة اثنين وتسعين وخمس مائة والشيخ العالم الفاضل
ابو الفضل **محمد** رئيس الاصحاب جمال المسندين تفقه علی
والده وسمع منه ومن العلماء وكان ثقة متعففا توفی ببغداد فی الخامس
والعشرين من ذی القعدة سنة ستمائة ودفن بمقبرة الحلبة **والشيخ**
الاصيل ابو عبد الرحمن **عبد الله** بقية السلف سمع من ابيه وافاد به
من صغره ومن العلماء يقال انه حدث وتوفی ببغداد فی السابع والعشرين

قصه مبارك در كنار حضرت از سقف در افتاد

من صفر سنة تسع وثمانين وخمس مائة ومولده في سنة ثمان وخمس مائة
وهو اسن اولاده والشيخ الفاضل ابو زكريا يحيى الفقيه العالم
الجليل تفقه على والده وسمع منه ومن العلماء وقدم مصر وكان فقيها
عالما رضي الاخلاق بهي الوجه مقبلا على العلم واهله توفي ببغداد في ليلة
النصف من شعبان سنة ستمائة ودفن عند اخيه ابي عبد الله عبد الوهاب
ومولده في السادس من ربيع الاول سنة خمسين وخمس مائة وهو اصغر
اولاده والشيخ الامام العالم ضياء الدين ابو نصر موسى سراج الفقهاء
زين المحدثين بقية السلف تفقه على والده اديبا ورعا متعففا وحدث
بدمشق وغيره وانتفع به ودخل مصر وكان فاضلا اديبا استوطن دمشق وتوفي
بها ليلة مستهل جمادى الاخرى سنة ثماني عشر وستمائة ودفن بسفح جبل
قاسون ومولده في سلخ ربيع الاخرى سنة تسع وثلثين وخمس مائة ويقال سبع
وثلثين وهو اخر من مات من اولاده رضي الله عنه وعنهم اجمعين وقد ذكر
في البهجة بعض من اولادهم من الذكر والانثى ايضا ولعل لصاحب البهجة
كتاب اخر في بيان احوالهم وفضائلهم وكراماتهم يفهم ذلك من تحويله مناقب
بعضهم اليه اخبر الشيخ الاصيل ابو محمد يوسف بن الامام الازجي عبد الرحيم
بن علي النحوزي قال قال لي الحافظ ابو العباس احمد حضرت انا ووالدك يوما
مجلس الشيخ عبد القادر رضي الله عنه فقرء القاري اية فذكر الشيخ في تفسيرها

[illegible]

وجها فقلت لوالدك اتعلم هذا الوجه قال نعم ثم ذكر وجها فقلت اتعلم هذا
الوجه قال نعم فذكر الشيخ فيها احد عشر وجها وانا اقول لوالدك اتعلم هذا الوجه
وهو يقول نعم ثم ذكر الشيخ وجها اخر فقلت لوالدك اتعلم هذا الوجه
قال لا حتى ذكرها كمال اربعين وجها يعزي كل وجه الى قائله ووالدك
يقول لا اعرف هذا الوجه واشتد تعجبه عن علم الشيخ ثم قال الشيخ ونترك
القال ونرجع الى الحال لا اله الا الله محمد الرسول الله فاضطرب الناس
اضطرابا شديدا وخرق والدك ثيابه هذا وصف علمه الظاهر واما
علمه اللدني فلا يحيط به الوصف ونذكر منه واحدة اخبر المشائخ عن
الشيخين الكيماني والبزاز قالا انا حضرنا عند الشيخ محي الدين عبد القادر
الجيلي وهو ياكل لبنا فسهى سهوة طويلة ثم قال قد فتح لقلبي الآن سبعون بابا من ابواب
علم اللدني في سعة كل منها كسعة ما بين السماء والارض ثم تكلم في معارف اهل
الخصوص كلاما ادهش له الحاضرون وسياتي امثاله في ذكر وعظه قالوا
ولقد كانت الفتاوى ياتي اليه رضي الله عنه من بلاد العراق وغيره وما رايناه
يثبت عنده فتوى ليطالع عليها ويتفكر فيها بل يكتب عليها كما قرأها وكان يفتي على
مذهب الشافعي واحمد وكانت فتاواه تعرض على علماء العراق فما كان تعجبهم من صوابه
فيها اشد من تعجبهم من سرعة جوابه فيها ولقد سلم اليه قلم الفتاوى بالعراق
في وقته وروي انه جاءت فتوى من العجم الى بغداد بعد ان عضلت على

دشوار شد ۱۳

۳۵

علماء العراقين عراق العجم وعراق العرب فلم يتضح لاحد فيها منهم جواب شاف

وصورتها ما يقول سادة العلماء في رجل حلف بالطلاقات الثلث انه لابد ان يعبد الله عز وجل عبادة ينفرد بها دون جميع الناس في وقت تلبسه بها ما يفعل من العبادات فلما أتى به اليه رضي الله عنه كتب عليها على الفور يأتي مكة ويخلي له المطاف ويطوف اسبوعًا وحده ويتحلل يمينه فما بات المستفتي ببغداد **اخبر** الشيخ القدوة ابو الحسن على بن الهيتي يقول زرت مع سيدي الشيخ محي الدين عبد القادر والشيخ بقا بن بطو قبر الامام احمد بن حنبل رضي الله عنهم اجمعين فشهدته خرج من قبره وضم الشيخ عبد القادر الى صدره والبسه خلعة وقال يا شيخ عبد القادر قد افتقر اليك في علم الشريعة وعلم الطريقة وعلم الحال وفعل الحال رضي الله عنه **واخبر الشريف** ابو عبد الله محمد بن الشيخ ابي العباس الخضر الحسيني الموصلي قال سمعت ابي يقول رأيت في النوم ببغداد مدرسة الشيخ عبد القادر رضي الله عنه مكانا عظيم السعة وفيه مشائخ البر والبحر والشيخ محي الدين في صدورهم ومن المشائخ من على راسه عمامة فحسب ومنهم من فوق عمامته طرحة ومنهم من فوق عمامته طرحتان وفوق عمامة الشيخ ثلث طرحات فبقيت في النوم متفكرا في الطرحات الثلث فاستيقظت متفكرا فاذا هو قائم على رأسي فقال لي يا خضر طرحة تشريف علم الشريعة وطرحة

تشريف علم الطريقة وطرحة تشريف علم الحقيقة واخبر المشائخ انه

قيل له رضي الله عنه ما سبب تسميتك بمحي الدين قال رجعت

من سياحتي الى بغداد حافيا فمررت بشخص مريض متغير اللون

نحيف البدن يوم الجمعة فقال لي السلام عليك يا عبد القادر فرددت

عليه السلام فقال ادن مني فدنوت منه فقال اجلسني فاجلسته فنمى جسده

وحسنت صورته وصفى لونه فقال اتعرفني قلت لا قال انا الدين وكنت صرت

كما رأيتني وقد احياني الله سبحانه بك فانت محي الدين فانصرفت الى الجامع فلقيني

رجل وقال يا سيدي محي الدين فلما قضيت الصلوة اهرع الناس الي يقبلون

(اي اسرع ١٢)

يدي ويقولون يا محي الدين وما دعيت بها من قبل رضي الله عنه ذكر طرقه

رضي الله عنه اخبر الشيخ ابو محمد علي بن ادريس اليعقوبي قال سئل الشيخ ابو

الحسن علي بن الهيتي عن طريق الشيخ محي الدين عبد القادر رضي الله عنه

قال قدم التفويض والموافقة مع التبري من الحول والقوة وطريقة تجريد

التوحيد وتوحيد التفريد مع الحضور في موقف العبودية بسر قائم مقام

العبد لا بشيء ولا لشيء وكانت عبوديته مستمدة من لحظ كمال الربوبية فهو

عبد سما عن مصاحبة التفرقة الى مطالعة الجمع مع لزوم احكام الشريعة وسئل

الشيخ عدي بن مسافر ما طريق الشيخ عبد القادر رضي الله عنه فقال الذبول تحت

مجاري الاقدار بموافقة القلب والروح واتحاد الباطن والظاهر وانسلاخه

عن صفات النفس مع الغيبة عن رؤية النفع والضر والقرب والبعد **وقال**
الشيخ بقا بن بطو طريق الشيخ عبد القادر اتحاد القول والفعل واتحاد النفس
والقلب ومعانقة الاخلاص والتسليم وتحكيم الكتاب والسنة في كل خطرة ولحظة
ونفس ووارد وحال والثبوت مع الله **ونقل** عن الشيخ ابي الفرج عبد الرحيم
يقول قدمت بغداد وحضرت سيدي الشيخ محي الدين عبد القادر رضي الله عنه
فرأيت من حاله وفراغ قلبه وخلو سره ما ذهلني فلما رجعت الى ام عبيدة اخبرت
خالي الشيخ احمد بذلك فقال يا ولدي ومن يطيق مثل قوة الشيخ عبد القادر وما
هو عليه وما وصل اليه **ونقل** عن الشيخ العارف ابي الحسن علي القرشي
رضي الله عنه يقول اذا رأيت الشيخ محي الدين عبد القادر الجيلاني
لرأيت رجلا فاقت قوته في طريقه الى ربه قوى اهل الطريق
شدة ولزوما وكانت طريقه التوحيد وصفا وحكما وحالا وتحققه
الشرع ظاهرا وباطنا وصفه قلب فارغ وكون غائب مشاهدة رب حاضر
بسريرة لا يتجاذبها الشكوك وسر لا ينازعه الاغيار وقلب لا يفرقه البقايا
فجعل الكنز الاكبر من ورائه والملك الاعظم تحت قدمه **ونقل** انه
رضي الله عنه قال ضاق لي يوما فتحركت النفس تحت حملها وطلبت الراحة
والفرج والمخرج فقيل لي ما تريد فقلت اريد موتا لا حياة فيه وحياة لا موت
فيها فقيل ما الموت الذي لا حياة فيه والحياة التي لا موت فيها فقلت الموت

لاحياة فيه موتي عن جنسي من الخلق فلا اراهم في الضر والنفع وموتي عن نفسي
هواي وارادتي ومناي في دنياي واخراي فلا احيا في جميع ذلك ولا
اوجد واما الحياة التي لا موت فيها فحياتي بفعل ربي عز وجل بلا وجودي
فيه والموت في ذلك وجودي معه عز وجل وهذه انفس ارادتي منذ عقلت
عقلي وسئل الشيخ العارف ناصر الدين بن قاعد الاواني عن قوله
رضي الله عنه وهذه انفس فقال هذه انفس ارادة ما دام موصوفا بان له
ارادة والا فقد قطع حال اختيار النفس ولو صف الارادة وكان
حاله مع الله عز وجل ترك الاختيار وسلب الارادة رضي الله عنه ونقل
من الشيخ العارف ابي عبد الله محمد بن ابي الفتح الهروي يقول خدمت
سيدي الشيخ محي الدين عبد القادر الجيلاني اربعين سنة وكان في مدتها يصلي
الصبح بوضوء العشاء ولقد اتاه الخليفة بالليل مرارا فقصد الاجتماع به فلا يقدر
على ذلك الى الفجر وبت عنده ليالي فكان يصلي اول الليل يسيرا ثم
يذكر الى ان يمضي الثلث الاول يقول المحيط العالم الرب الشهيد الحسيب
الفعال الخلاق الخالق البارئ المصور فيضال جثته مرة ويعظم مرة ويرتفع
في الهوى الى ان يغيب عن نظري مرة ثم يصلي قائما على قدميه الى ان يذهب
الثلث الثاني وكان يطيل في سجوده جدا يباشر وجهه الارض ثم يجلس متوجها
مراقبا يغشاه نور يكاد يخطف الابصار الى ان يغيب فيه عن النظر وكنت

سمع عنده سلامٌ عليكم سلامٌ عليكم وهو يَردُّ السلام الى ان يخرج الى صلوة
الصبح **وقال** رضي الله عنه مكثت خمسًا وعشرين سنة متجردًا سائحًا في
براري العراق وخرابه لا اعرف الخلق ولا يعرفوني يأتيني طوائف من رجال الغيب
والجان اعرفهم الطريق الى الله عز وجل واربعين سنة اصلي الصبح بوضوء العشاء
وخمس عشرة سنة اصلي العشاء ثم استفتح القرآن وانا واقف على رجل واحدة ويدي في وتد مضروب في
حائط خوف النوم حتى انتهى الى اخر القرآن عند السحر وكنت امكث من ثلثة ايام
الى اربعين ولا اجد ما اقتات به وكان النوم يأتيني في صورة فاصيح عليه
فيذهب ويأتيني الدنيا وزخارفها وشهواتها في صور حسان وقباح فاصيح عليها
فتفرّ هاربةً واقمت في المسجد المسمى الآن برج العجمي احد عشر سنة ولطول اقامتي
فيه سمي البرج العجمي كنت عاهدت الله عز وجل فيه مرةً ان لا آكل حتى القم
ولا اشرب حتى اسقى فبقيت فيه اربعين يومًا لا آكل شيئًا وبعد الاربعين جاء
رجل معه خبز وطعام فوضعه بين يدي ومضى وتركني فكادت نفسي تقتحم
على الطعام من شدة الجوع فقلت والله لا انسلخ عما عاهدت ربي عليه فسمعت
صارخا من بطني ينادي الجوع الجوع فلم ابال له فاجتاز بي الشيخ ابو سعيد المخزومي
فسمع الصارخ فدخل علي فقال ما هذا يا عبد القادر قلت هذا قلق النفس
واما الروح فساكنة الى مولاها تعالى فقال لي تعال الى باب الازج ومضى وتركني على حالي
فقلت في نفسي ما اخرج فجاءني ابو العباس خضر وقال قم وانطلق الى ابي سعيد

فجئته فوجدت طعاما مهيأ فجعلني يلقمني حتى شبعت ثم البسني الخرقة بيده

ولازمت الاشتغال عليه **وكنت** قبل ذلك في سياحاتي فاتاني

شخص ما رأيته قبل فقال لي هل لك في الصحبة قلت نعم قال بشرط ان لا تخالفني

قلت نعم قال اجلس ههنا حتى اتيك وغاب عني سنة ثم عاد الي وانا في مكاني

ذلك فجلس عندي ساعة ثم قام وقال لا تبرح عن مكانك حتى اعود اليك فغاب

عني سنة اخرى ثم جاء وهكذا الى ثلث سنين ثم عاد ومعه خبز ولبن وقال

انا الخضر وقد امرت ان آكل معك فاكلنا ثم قال قم فادخل بغداد **فقيل**

للشيخ من اين كنت تقتات في مدة تلك السنين الثلث قال من المنبوذات

وقال رضي الله عنه وكانت الدنيا وزخارفها وشهواتها تاتيني في صور

فيحميني الله من الالتفات اليها وتبرز الي نفسي في صورة فتارة يتضرع

الي فيما يريده وتارة يحاربني فينصرني الله عز وجل **وتاتيني** الشياطين

في صور شتى من عجائب صفوفا رجالا وركبانا بانواع السلاح وافزع الصور

فيقاتلوني ويرمونني بشهب النار فاجد في قلبي تثبيتا لا يعبر عنه واسمع

مخاطبا من باطني يقول قم يا عبد القادر فقد ثبتناك تثبيتا وايدناك بنصرتنا

فيفرون يمينا وشمالا ويذهبون من حيث اتوا **وكان** ياتيني الشيطان

منهم وحده ويقول اذهب من ههنا والا فعلت كذا ويحذرني تحذيرا كثيرا فالطمه

بيدي فيفر عني فاقول لا حول ولا قوة الا بالله العلي العظيم فيحترق وهكذا مرارا

كثيرة **ورأيته** مرة جالسا بالبعد عني وهو يبكي ويحثو التراب على راسه
ويقول قد يئست منك يا عبد القادر فقلت اخسأ يا لعين فاني لا ازال احذر
منك فقال هذه اشد علي **ثم** كشف لي عن اشراك كثيرة ومصائد وحبائل
حولي فقلت ماهذه قال هذه اشراك الدنيا التي يصيبها مثلك منه
فتوجهت في امرها سنة حتى انقطعت عني كلها **ثم** كشف لي عن اشياء
كثيرة متصلة بي من كل وجهة فقلت ما هذه فقيل هذه اسباب الخلق متصلة
بك فتوجهت في امرها سنة اخرى حتى انقطعت كلها وانفردت عنها **ثم**
كشف لي عن باطني فرأيت في قلبي مناطا بعلائق كثيرة فقلت ما هذه فقيل
لي هذه ارادتك واختياراتك فتوجهت في امرها سنة اخرى حتى انقطعت
جميعها وتخلص منها قلبي **ثم** كشف لي عن نفسي فرأيت ادواءها باقية
وهواها حيا وشيطانها ماردا فتوجهت في ذلك سنة اخرى فبرأت ادواء
النفس ومات الهوى واسلم الشيطان وصار الامر كله لله فبقيت وحدي
والوجود كله من خلفي وما وصلت الى مطلوبي بعد فاجتذبت الى باب
التوكل لادخل منه على مطلوبي فاذا عنده زحمة ثم الى باب الشكر ثم الى باب
التسليم ثم الى باب الغناء ثم الى باب القرب ثم الى المشاهدة فوجدت في
الكل زحمة فجزتها ثم اجتذبت الى باب الفقر فاذا هو خال فدخلت منه
فرأيت فيه كل ما تركته ففتح لي منه الكنز الاكبر ونيت فيه العز الاعظم

حکایت پرسیدن فقها صد مسائل

٥٢

ولحرية الخالصة ومحقت لبقايا ونسخت الصفات وجاء الوجود الثاني

والحمد لله **ونقل** عن الشيخ الجليل ضياء الدين ابي نصر موسى بن

الشيخ محي الدين عبد القادر رضي الله عنهما يقول سمعت والدي يقول خرجت

في بعض سياحاتي الى البرية ومكثت اياما ما اجد ماء فاشتد عطشي فظللني

سحابة ونزل علي منها شيء يشبه الندى فرويت ثم رأيت نورا اضاء به الافق

وبدت لي صورة ونوديت منها يا عبد القادر انا ربك وقد حللت لك المحرمات

خذ ما شئت قلت اعوذ بالله من الشيطان الرجيم اخسأ يا لعين فاذا صار ذلك

النور ظلاما وتلك الصورة دخانا ثم قال لي يا عبد القادر نجوت مني بعلمك

بحكم ربك وفقهك في احوال منازلاتك ولقد اضللت بمثل هذه الواقعة

سبعين من اهل الطريق فقلت لربي الفضل والمنة قال فقيل له وكيف عرفت

انه شيطان قال بقوله قد حللت لك المحرمات **ونقل** عن الشيخ

ابي القاسم عمر بن مسعود البزاز يقول سمعت الشيخ محي الدين عبد القادر رضي

الله عنه يقول كانت الاحوال تطرقني في بدايتي فاقاويها واملكها واعدو

وانا لا ادري فاذا سري عني من ذلك فوجدت نفسي في مكان بعيد عن المكان

الذي كنت فيه واطرقني الحال مرة في خراب بغداد وعدوت قدر ساعة

وانا لا ادري ثم سري عني وانا في بلاد شتر وبينها وبين بغداد اثنا عشر

يوما فبقيت متفكرا في امري فاذا امرأة تقول اتتعجب من هذا الامر وانت

الشيخ عبد القادر **ونقل** عن الشيخ ابي عبدالله محمد بن الخضر بن عبدالله
الحسيني الموصلي قال قال ابي خدمت الشيخ محي الدين عبد القادر رضي الله عنه
ثلث عشر سنة وما رأيته فيها يمخط ولا يتنحنح ولا قعدت عليه ذبابة ولا
قام لاحد من العظماء ولا الم بباب ذي سلطان ولا جلس على بساطه ولا اكل
من طعام الامرة واحدة وكان يرى الجلوس على بساط الملوك ومن يليهم
من العقوبات المعجلة **وكان** اذا يكتب الى الخليفة يكتب عبد القادر
يامرك بكذا وامره نافذ اليك وطاعته واجبة عليك وهو لك قدوة وعليك حجة
فاذا وقف على ورقته قبلها **قالوا** وحضر يوما مجلسه رضي الله نقيب النقباء بن
الالقي ولم يكن حضره قبل ذلك فقال الشيخ له مشيرا اليه ليتك لم تخلق واذ
خلقت علمت لماذا خلقت يا نائم انتبه افتح عينيك فانظر امامك فقد اتتك
جنود العذاب يا راحل يا زائل يا منتقل يا مسافر الف عام لتسمع مني حكمة واحدة
ابلغ عندك كم سمنت الدنيا مثلك بالجاه والكثرة ثم قتلته **خطوتان**
وقد وصلت الى الله النفس والخلق وانت يا مريد خطوتان وقد وصلت الى
الله الدنيا والاخرة الا الى الله تصير الامور **فلما** نزل عن الكرسي قال له بعض
تلامذته يا سيدي لقد بالغت في القول فقال انما هو نور رجلا ظلمته قال فلم
يزل بعد ذلك يحضر مجلسه يأتيه في غير وقت المجلس ويجلس بين يديه
متواضعا متصاغرا حتى مات رحمه الله **ونقل** انه سأل منه رضي الله عنه سائل

علام نبت امرك قال على الصدق وما كذبت قط **وقصة** اسيد انه رضي الله عنه امر للمسير الى بغداد وا دفع لها رضي الله عنهما واعطاها اياه اربعين دينارا وخيطها في الدلق وملاقاة القطاع وصدقه رضي الله عنه معهم وتوبتهم عليه مشهورة **وروي** انه كان يموت من اولاده رضي الله عنه ذكورا واناثا فلا يقطع المجلس ويصعد على الكرسي فاذا حضرت الجنازة نزل وصلى عليه **وروي** انه كان عليه رضي الله عنه في الليالي الباردة قميص واحد والعرق يخرج من جسده وحوله من يروحه بالمروحة كما يكون في شدة الحر **نقل** انه اجتمع عليه الفقهاء والفقراء فتكلم عليهم في القضاء والقدر فبينا هو يتكلم عليهم اذ سقطت حية عظيمة في حجره من السقف ففر منها كل من كان حاضرا عنده ولم يبق الا هو فدخلت الحية تحت ثيابه ومرت على جسده وخرجت من طوقه والتفت على عنقه ومع ذلك ما قطع كلامه ولا غير جلسته ثم نزلت الى الارض وقامت على ذنبها بين يديه فصوتت ثم كلمها بكلام ما فهمناه ثم ذهبت فجاء الناس اليه وسألوه عما قالت له وقال لها فقال قالت لي بهذا اختبرت كثيرا من الاولياء ولم ار مثل ثباتك فقلت لها انك سقطت علي وانا اتكلم في القضاء والقدر وهل انت الا دويدة يحركك ويسكنك القضاء والقدر فاردت ان لا يناقض فعلي قولي **ذكر وعظه** رضي الله عنه نقل انه قال رضي الله عنه كنت في الابتداء اوموا فغي

في النوم واليقيظة وكان يغلب على الكلام ويزدهم على قلبي ولا اقدران
اسكت وكان يجلس عندي رجلان وثلثة يسمعون كلامي ثم تسامع الناس
وازدهم الخلق علي فكنت اجلس في المصلى بباب الحليبة ثم ضاق على الناس
فحمل الكرسي الى خارج البلد وكان الناس يجيئون على الخيل والبغال والحمير
والجمال ويقفون بماوراء المجلس كالسور وكان يحضر المجلس نحوا من سبعين الفا

واخبر المشائخ الشيخ عبدالوهاب والشيخ عبدالرزاق والعمر بن الكيمالي
والبزاز قالوا سمعنا الشيخ محي الدين عبدالقادر رضي الله عنه يقول على الكرسي
رأيت رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال لي يا بني لم لا تتكلم فقلت يا ابتاه
انا رجل اعجمي كيف تكلم على فصحاء بغداد فقال افتح فاك ففتحت فتفل فيه سبعًا
وقال لي تكلم على الناس وادع الى سبيل ربك بالحكمة والموعظة الحسنة
فصليت الظهر وجلست وحضرني خلق كثير فارتج علي فرايت عليًا رضي الله عنه
قايما بازائي فقال لي افتح فاك ففتحته فتفل فيه ستًا فقلت له لم لم تكملها سبعًا
قال ادبًا مع رسول الله صلى الله عليه وسلم ثم توارى عني **فقلت**
غواص الفكر في بحر القلب على درر المعاني فيستخرجها في ساحل الصدر فينادي
عليها سمار ترجمان اللسان فيشتري بنفايس حسن الطاعة في بيوت اذن الله ..

قالوا فهذا اول كلام تكلم به الشيخ عبدالقادر على الكرسي رضي الله عنه و
اخبر الامام ابوبكر عبدالعزيز بن الشيخ رضي الله عنه قال قال لي الشيخ القدوة

ابو الحسن علی بن الهیتی رضی الله عنه اذا صعد والدک بالکرسی وقال الحمد لله انصت
له کل ولی فی الارض سواء کان حاضرا بمجلسه او غائبا عنه ولذلک یکررها ویسکت
بعدها ان الاولیاء والملائکة یزدحمون فی مجلسه وان من لا یری فیه اکثر ممن یری وان
الرحمة لتنصب علی حاضریه صبا **واخبر** الشیخ ابو زکریا یحیی بن نصر بن عمر البغدادی
المنشاء المعروف بالصحراوی قال سمعت ابی یقول استدعیت الجان مرة بالعزائم
وابطأت علی اجابتهم اکثر من عادتی ثم اتونی وقالوا لا تعد تستدعینا اذا کان
الشیخ عبد القادر یتکلم علی الناس فقلت ولم قالوا انا نحضره فقلت وانتم ایضا فقالوا
ان ازدحامنا بمجلسه اشد من ازدحام الناس وان منا طوائف کثیرة اسلمت
علی یدیه **وقال الشیخ** ابو حفص عمر بن حسین العطسو قال لی الشیخ
محی الدین عبد القادر رضی الله عنه فی بعض الایام ای عمر لا تنقطع عن مجلسی
فان فیه تفرق الخلع والویل لمن یفوته قال الشیخ ابو حفص ومضی علی ذلک مدة
فبینا انا فی بعض الایام فی المجلس اذ غشینی النوم فغبت عنی فرأیت خلعا ینزل من
السماء حمرا وخضرا فیقع علی اهل المجلس ففتحت عینی منزعجا ووثبت لاقول للناس
فنادانی الشیخ ای بنی اسکت فلیس الخبر کالمعاینة **وقال** ایضا الشیخ
ابو حفص حضرت مجلس الشیخ محی الدین عبد القادر رضی الله عنه وکنت قاعدا
محاذی وجهه فرأیت شیئا علی هیئة قندیل النور ینزل من السماء الی ان قارب
فم الشیخ ثم عاد وصعد سریعا هذا ثلث مرات فما تمالکت ان قمت لاقول للناس

لفرط تعجبي فبادرني وقال اقعد فان المجالس بالامانة قال فجلست ولم
تكلم به الابعد موته **وقال** الشيخ ابو عبدالله محمد بن خضر الحسيني
الموصلي قال سمعت ابي يقول كان الشيخ محي الدين عبدالقادر رضي الله
عنه يتكلم في اول مجلسه بانواع العلوم وكان اذا صعد على الكرسي لا يبصق
احد ولا يمخط ولا يتنحنح ولا يتكلم ولا يقوم هيبة له الى وسط المجلس **فيقول**
الشيخ مضى القال وعطفنا بالحال فيضطرب الناس اضطرابا شديدا و
يتداخلهم الحال والوجد **وكان** يعد من كراماته ان اقصى الناس في
مجلسه يسمع صوته كما يسمع ادناهم منه مع كثرتهم **وكان** يتكلم على خواطر
اهل المجلس ويزاحمهم بالكشف **وكان** اذا قام فوق الكرسي يقوم الناس
لجلالته واذا قال اسكتوا اسكتوا حتى لا يسمع منهم سوى انفاسهم هيبة له
وكان الناس يضعون ايديهم في مجلسه فيقع على رجال بينهم يدركونهم
باللمس ولا يرونهم ويسمعون وقت كلامه في الفضا صليلا **وكان** رضي الله
عنه يقول على الكرسي يا غلام لا يكن قعودك عني عند قعودي ههنا الولاية
ههنا الدرجات ههنا يا مشتري التوبة بسم الله تقدم يا مشتري العفو بسم الله
تقدم يا مشتري الاخلاص بسم الله تقدم ايتني في كل اسبوع مرة او في كل شهر
او في كل عام او في دهرك مرة وخذ الف الف شيء يا غلام سافر الف عام تسمع
مني كلمة واحدة اذا دخلت ههنا فاخلع عنك رؤية عملك وزهدك وورعك

آوردن آن حضرت رضی الله عنه حضرت خضر علیه السلام را

ولحوالك تأخذنا عنك لك يحضر مجلسي بطائن الملك وخواصه والأولياء
والغيبيون يتعلمون مني التواضع للجناب المنزه وما من نبيّ خلقه الله ولا
وليّ الا وقد حضر مجلسي الاحياء باجسادهم والاموات بارواحهم **واخبر**
المشائخ عن الشيخ القدوة ابي سعيد القيلوي يقول رأيت رسول الله صلى
الله عليه وسلم وغيره من الانبياء في مجلس الشيخ عبد القادر غير مرّة وان السيد
ليشرّف عبده وان ارواح الانبياء لتجول في السموات والارض جولان الرياح
في الآفاق ورأيت ملائكة يحضرون طوائف بعد طوائف ورأيت رجال
الغيب والجان يتسابقون الى مجلسه ورأيت ابا العباس الخضر يكثر من
حضوره فسألته فقال من اراد الفلاح فعليه بملازمة هذا المجلس **واخبر**
الشيخ الجليل الشريف ابو العباس احمد بن الشيخ عبد الله الازهر الحسيني قال حضرت
مجلس شيخنا الشيخ محي الدين عبد القادر الجيلي رضي الله عنه وكان في المجلس
نحو من عشرة آلاف رجل وكان الشيخ علي بن الهيتي رضي الله عنه جالسا تجاه
الشيخ تحت دكة المقرئ فاخذته سنة فقال الشيخ للناس اسكتوا فسكتوا حتى يقول
القائل انهم لا يسمع الا انفاسهم ثم نزل من الكرسي ووقف بين يدي الشيخ علي متادبا
وجعل يحدق عليه ثم استيقظ الشيخ علي فقال له ارأيت النبيّ صلى الله عليه وسلم
في المنام قال نعم قال من اجله تادبت فيما وصاك قال بملازمتك قال الشيخ علي
للناس الذي رأيته في النوم رآه الشيخ في اليقظة **روي** انه مات ذلك اليوم

سبعة رجال وقال رضي الله عنه يوما انما كلامي على رجال يحضرون مجلسي
من وراء جبل قاف اقدامهم في الهوى وقلوبهم في حضرة القدس قلانسهم وطواقيهم
تحترق من شدة شوقهم الى ربهم عز وجل وكان ابنه السيد عبد الرزاق
اذ ذاك جالسا على المنبر تحت رجل ابيه فرفع رأسه الى السماء فشخص ساعة
ثم غشي عليه واحترقت طاقيته وزيقه فنزل الشيخ واطفاه وقال وانت ايضا
يا عبد الرزاق منهم فسئل السيد عبد الرزاق ما اغشاه فقال لما نظرت
الى الهوى رأيت رجالا واقفين مطرقين منصتين لكلامه وقد ملاء الافق
وفي لباسهم وثيابهم النار فمنهم من يصيح ويعدو ومنهم من يسقط في ارض المجلس
ومنهم من يرعد في مكانه ونقل انه قرأ القاري عنده يوما لمن الملك
اليوم فقام وكان الناس لجلالته يقومون اذا قام فاشار اليهم على حالكم ثم بقي
يقول من يقول الملك لي وكررها مرارا فقدم اليه رجل من كبار الصالحين
يعرف بالشيخ احمد زرار وكان كثير العبادة وافر المجاهدة وقال انا اقول الملك
لا تملى ولم يكن له مثله فصاح الشيخ عليه صيحة واحدة عظيمة وقال احمق
متى كنت له حتى كان لك متى رأيت البلاء يحول حولك وطرقت له اليك
فصاح الفقير ورمى ثوبا كان عليه من صوف اسود وخرج الى الصحراء عريانا
واخبر الشيخ العارف ابو محمد فرج بن شهاب الشيباني قال لما اشتهر
امر الشيخ محي الدين عبد القادر رضي الله عنه اجتمع مائة فقيه من اعيان فقهاء

بغداد على ان يسأله كل واحد منهم مسئلة في فن من العلوم غير مسئلة صاحبه
واتوا المجلس وعظ رضي الله عنه وكنت يومئذ فيه فلما استقر بهم المجلس
اطرق الشيخ فظهرت من صدره بارقة من نور لا يراها الا من شاء الله تعالى
ومرت على صدور المائة ولا يمر على احد منهم الا يبهت ويضطرب ثم صاحوا
صيحة واحدة ومزقوا ثيابهم وكشفوا رؤسهم وصعدوا الى فوق الكرسي ووضعوا
رؤسهم على رجليه فضج اهل المجلس ضجة واحدة ظننت ان بغداد رجت بها
فجعل يضم الى صدره واحدا منهم ثم قال لاحدهم اما انت فسئالتك كذا وجوابها
كذا حتى ذكر لكل منهم مسئلته وجوابها **قال** فلما انقضى المجلس اتيتهم
وقلت لهم ما شأنكم قالوا لما جلسنا فقدنا جميع ما نعرف من العلم حتى كانه نسخ منا
فلم يمر بنا قط فلما ضمنا الى صدره رجع الى كل واحد منا ما نزع منه من العلم
وذكر لنا مسائلنا وذكر لها اجوبة لا نعرفها **واخبر** الشيخ العارف ابو القاسم
محمد بن احمد بن علي الجهني قال كنت اجلس تحت كرسي الشيخ محيي الدين عبد القادر
رضي الله عنه وكان له نقباء يجلسون على الكرسي على كل مرقاة اثنان منهم فكان
يجلس تحت كرسيه رجال كانهم الاسد هيبة ولقد استغرق مرة في كلامه على كرسيه
حتى انحلت طية من عمامته وهو لا يدري فالقى الحاضرون جميعهم عمايمهم وطواقيهم
تحت الكرسي فلما فرغ من كلامه اصلح عمامته وقال لي يا ابا القاسم رد على
الناس عمايمهم وطواقيهم ففعلت وتخلفت معي عصابة لا ادري لمن هي فقال الشيخ

٦١

اعطنيها فجعلها على كتفه فاذا هي ليست عليه فلما نزل الشيخ توكأ على كتفي

او قال على يدي وقال يا ابا القاسم لما وضع اهل المجلس عمائمهم وضعت اخت

لنا باصفهان عصابتها فلما ردت على الناس مالهم وجعلتها على كتفي مدت

يدها من اصفهان فاخذتها **واخبر** قاضي القضاة ابو صالح نصر قال سمعت

عمي ابا عبد الله السيد عبد الوهاب يقول سافرت الى بلاد العجم وتفننت

في العلوم فلما رجعت الى بغداد قلت لوالدي اريد ان اتكلم على الناس بحضرتك

فاذن لي فصعدت على الكرسي وتكلمت بما شاء الله من العلوم والمواعظ

والدي يسمع ولم يخشع قلب ولم يجر دمعة فضج اهل المجلس لوالدي يسألونه

ان يتكلم عليهم فنزلت وصعد وقال كنت صائما بالامس وطبخت لي ام يحيى بيضات

وجعلتها في سكرجة وجعلتها على البنوقة فجاءت السنور فرمت بها وانكسرت

قال فضج اهل المجلس بالصراخ فلما نزل قلت له في ذلك قال يا بني انت

مدل بسفرك اسافرت الى ههنا واشار باصبعه الى السماء وكنت بعد ذلك ربما

اصعد الكرسي واتكلم على الناس بفنون العلم فلما يتاثر احد ثم انزل فيصعد

فيقول يا بلد الشيخ اعذر ساعة فيصيح اهل المجلس صيحة واحدة وكنت اسأله عن

ذلك فيقول انت المتكلم فيك وانا المتكلم في غيري **قال** وكان اذا سئل

عن مسئلة في مجالس وغطر ربما يقول استاذني في الكلام عليها فيطرق ويجلله

هيبة ويعلوه وقار ثم يتكلم بما شاء الله **وكان** يقول وعزة المعبود ما تكلمت

حتى قيل لي بحقي عليك تكلم وامنتك من الرد وتكلم رضي الله عنه يومًا في مجلسه فتداخل بعض الناس فترة فقال لو اراد الله تعالى ان يرسل طيورًا خضرًا تسمع كلامي يفعل فلم يتم كلامه حتى امتلأ المجلس بطيور خضر يراها من حضر **وقال** يومًا آخر هكذا فجاء طائر اخضر حسن الصورة ودخل كمّه وما خرج **ومرّ** يومًا آخر بمجلسه طائر عجيب الخلقة فاشتغل الناس بالنظر اليه فقال وعزة المعبود لو شئت اقول لهذا الطائر مت قطعًا قطعًا لمات فما اتم كلامه حتى وقع الطائر الى ارض المجلس قطعًا قطعا **واخبر** الشيخ القدوة بقا بن بطو رضي الله عنه يقول حضرت مجلس الشيخ عبد القادر رضي الله عنه مرة فبينا هو يتكلم على المرقاة الاولى من الكرسي اذ قطع كلامه وسهى ساعة ونزل الى الارض ثم صعد الكرسي وجلس على المرقاة الثانية فما شهدت ان مرقاة الأولى قد اتسعت حتى صارت مدّ البصر وفرشت من السندس الاخضر وجلس عليها رسول الله صلى الله عليه وسلم واصحابه رضي الله عنهم لئلا يقع ثم تضاءل حتى صار كالعصفور ثم نما حتى صار على صورة هائلة ثم توارى عني هذا كله **فسئل** الشيخ بقا عن رؤيته صلى الله عليه وسلم واصحابه قال ارواحهم تشكلت وان الله تعالى ايدهم بقوة يظهرون بها **وسئل** عن تضاءل الشيخ عبد القادر ونموه فقال كان التجلي الاول بصفة لا يثبت لبشر الا بتائيد نبوي فلذلك كاد الشيخ يسقط لولا تداركه رسول الله صلى الله عليه وسلم وكان

التجلي التلف بصفة الجلال من حيث المشاهدة فلذلك انتفش ونما وذلك
فضل الله يؤتيه من يشاء **وكان** رضي الله عنه يتكلم في الاسبوع ثلث
مرات بكرة الجمعة وعشية الثلثاء وبكرة الاحد **وكان** يحضر مجلسه
اكابر مشائخ العراق واعيان علمائها وصدورها ومفتيها مثل الشيخ بقا بن بطو والشيخ
ابي سعيد القيلوي والشيخ علي بن الهيتي والشيخ ابو النجيب عبد القاهر السهروردي
والشيخ ماجد الكردي والشيخ مطر الباداني وغيرهم من المشائخ والعلماء و
الاولياء **قال الراوي** وما علمت ان الشيخ عبد الرحمن الطفسونجي دخل
بغداد لكنه رأيته غير مرة بطفسونج يقف طويلا ويقول من اراد ان يسمع كلام
الشيخ عبد القادر رضي الله عنه فليدخل هذه الدار فيدخلها اكابر اصحابه و
يسمعون كلامه رضي الله عنه وربما كتب بعضهم وتورخ ذلك اليوم و ياتي
موافقا **وهكذا** نقل عن الشيخ عدي بن مسافر انه كان بجبل الاشر يقول
من اراد ان يسمع كلام الشيخ عبد القادر فليجلس في هذه الدار فيجلس عنده فيها
اكابر اصحابه فيسمعون كلامه رضي الله عنه **وكان** رضي الله عنه حينئذ يقول
بعين الشيخ عدي بن مسافر فيكم **وكان** يموت في مجلس وعظه رجلان او ثلثة
وكان يكتب في مجلسه اربعمائة محبرة **وكان** كثيرا ما يخطو
في الهوى في مجلسه على رؤس الناس خطوات ثم يرجع الى الكرسي **روي**
انه رضي الله عنه كان يتكلم يوما فخطا في الهوى خطوات وقال يا اسرائيلي قف

ذکر بعض از کرامات

واسمع كلام المتهدي ثم رجع الى مكانه فقيل له في ذلك فقال رأ ابو العباس الخضر
على مجلسنا عجلاً فخطوت اليه وقلت له ما سمعتم وامثال هذه الحكاية
كثيرة ولم يكن مجلسه رضي الله عنه يخلو ممن يسلم من اليهود والنصارى
ولا ممن يتوب من قطع الطريق وسوء المذهب وغير ذلك من الفساد وقد
اسلم على يديه من اليهود والنصارى اكثر من خمسمائة ومن العيارين و
امثالهم اكثر من مائة الف فكيف بغيرهم وروي انه اتاه يوما راهب
واسلم على يديه في المجلس ثم قال للناس اني رجل من اليمن وان الاسلام وقع
في نفسي وقوي عزمي ان لا اسلم الا على خير اهل الارض في ظني وجلست متفكرا
فغلب علي النوم فرأيت عيسى ابن مريم صلوة الله عليه وسلامه يقول لي اذهب
الى بغداد واسلم على يد الشيخ عبد القادر الجيلاني فانه خير
اهل الارض في هذا الوقت وجاء عنده مرة اخرى ثلثة عشر رجلا من النصارى
واسلموا على يده في مجلس وعظه فقالوا نحن نصارى العرب واردنا الاسلام وترددنا
فيمن نقصده لنسلم على يده فهتف بنا هاتف نسمع كلامه ولا نرى شخصه
يقول ايها الركب الفلاح ايتوا بغداد واسلموا على يد الشيخ عبد القادر فانه
يوضع في قلوبكم من الايمان عنده ببركته ما لم يوضع فيها عند غيره من سائر
الناس وروي ان الشيخ صدقة البغدادي ابي رباطه رضي الله عنه
والناس جلوس ينتظرون خروج الشيخ عبد القادر ليتكلم عليهم فجاء فجلس بين

المشائخ فلما صعد الشيخ الكرسي لم يتكلم ولم يأمر القاري بالقرآءة واخذ الناس وجد
عظيم وتداخلهم امر جليل فقال الشيخ صدقة في نفسه الشيخ لم يتكلم والقاري
لم يقرء فبم هذا الوجد فالتفت الشيخ الى جهته وقال يا هذا جاء مريد لي من بيت
المقدس الى ههنا في خطوة وتاب على يدي والحاضرون اليوم في ضيافته
فقال الشيخ صدقة في نفسه من يكون خطوته من بيت المقدس ههنا فبم
يتوب وما حاجته الى الشيخ فالتفت الشيخ الى جهته وقال يا هذا يتوب من خطو في
الهوى فلا يرجع اليه ويحتاج الى ان اعلمه الطريق الى محبة الله **ثم قال**
انا سيفي مشهور وقوسي موتور ونبالي مفوقة وسهامي صائبة ورمحي منصوب و
فرسي مسروج انا نار الله الموقدة انا سلاب الاحوال انا بحر لا ساحل له انا دليل
الوقت انا المتكلم في غيري **وقال** رضي الله عنه انا المحفوظ انا الملحوظ يا صوام
يا قوام يا اهل الجبال دكت جبالكم يا اهل الصوامع هدمت صوامعكم اقبلوا الى امر
من الله انما امرنا من الله يا فتيان الطريق يا رجال يا ابدال يا اوتاد يا ابطال يا
اطفال هلموا وخذوا عن البحر الذي لا ساحل له وعزة ربي ان السعداء والاشقياء
ليعرضون علي وان بؤبؤ عيني في اللوح المحفوظ انا الغائص في بحار علم الله
ومشاهدته انا حجة الله عليكم جميعكم انا نائب رسول الله ووارثه في الارض
وقال رضي الله عنه الانس لهم مشائخ والجن
لهم مشائخ والملائكة لهم المشائخ وانا شيخ الكل

وقال رضي الله عنه في مرض موته لاولاده بيني
وبينكم وبين الخلق كلهم بُعد ما بين السماء والارض فلا تقيسوني باحدٍ ولا
تقيسوا على احدًا انا وقال انا من وراء امور الخلق وانا من وراء عقولهم يا اهل
الارض شرقا وغربا يا اهل السماء قال الله سبحانه وتعالى ويخلق ما لا تعلمون
انا مما لا تعلمون يقال لي بين الليل والنهار سبعين مرة وانا اخترتك
ولتصنع على عيني يقال يا عبد القادر تكلم يسمع منك يقال لي يا عبد القادر
بحقي عليك تكلم امنتك من الرد والله ما فعلت شيئا حتى امرت به وقال رضي
الله عنه اذا تكلمت بكلامٍ بالله عليكم قولوا صدقت انما اتكلم عن يقينٍ لا شك
فيه أنطق فانطق واعطى فافرق وأومر فافعل والعهدة على من امرني والدية
على العاقلة تكذيبكم لي سم ساعة لاديانكم وسبب لذهاب دنياكم واخراكم
انا سياف انا قتال ويحذركم الله نفسه ولولا لجام الشريعة على لساني لاخبرتكم
بما تأكلون وما تدخرون في بيوتكم لولا لجام الحكم على لساني لنطق صاع يوسف
بما فيه لكن العلم مستجير بذيل العالم لا يبدي مكنونه وقال انا اعلم ما في ظاهركم
وباطنكم وانتم كالقوارير في نظري وقال رضي الله عنه كل رجال الحق اذا
وصلوا الى القدر امسكوا الا انا وصلت اليه وفتح لي فيه روزنة فاولجت فيها
فنازعت اقدار الحق بالحق للحق فالرجل هو المنازع للقدر لا الموافق له قال
يا غلام اسئل منكرا ونكيرا اذا جاءاك في القبر يخبراك عني ونقل عن الشيخ

آمدن ماهها و سالها برو

رضی الله عنه

ابي الفضل احمد بن القاسم بن عبدان القرشي البغدادي البزاز انه قال كان
الشيخ عبد القادر يتطلس ويلبس لباس العلماء ويلبس الرفيع من القماش ولقد
اتاني خادمه يوماً بذهب وقال لي اريد خرقة ذراعها بدينار لا يزيد حبة
ولا ينقص حبة فاعطيته وقلت لمن هي قال لسيدي الشيخ عبد القادر فقلت
في نفسي ما ترك الشيخ للخليفة من اللباس فلم يتم في خاطري حتى وجدت
في رجلي مسماراً وشاهدت من الم الموت واجتمع على الناس لينزعوه فلم يستطيعوا
فقلت احملوني الى الشيخ فلما طرحت بين يديه فقال يا ابا الفضل لم تعترض
علينا بباطنك وعزة المعبود ما لبسته حتى قيل لي بحقي عليك البس قميصاً
ذراعه بدينار يا ابا الفضل هذا كفن وكفن الميت اجمل هذا بعد الف موتة
ثم مر بيده على رجلي فذهب المسمار فقال الشيخ اعتراض علينا تشكل له في
صورة مسمار رضي الله تعالى عنه وعن جميع الصالحين **ذكر بعض**
خوارق وكراماته رضي الله عنه قد سبق انه لا انتهاء لها
ولا يمكن استقصاءها ولكن نذكر عدداً قليلاً منها ليكون انموذجاً فالقليل
يدل على الكثير **روي** انه سئل عنه رضي الله عنه متى عرفت انك ولي
الله قال كنت انا ابن عشر سنين واخرج من دارنا فاذهب الى المكتب فانظر
الملائكة يمشون حولي فاذا وصلت الى المكتب سمعت الملائكة يقول للصبيان
افسحوا لولي الله حتى يجلس فمر بنا يوماً رجل ما عرفته قبل يومئذ فسمع

الملائكة

المذاكرة يقول ذلك فقال لاحد منهم هذا الصبي قالوا له هذا سيكون
له شان عظيم هذا يعطي فلا يمنع ويمكن فلا يحجب ويقرب فلا يمكر به ثم عرفت
ذلك الرجل بعد اربعين سنة فاذا هو من ابدال ذلك الوقت **واخبر**
الشيخ القدوة ابو عبد الله محمد بن قايد الاواني قال كنت عند الشيخ محي الدين
عبد القادر رضي الله عنه فسأله سائل على ما بنيت امرك قال على الصدق
ما كذبت قط **ولا** لما كنت في المكتب ثم **قال** رضي الله عنه كنت
صغيرا في بلدنا فخرجت الى السواد في يوم عرفة وتبعت بقر حراثة فالتفتت الي
البقرة وقالت لي يا عبد القادر ما لهذا خلقت ولا بهذا امرت فرجعت فزعا الى
دارنا وصعدت الى سطح الدار فرأيت الناس واقفين بعرفات فجئت الى
امي واستاذنتها المسير الى بغداد لاشتغال العلم وزيارة الصالحين
قال رضي الله عنه وكنت صغيرا في بلاد اهلي كلما هممت ان العب مع
الصبيان سمعت قائلا يقول لي تعال الي يا مبارك فاهرب فزعا والقي نفسي
في حجر امي واني لاسمع الآن هذا في خلوتي قال كنت وانا شاب في سياحتي
اسمع يقال لي يا عبد القادر واصطنعتك لنفسي **وقد كان** رضي الله
عنه يخبر عن الغيوب عما يقع بعد ثلثين او اربعين سنة فصاعدا ويتصرف في
الطالب في الساعة بما يكشف له عن بطائن الملك والملكوت **وقد نقل**
فيها حكايات كثيرة **وقد** كانت الشهور والسنوات تجيء عليه رضي الله عنه

ونخبره بما يقع فيها **ونقل** عن ولده الشيخ سيف الدين عبد الوهاب انه
قال ما من شهر الا و ياتي الى والدي الشيخ محي الدين عبد القادر رضي الله عنه
قبل ان يهل فان كان في قدر الله تعالى ان يكون فيه نقمة و سوء جاء في
صورة منكرة وان كان في قدر الله ان يكون فيه نعمة و خير جاء في صورة
جميلة **اخبر المشائخ** ومنهم ابنه سيد السادات سيف الدين عبد الوهاب
قالوا كنا جلوسا عند شيخنا الشيخ محي الدين عبد القادر الجيلي آخر نهار الجمعة
سلخ الجمادى الاخرى من سنة ستين و خمسماية و هو يتكلم فجاء شاب حسن الصورة
وجلس الى الشيخ وقال السلام عليك يا ولي الله انا شهر رجب جئتك اهنيك
وما قدر ان يكون في سوء عام على الناس قال فلم ير الناس في شهر رجب ذلك
الاخير فلما كان يوم الاحد سلخه جاء شخص كريه المنظر و نحن ايضا عنده فقال السلام
عليك يا ولي الله انا شهر شعبان جئتك وقد قدر في ان يكون فناء ببغداد
وغلاء بالحجاز و سيف بخراسان فكان كما قال **ومرض الشيخ** رضي الله عنه
في رمضان اياما و نحن ايضا عنده و كان يومئذ حاضرا عنده الشيخ علي بن
الهيتي و الشيخ ابو النجيب عبد القاهر السهروردي و الشيخ ابو الحسن الجوسقي
وغيرهم من المشائخ فجاءه شخص بهي السمت عليه وقار فقال السلام عليك
يا ولي الله انا شهر رمضان جئتك اعتذر اليك مما قدر عليك في و اودعك
فهذا اخر اجتماعي بك ثم انصرف فمات الشيخ في ربيع الاخر من السنة الثانية

ولم يدرك رمضانا آخر **واخبر** الشيخان الشيخ ابو القاسم عمر بن مسعود البزار
والشيخ ابو حفص عمر الكيماني قالا كان الشيخ محي الدين عبد القادر رضي الله
عنه يمشي في الهواء على رؤس الاشهاد في مجلسه ويقول ما تطلع الشمس حتى
تسلم علي وتجئ السنة وتسلم علي وتخبرني بما يجري فيها وتجئ الشهر والاسبوع
واليوم وتسلمون علي وتخبروني بما تجري فيهم **واخبر** المشائخ عن الشيخ
العارف ابي الخير بشر بن معروف قال كنت انا والشيخ ابو سعيد والمشائخ
الذين يذكر اسماءهم في اثناء البيان انهم كانوا حاضرين عنده رضي الله
عنه بمدرسته فقال ليطلب كل منكم حاجة اعطها له **فقال** الشيخ ابو
السعود احمد بن الحريمي اريد ترك الاختيار **وقال** الشيخ محمد بن قائد
اريد القوة على المجاهدة وقال الشيخ ابو القاسم عمر البزار اريد الخوف من الله
وقال الشيخ ابو محمد الحسن الفارسي كان لي حال مع الله وقد فقدته واريد
رده علي واريد زيادة عليه **وقال** الشيخ جميل صاحب الخطوة اريد حفظ
الوقت **وقال** الشيخ ابو حفص عمر الغزال اريد زيادة الازدياد من العلم
وقال الشيخ الخليل الصرصري اريد ان لا اموت حتى انال مقام القطبية وقال
الشيخ ابو البركات الهمامي اريد الاستغراق في محبة الله وقال الشيخ ابو الفتوح
المعروف بابن الحصري نصر البغدادي اريد حفظ القران والحديث وقال
الشيخ ابو الخير اريد معرفة افرق بها بين الموار والربانية وغيرها وقال ابو عبد الله

بن هبيرة اريد نيابة الوزارة وقال ابو [illegible] متوح [illegible] رحمه الله اريد
ان اكون بوّاب الدار وقال ابو القاسم بن صاحب اريد ان اكون حاجب باب
العزيز **فقال** الشيخ عبد القادر وكلا نمد هؤلاء وهؤلاء من عطاء ربك
وما كان عطاء ربك محظورا **يقول** الراوي فوالله نالوا كلهم ما طلبوا
ورأيت كل واحد منهم في الحال التي ارادها الا الشيخ الخليل الصرصري فانه
لم يات الوقت الذي وعد فيه بالقطبية **وقد جاء** في هذه الرواية
انه قطب الشيخ الخليل الصرصري قبل موته بسبعة ايام قال فاما الشيخ ابو سعد علي
فانه بلغ في ترك الاختيار غاية قصوى وتسنم ذروة عليا وسمعته يقول
ما خطر لي خاطر خارج عن سجادتي واما الشيخ ابن قايد فانه نال من القوة على
المجاهدة ما لم يبلغها مثله من اهل زمانه وجلس في اخر امره تحت الارض اربع
عشر سنة بعد اربع عشر سنة اخرى وسمعته يقول جوعت الجوع وعطشت العطش ونومت
النوم وساهرت السهر وخوفت الخوف والبلاء يفرمني والله غالب على امري
واما الشيخ عمر البزاز فانه وصل الى درجة عالية في الخوف حتى انه في
وقت يقطر من مخه الى حلقه من شدة الخوف واما الشيخ حسن الفارسي فان
الشيخ عبد القادر نظر اليه وهو جالس في مجلسه نظرة فاضطرب وقام لوقته
فلقيته من الغد وسألته عن شانه قال قد ردّ الشيخ عبد القادر علي حالي
الذي كنت فقدته بزيادة في تلك النظرة واما الشيخ جميل فانه نال في

حفظ الوقت ومراعاة الانفاس ما لم ينله غيره فيما نعلم حتى انه كان اذا دخل
الخلاء علق سبحته في وتد في الحائط فقد وجد حاجة الى ان ياخذها
ورا بها هكذا مرارا ولما الشيخ عمر الغزال فانه جمع من العلوم اشتاتا وحفظ
منه كثيرا وباع مرة من خزانته اكثر من الف سفر فعوتب في بيعها فقال
كلها على ذكري واما الشيخ ابو البركات الهمامي فان الشيخ نظر اليه نظرة وهو
جالس في مجلسه فخر مغشيا عليه فحمل من بين يديه وهو لا يعقل وفقدناه
من بغداد زمانا ثم رأيته بعد مدة في خراب الكوفة وهو شاخص الى السماء
فكلمته فلم يكلمني فانصرفت ثم انحدرت بعد سنين الى البصرة فرايته على
مثل حالته الاولى على تل من البطائح فاتيته فكلمته فلم يكلمني فذهبت وجلست
بازائه وقلت اللهم اني اسالك بحرمة الشيخ عبد القادر ان ترد عليه عقلا
حتى يكلمني فقام واتاني وسلم علي فقلت ما هذا الحال فقال يا اخي قد اعطيت
بتلك النظرة التي نظرني الشيخ عبد القادر بها من محبة الله ما غيبني عن الوجود
وعن نفسي وصيرني كما تريني ثم رجع الى مكانه وعاد الى حاله وانصرفت باكيا ثم
بلغني انه مات على هذه الحالة واما الشيخ ابو الفتوح فانه حفظ القران الكريم
في ستة اشهر وتيسر عليه بعد ما كان صعبا واتقن القراءات السبع وكتبا كثيرة
من الحديث ولا يزال يسمع ويفيد الى ان مات واما الشيخ ابو الخير بشر وهو راوي
هذه الرواية فيقول وضع الشيخ يده على صدري فوجدت نورا في صدري وانا

الى الان افرق به بين الحق والباطل وبين احوال الهدى والضلال وكنت قبل ذلك
شديد الالتباس واما ابو عبدالله بن هبيرة فانه تولى نيابة الوزارة وتولى ابو الفتوح
دار الخليفة وتولى ابو القاسم حاجبا على الباب وتصرفوا في هذه الولايات
زمانا طويلا **ياغوث** الافاق ويا متصرفا في الوجود على الاطلاق
من الذي توسل بك فلم تقض حاجته ولم ينل مقصوده انت الذي سلم اليه
الاكوان مطلقا لعنان التصرف في ميدان الزمان يا سلطان ممالك الوجود
ويا محبوب الرب الودود ويا نائب الرسول محمد المحمود كل يسأل منك حاجة
وها انا اسأل منك ان تخلصني من ظلمات البشرية وورطات الطبيعية ويظهر لنا
من انوار الشهود ما يستضئ به قلوبنا ويهب علينا من نسمات الانس ما يروح به
ارواحنا وملاك امرنا كله يا سيدنا ان لا تردنا من جنابك وتنظمنا يا مولانا
في سلك مريديك وتبشرنا به وتجعل لنا على ذلك دليلا **ونقل**
عن الشيخ ابي محمد عبدالملك ذيال قال كنت بمدرسة الشيخ محي الدين
عبدالقادر رضي الله عنه فخرج من داره وبيده عكازة فخطر لي لو اراني الشيخ
في هذه العكازة كرامة فنظر الي متبسما وركزها في الارض فاذا هي نور يتلالأ
يتصاعد نحو السماء واشرق به الجو وبقيت كذلك ساعة ثم اخذها فعادت
عكازة بحالها الاول مرة وقال يا ذيال انت اردت لهذا **واخبر** المشائخ عن
الشيخ ابي السعود احمد بن ابي بكر الحريمي البغدادي قال جاء ابو المظفر الحسن بن

تميم التاجر الشيخ حماد الدباس رضي الله عنه وقال له يا سيدي قد أريد السفر للتجارة

فقال له الشيخ ان سافرت في هذه السنة قتلت وأخذ مالك فخرج من عنده

مغموماً فوجد الشيخ عبد القادر وهو شاب يومئذ فعرض عليه قصته فقال

رضي الله عنه سافر ترجع سالماً وغانماً والضمان على فسافر وباع بضاعته بالف

دينار ودخل الى سقاية بقضاء حاجة الانسان ووضع الالف على رف في

السقاية وخرج فتركها ناسياً فاتى الى منزل نزل به فالقي عليه النوم فنام فرأى

في منامه كانه في قافلة وقد خرج عليه العرب وقتلوا من فيه واتاه احدهم فقتله

فاستيقظ فزعاً فوجد اثر الدم في عنقه واحس الم الضربة وذكر ماله فقام مسرعاً

فوجده في مكانه ولما دخل بغداد قال في نفسه ان بدأت بالشيخ حماد فهو

الاسن وان بدأت بالشيخ عبد القادر فهو الذي صح كلامه فلقيه الشيخ حماد

في سوق السلطان فقال يا ابا المظفر ابدأ بالشيخ عبد القادر فانه محبوب

لقد سأل الله فيك سبع عشر مرة حتى جعل الله تعالى ما قدره عليك من القتل

يقظة في المنام وما قدره من ذهاب مالك نسياناً فجاء الى الشيخ عبد القادر فقال

له ابتداءً قال لك الشيخ حماد انني سألت الله فيك سبع عشر مرة وعزة المعبود

لقد سألت الله فيك سبعة عشر في سبعة عشر مرة الى تمام سبعين مرة حتى

جعل الله ما قدره من القتل يقظة في المنام وما قدره من ذهاب مالك نسياناً

ويمحو الله ما يشاء ويثبت وعنده أم الكتاب وروي عن الشيخ ابي المظفر

منصور بن المبارك الواسطي يقول دخلتُ وانا شابٌّ على الشيخ محي الدين عبد القادر
رضي الله عنه ومعي كتاب يشتمل على شيءٍ من الفلسفة وعلوم الروحانيات فقال
لي من دون الجماعة قبل ان ينظر في كتابي ويسالني عمّا فيه يا منصور بئس الرفيق
كتابك قم فاغسله فعزمتُ ان اقوم من بين يديه واطرح الكتاب في بيتي ثم لا
احمله بعد ذلك خوفًا من الشيخ ولم تسمح نفسي بغسله لمحبتي فيه وكان قد علق
بذهني شيءٌ من مسائله واحكامه فنهضت لاقوم بهذه النيّة فنظر الى الشيخ
كالمتعجب منّي فلم استطع النهوض واذا انا على حال المقيّد فقال لي ناولني كتابك
ففتحه فاذا هو كاغذ ابيض فاعطيته اياه فتصفّح اوراقه وقال هذا كتاب فضائل
القرآن لمحمد بن الضريس واعطانيه فاذا هو فضائل القران لابن الضريس مكتوبًا
باحسن خطٍ وقد نسيتُ جميع ما كنتُ حفظته من مسائل الفلسفة واحكام الروحانيات
ونسخ من باطني حتى كانه لم يمرّ بي قط الآن **وروي** انه حضر عنده من مشائخ
جيلان جماعةٌ فرأوا ابريقه موجها الى غير جهة القبلة والخادم في المجلس
فنظر الى الخادم نظرة فوقع ميتا ونظر الى الابريق نظرة فدار وحده الى
القبلة **وروي** انه حضر عنده يومًا بمدرسته الشيخ بقا بن بطو والشيخ
علي بن الهيتي والشيخ ابو سعيد القيلوي والشيخ ماجد الكردي رضي الله
عنهم فامر الشيخ خادمه ان يمدّ السماط فلما هيّأه واخذوا في الاكل قال للخادم
اقعد وكل معنا فقال انا صائم قال كُل ولك اجر صومك قال كلّ ولك اجر

صوم سنة قال انا صائم قال كل ولك اجر صوم الدهر قال انا صائم فنظر اليه مغضبًا
فسقط الى الارض وانتفخ جسده وتقطر قيحًا ودمًا فشفع فيه المشائخ الحاضرون
وسكنوا غضبه حتى رضي عنه فعاد كما كان لم يكن به شيء **وروي** انه كان
رجل في وقته رضي الله عنه مشهورًا بالكرامات يقول تجاورت مقام يونس
النبي على نبينا وعليه السلام فذكر عنده رضي الله عنه فتبين الغضب في وجهه
رضي الله عنه وكان متوسدًا فاستوى جالسًا وتناول الوسادة بيده والقاها
بين يديه وقال قد اصبت قلبه فوجد ميتًا ثم راه احد في المنام في حالة
حسنة فقيل له ما فعل الله بك قال غفر لي كلمتي واستوهب لي كلمتي من نبيه
يونس وكان الشيخ عبد القادر شفيعي عند الله وعند نبيه يونس فلله حمدًا كثيرًا **واخبر**
المشائخ قالوا مرت على مجلسه حداة طائرة في يوم شديد الريح فصاحت فشوشت
على الحاضرين فقال يا ريح خذي راس هذه فوقعت لوقتها في ناحية وراسها
في ناحية فنزل الشيخ رضي الله عنه من على الكرسي واخذها بيده وامر يده الاخرى
عليها وقال بسم الله الرحمن الرحيم فحييت وطارت والناس يشهدون ذلك
واخبر المشائخ انه جاءت امراة الى الشيخ محيي الدين عبد القادر رضي الله عنه
يوما بولدها وقالت ان ابني هذا شديد التعلق بك وقد خرجت عن حقي فيه لله عز
وجل ثم لك فقبله الشيخ وامره بالمجاهدة وسلوك طريق السلف فدخلت امه
يوما عليه فوجدته نحيلًا مصفرًا من اثر الجوع والسهر ووجدته ياكل قرص شعير

ربان لم گوشت او خورده شده بوده و استخوان مانده بود و بانگ کردن بامر وی رضی الله تعالی عنه

قد خلت على الشيخ فوجدت بين يديه اناء فيه عظام دجاجة مسلوقة قد اكلها فقالت
يا سيدي ناكل الدجاج ويأكل ابني خبز الشعير فوضع يده على تلك العظام وقال قومي
باذن الله محي العظام وهي رميم فقامت دجاجة سوية وصاحت فقال اذا صار ابنك
هكذا فليأكل ما شاء **واخبر** الشيخ القدوة ابو الحسن علي القرشي قال كنت انا
والشيخ علي بن الهيتي عند الشيخ عبد القادر سنة تسع واربعين وخمسمائة فجاءه
ابو غالب فضل الله بن اسمعيل البغدادي الازجي التاجر فقال يا سيدي قال جدك
رسول الله صلى الله عليه وسلم من دعي فليجب وها انا دعوتك الى منزلي فقال
ان أذن لي جئت ثم اطرق مليا ثم قال نعم فركب بغلته واخذ الشيخ علي بركابه الايمن
واخذت بالايسر فاتينا داره فاذا فيها مشائخ بغداد علماءها واعيانها ومد سماط
فيه من كل حلو وحامض واتى بسلة كبيرة مختومة حملها اثنان ووضعت في
اخر السماط وقال ابو غالب الصلاة والشيخ مطرق فما اكل ولا اذن في الاكل ولا اكل
احد واهل المجلس كان على رؤسهم الطير من هيبته فاشار الي والى الشيخ علي
بن الهيتي ان قدما الى تلك السلة فهممنا بحملها وهي ثقيلة حتى وضعناها
بين يديه وامرنا بفتحها ففتحناها فاذا فيها ولد لابي غالب اكمه مجذوم مفلوج
فقال الشيخ قم باذن الله معافا والصبي يعدو وهو بصير ولا فيه عاهة فضج الحاضرون
فخرج الشيخ في غلبات الناس ولم يأكل شيئا فجئت الى سيدي الشيخ ابي سعيد
القيلوي فاخبرته بذلك فقال الشيخ عبد القادر يبرئ الاكمه والابرص ويحي الموتى

باذن الله تعالى قالوا وقال شهدت مجلسه مرة فاتاه جمع من الروافض بقفين مختومين وقالوا له قل
لنا ما في هاتين القفين فنزل من الكرسي ووضع يده على احدهما وقال في هذا صبي مقعد
وامر ابنه عبد الرزاق بفتحها ففتحها فاذا فيه صبي مقعد فامسك بيده وقال له قم باذن الله
فقام يعدو ووضع يده على احديهما وقال فى هذا صبيٌّ مقعد وامر ابنه عبد الرزاق بفتحها
ففتحها فاذا صبيٌّ مقعد فامسك بيده وقال له قم باذن الله فقام يعدو ووضع
يده على الاخرى فقال في هذه صبيٌّ ولا عاهة به وامر ابنه بفتحها ففتحها فاذا فيه
صبيٌّ فقام يمشي فامسك بناصيته وقال له اقعد فاقعد وتابوا عن الرفض على
يده ومات في المجلس يومئذٍ ثلثة **واخبر** المشائخ عن الشيخ علي بن مسافر رضي
الله عنه قالوا امطرت السماء مرة والشيخ محي الدين عبد القادر رضي الله عنه يتكلم
فتفرق بعض اهل المجلس فرفع رأسه نحو السماء وقال انا اجمع لك وانت تفرق
فسكت المطر عن المجلس وبقي على حاله يقع على خارج المدرسة ولا يقطر على اهل
المجلس قطرةً **وامثال** هذه الحكاية كثيرة **ونقل** انه كان رضي الله عنه
يوما جالسا فاذا رجل مارٌّ في الهواء السهم على رأسه عمامة لطيفة لها عذبة بين
كتفيه وعليه ثوب ابيض وفي وسطه فوطة فلما قارب رأس الشيخ نزل كالعقاب
المنقض على الصيد حتى جلس بين يديه وسلم عليه ثم ذهب في الهوى فسئل
عنه قال هو من رجال الغيب السادة عليهم سلام الله **وامثاله** اكثر من ان
يحصى **واخبر** المشائخ عن الشيخ ابي الحسن بن الطنطنة البغدادي قال كنت

اشتغل على الشيخ محي الدين عبد القادر وكنت اسهر اكثر الليل اترقب حاجة له
فخرج من داره ليلة فناولته ابريقا فلم ياخذه وقصد باب المدرسة فانفتح
له الباب وخرج وخرجت خلفه وانا اقول انه لا يشعر بي ومشى الى ان قرب
من باب بغداد فانفتح له الباب وخرج ثم خرجت وعاد الباب مغلقا
ومشى غير بعيد فاذا نحن في بلد لا اعرفه فدخل فيه مكانا شبيها بالرباط فاذا
فيه ستة نفر فبادروا بالسلام عليه والتجأت الى سارية هناك وسمعت في
جانب ذلك المكان انينا فلم نلبث الا يسيرا حتى سكن الانين ودخل رجل وذهب
الى الجهة التي سمعت الانين ثم خرج شخصا على عاتقه ودخل اخر مكشوف الراس
طويل شعر الشارب وجلس بين يدي الشيخ فاخذ الشيخ عليه الشهادتين وقص
شعر شاربه والبسه طاقية وسماه محمدا وقال لاولئك النفر قد امرت ان يكون
هذا بدلا عن الميت قالوا سمعنا واطعنا ثم خرج الشيخ وتركهم وخرجت خلفه ومشينا
غير بعيد فاذا نحن بباب بغداد فانفتح كاول مرة ثم الى المدرسة فانفتح بابها ايضا و
دخل داره فلما كان الغد جلست بين يديه اقرأ عليه عادتي فلم استطع
من هيبته فقال اي بني اقرأ ولا عليك فالتمست منه ان يبين لي ما رأيت
فقال اما البلد فنهاوند واما الستة التي رأيتهم فهم الابدال النجباء وصاحب
الانين الذي سمعته هو سابعهم كان مريضا فلما حضرته الوفاة جئت الى حضرته
واما الرجل الذي يحمل شخصا على عاتقه فابو العباس الخضر ذهب ليتولى امره

٨٠

ولمّا الرجل الذي اخذت عليه الشهادتين فرجل من أهل قسطنطينية كان
نصرانيًّا وأمرت أن يكون بدلا عن المتوفى فاتى به واسلم على يدي وهو الآن
منهم **قال** واخذ عليّ ان لا أحدث بذلك احدا وهو حيٌّ **واخبر**
الشيخ العارف ابو الخير بشر بن محفوظ ببغداد وقال صعدت ابنة لي اسمها
فاطمة الى سطح دارنا فاختطفت وكانت بكرًا وأتيت الشيخ محي الدين عبد القادر
رضي الله عنه وذكرت له ذلك فقال اذهب الليل الى خراب كرخ واجلس على
التل الخامس وخطّ عليك دائرة في الارض وقل بسم الله على نية عبد القادر فاذا
كانت ظلمة الليل مرت بك طوائف الجن على صور شتى فلا يرعك منظرهم
فاذا كان السحر مرّ بك ملكهم فيسألك عن حاجتك فقل له قد بعثني عبد القادر
اليك واذكر له شان ابنتك فذهبت وفعلت ما أمرني به فمرّ بي منهم
صور مزعجة المنظر ولا يقدر احد منهم ان يدنو من الدائرة التي انا فيها الى ان جاء
ملكهم راكبًا فرسًا وبين يديه امم منهم فوقف بازاء الدائرة وقال يا انسي ما
حاجتك قلت قد بعثني الشيخ عبد القادر اليك فنزل عن فرسه وقبّل
الارض وجلس هو ومن معه خارج الدائرة وقال ما شأنك فذكرت له قصة
ابنتي فقال لمن معه من فعل هذا فلم يعلموا من فعله فأتي بمارد وقيل له هذا
مردة من الصين فقال له ما حملك على ان اختطفت من تحت ركاب القطب
قال انها وقعت في نفسي فامر به فضرب عنقه وأعطاني ابنتي فقلت ما رأيت

كالليلة في امتثال امر الشيخ عبد القادر قال نعم انه لينظر من داره الى المردة منا
وهم باقصى الارض فيفرون من هيبته الى مساكنهم وان الله سبحانه اذا اقام
قطبا مكنه من الجن والانس **قالوا** واتاه يوما رجل من صفهان وقال له
ان لي زوجة تصرع كثيرا وقد اعيى امرها المعزمون فقال الشيخ هذا مارد
من مردة وادي سرانديب اسمه خانس فاذا صرعت زوجتك فقل في
اذنها يا خانس يقول لك عبد القادر المقيم ببغداد لا تعد وان عدت هلكت فذهب
الرجل وغاب عشر سنين ثم جاء فسألناه فقال فعلت ما قال الشيخ فلم
يعد الصرع اليها الى الآن **واخبر** المشائخ عن الشيخ عمر البزاز قال خرجت مع
سيدي الشيخ عبد القادر رضي الله عنه الى الجامع يوم الجمعة فلم يسلم عليه
احد فقلت في نفسي يا عجبا نحن كل جمعة لا نصل الجامع الا بمشقة من
ازدحام الناس على الشيخ فلم يتم خاطري حتى نظر الى الشيخ متبسما واهرع
الناس اليه الى السلام عليه حتى حالوا بيني وبينه فقلت في نفسي ذالك
الحال خير من هذا فالتفت الى الشيخ مسابقا لخاطري فقال يا عمر انت
الذي اردت هذا اما علمت ان قلوب الناس بيدي ان شئت صرفتها
عني وان شئت اقبلت بها علي **يا مالك** القلوب اقبل قلوبنا عليك
ولا تصرفها عنك بحرمة سيد الكائنات امين **واخبر** المشائخ عن
الشيخ بقا بن بطو قال جاء رجل معه شاب الى الشيخ عبد القادر رضي الله

عنه وقال له ادع فانه ولدي ولم يكن ولده بل كانا على سريرة غير صالحة فغضب
الشيخ وقال بلغ امركم معي الى هذه الحدود ودخل داره ووقع الحريق في
ارجاء بغداد من وقته وكلما طفي مكان اشتعلت في مكان آخر ورأيت
البلاء نازلا على بغداد كقطع الغمام بسبب غضب الشيخ عبد القادر فاسرعت
الى الدخول عليه فوجدته على حاله مغضبا فجلست الى جانبه وجعلت اقول
له يا سيدي ارحم الخلق فقد هلك الناس حتى سكن غضبه فرأيت البلاء قد
انكشف وانطفأ الحريق كله **واخبر** المشائخ اخرهم الشيخ ابو السعود الحريمي
والشيخ علي بن ادريس اليعقوبي والشيخ الامام شهاب الدين ابو حفص عمر
بن محمد السهروردي قالوا كان الشيخ عباد والشيخ ابو بكر بن الحمامي من
ذوي الاحوال السنية وكان الشيخ محي الدين عبد القادر الجيلي يقول لابي
بكر يا ابا بكر الشريعة المطهرة تشكو الي منك وكان ينهاه عن امور ولا ينتهي
منها فدخل الشيخ رضي الله عنه الى جامع الرصافة فوجده فيه فضرب بيده
على صدره وقال انتزع ابا بكر واخرج من بغداد ففقد جميع احواله ومعامله
وتوارت منه منازلاته وخرج الى العراق وكان كلما اتى الى بغداد وهم بدخولها
سقط بوجهه وان حمل احد ليدخل به سقطا جميعا وجاءت امه باكية الى الشيخ
تذكر شوقها الى ولدها وتشكو العجز من المسير اليه فاطرق ثم قال اذنا له ان
ياتي من العراق الى بغداد ويكلمك من بيردارك قالوا فكان ياتي في كل اسبوع

مرّةً من العراق الى داره من تحت الارض يجمع بها ثم بعث الشيخ عدي بن
مسافر قضيب البان الى الشيخ رضي الله عنهم ليشفع عنده فوعده فيه بخير
وكان بين المظفر الجمال وابي بكر رحمهما الله انس وودّ فرأى مظفر في الواقعة
ربّ العزّة سبحانه وتعالى فقال له يا عبدي تمنّ عليّ فقال يا ربّ اتمنّى ردّ حال
اخي ابي بكر عليه فقال لكن ذلك في حضرة وليّي في الدنيا والآخرة عبد القادر
اذهب اليه وقل له يقول لك ربّك بامارة ان سالتني ان ارحم بجودي و
اعمّ بفضلي من رآك من المؤمنين ففعلت قد رضيت عن ابي بكر فارض عنه
واذا رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول يا مظفر قل لنائبي في الارض
ووارثي الشيخ عبد القادر يقول لك جدّك ردّ على ابي بكر حاله فانّك
لن تغضب الا بشريعتي والآن فقد وهبته فلما سرّي عن مظفر عن واقعته
كشف ۱۲
ذهب مسرورًا الى ابي بكر ليبشره فكان قد كوشف بجميع ما جرى في الواقعة
تا خوش گرداند اورا ۱۲
ولم يكاشف بعد فقد حاله بشيء قبلها فتلاقيا في نصف الطريق واتيا الى
الشيخ محي الدين عبد القادر رضي الله عنه **فقال** يا مظفر بلّغ
رسالتك فذكر له ما وقع في واقعته ونسي منه شيئًا فذكره الشيخ به ثم
استتاب ابا بكر عما كان يكره منه وضمّه الى صدره فوجد في الحال جميع
ما كان فقد بزيادة **وقلت** لابي بكر كيف كنت تاتي الى امّك قال
كنت اذا اردت زيارتها حملت ولا ازال مارًّا تحت الارض حتى اتي اليها

فاجمع معها ثم احمل من حيث أُتي بي الى ان اردّ الى مكاني **قالوا** وكان عباد

يقول انا أعيش بعد وفاة الشيخ محي الدين عبد القادر رضي الله عنه وارث

حاله فامسك الشيخ بيده وقال يا عباد لارسينّ بينك وبين زيفك ولا

جعلن خيول هجري تجول في حما صفاتك وافلت يده من يده وقد سلب حاله

كله وفقد جميع معاملاته وبقي على ذلك مدة فبينا الشيخ جميل البدوي

رحمه الله ليلة في خلوته اذا ورد عليه وارد قهر والقيت چشتره عنه بعزل

وظهر فيه نور لطيف شديد الاشراق يسمع ويبصر ويدرك فاختطف

الى عالم الملكوت وانتهى به الى مجلس فيه جمع من المشائخ منهم من يعرفه

ومنهم من لا يعرفه فهبت عليهم نسمة واسكرتهم وقالوا هذه من طيب مقام الشيخ

عبد القادر رضي الله عنه والقي في سمعه هذه اعلا لا يدرك بوصف محجوب

ووصف لا يجد لعلمه غائب ونطق فيه ناطق يقول يا رب اسألك باخي

عباد فالقي في سمعه لا يردّ عليه حاله الا من سلبه ثم عاد جميل الى حال بشتر

واتى الى الشيخ رضي الله عنه فقال له يا جميل سالت في عباد قال نعم قال

ائتيني به فلما حضر قال له يا عباد سر مع الحاج حافيا وذلك حين خروج الركب

العراق من بغداد فسار بهم الى فيد فرأى بها شجرة فتداخل منها وجد فصاح

ودار في السماع حتى غاب في وجده عن وجوده وفتحت مسامه وخرج منها

الدم حتى جري بين قدميه ثم افاق وقد رجع اليه حاله كله ومثله معه

وقال الشيخ محي الدين عبد القادر رضي الله عنه لجميل في ذلك الوقت
انه قد ردّ الله عز وجل على عباد الآن بفيد حاله ومثله معروف وكنت اقسمت
على الله ان لا يرد عليه حاله حتى يخوض في دم المهجر وقد خاض فيه اليوم قالوا
وسار عباد مع الحاج الى فيد فخرجت عليهم عرب وكان عبّاد اذا اراد امرا
صرخ فصرخ يريد هزيمة العرب فردّت عليه صرخته فمات مكانه
واشتهر موته بين الحاج بفيد ودفن بها واخبر رضي الله عنه جميلا
بموته في يومه قالوا وكان الشيخ محي الدين عبد القادر يقول بعد هاتين
الواقعتين نازعني في حالي اثنان فضربت اعناقهما في حضرة الله سبحانه
ونقل ان الشيخ الكبير ابا الحسن علي بن الهيتي دخل يوما الى دار الشيخ
محي الدين عبد القادر رضي الله عنهما فوجد في الدهليز شابا ملقى على قفاه
فقال للشيخ علي اشفع فيّ عند الشيخ عبد القادر فلما دخل علي الشيخ ذكره له
فقال الشيخ قد وهبته لك فخرج اليه الشيخ علي فقال قد شفعنا فيك
فقام وخرج من كوة في الدهليز فطار في الهواء فسئل عن الشيخ من هذا
قال انه عبر مارا في الهواء وقال في نفسه ما في بغداد رجل فسلب حاله و
لولا الشيخ علي ما رددته عليه واخبر كثير من المشائخ منهم ابو السعود
الحريمي والشيخ عثمان القصير والشيخ عبد الغني بن نقطه والشيخ عثمان
الصريفيني والعمراني والشيخ علي بن ازدمر المحمدي والشيخ علي السقا قالوا زار

٨٦

شيخنا الشيخ محي الدين عبد القادر الجيلاني يوم الاربعاء ومعه جمع كثير من
الفقهاء والفقراء ووقف عند قبر الشيخ حماد الدباس رضي الله عنه زمانا
طويلا حتى اشتد الحر والناس واقفون خلفه ثم انصرف والسرور باد في
وجهه فسئل عن طول قيامه قال كنت خرجت من بغداد في يوم الجمعة مع
اصحاب الشيخ حماد الدباس لنصلي الجمعة في جامع الرصافة والشيخ حماد الدباس
معنا فلما كنا عند قنطرة النهر دفعني ورماني في الماء وكان في شدة البرد
في كوانين فقلت بسم الله غسل الجمعة وكان علي جبة صوف وفي كمي
اجزاء فرفعت يدي وتركوني وانصرفوا فخرجت من الماء وعصرت الجبة
وتبعتهم وقد تاذيت من البرد اذى كثيرا فطمع في اصحابه فهزم وقال
انما اوذيه لامتحنه فاراه جبلا لا يتحرك واني رايته اليوم في قبره وعليه
حلة من جوهر وعلى راسه تاج من ياقوت وفي يديه اساورة من ذهب
وفي رجليه نعلان من ذهب ويده اليمنى لا تطيعه فقلت ما هذا فقال هذه
اليد التي رميتك بها فهل انت غافر لي ذلك قلت نعم قال فاسأل الله تعالى
ان يردها علي فوقفت اسأل الله تعالى في ذلك اليوم وقام خمسة الاف من اولياء الله تعالى
في قبورهم يسالون الله عز وجل ان يقبل مسئلتي فيه ويشفعون عنك في تمام المسئلة فما
زلت اسال الله عز وجل في مقام ذلك حتى رد الله تعالى يده وصافحني
بها وقد تم سروره قالوا فلما اشتهر هذا القول ببغداد اجتمع المشائخ

والصوفية من أهل بغداد من أصحاب الشيخ حماد الدباس ليطالبوا الشيخ
عبد القادر رضي الله عنه بتحقيق ما قال في الشيخ حماد وتبعهم خلق كثير من
الفقراء قالوا الى المدرسة فلم يتكلم منهم احد اجلالا للشيخ فبدأهم
بمرادهم وقال لهم اختاروا رجلين من المشائخ يتبين لكم ما ذكرته على لسانهما
فاجمعوا على ابي يعقوب يوسف بن ايوب الهمداني وكان يومئذ قد ورد
الى بغداد والشيخ ابي محمد عبد الرحمن بن شعيب الكردي وكانا من ذوي
الكشف الخارق والاحوال الفاخرة وقالوا له امهلناك في بيان ذلك
على لسانهما جمعة فقال بل ما تقومون من مقامكم هذا حتى يتحقق لكم هذا
الامر واطرق واطرقوا فصاح الفقراء من خارج المدرسة اذا الشيخ يوسف
قد جاء حافيا يشتد في عدوه حتى دخل المدرسة وقال اشهدني الله عز وجل
الساعة الشيخ حماد وقال لي يا يوسف سرع الى مدرسة الشيخ عبد القادر
وقل للمشائخ الذين فيها صدق الشيخ عبد القادر فيما اخبر به عني فلم يتم
كلام الشيخ يوسف حتى جاء الشيخ عبد الرحمن وقال مثل ما قال الشيخ يوسف
فقام المشائخ كلهم يستغفرون للشيخ عبد القادر رضي الله عنه **واخبر**
الشيخ ابو عبد الله محمد بن الخضر الحسيني الموصلي قال انبانا ابي قال خدمت
الشيخ محي الدين عبد القادر ثلث عشرة سنة وشهدت له خارقات **منها**
انه اذا كان اعيا الاطباء دواء مريض اتي به اليه فيدعوله ويمر يده عليه فيقوم

من بين يديه وأُتي مرة بمستسقي من اقرباء الامام المستنجد وقد علت بطنه
فامرّ يده عليها فقام ضامر البطن كان لم يكن به شيئ واتاه الشيخ ابو المعالي
احمد بن مظفر بن يونس البغدادي الحسيني وقال له ان ابني محمومٌ منذ
خمسة عشر شهراً لا تفارقه الحمّى وقد اوذيت له فقال اذهب وقل في اُذنه يا
اُمّ ملدم يقول لك عبد القادر ارتحلي عن ولدي الى الحلة فبرئ ولده وجاء
الخبر ان اهل الحلة يحمّون كثيراً **واخبر** عن الشيخ العارف ابي عبد الله
محمد بن ابي الفتح الهروي السائح قال كنتُ قائماً بين يدي الشيخ عبد القادر
الجيلي رضي الله عنه فبدرتني نخاعة فبصقتها ثم استحييت وقلتُ في نفسي
البصق في حضرة هذا الشيخ فقال لا باس عليك يا محمّد لا بصاق بعدها ولا
نخاع قال فلي منذ ثلث وثمانون سنة ما بصقت ولا تنخّعتُ **قال**
وكان يسمّيني محمّد الطويل فقلتُ له يوماً يا سيّدي انا قصيرٌ من الرجال
فقال انت طويل العمر طويل الاسفار فعاش الشيخ محمّد مائة وثلثين سنة
وسبع سنين وراى في سياحته عجائب ووصل الى جبل قاف هو اوّل من
خدم الشيخ عبد القادر رضي الله عنه **قالوا** وزادت الدجلة في بعض
سنين حتى اشرفت بغداد على الغرق واتى الناس الى الشيخ عبد القادر رضي
الله عنه يستغيثون به فاخذ عكازة واتى الى الشط وركزه عند حدّ الماء
وقال الى ههنا فنقص الماء من وقته **ونقل** انه كان نخلتان قد يبستا

اربع سنين لم يتم الا قليلا رضي الله عنه وضاء تحت جبته وصلى ركعتين

تحت الاخرى فاتيهما اوراقا واثمرا في اسبوعهما **وامثال** هذه الحكايات

كثيرة **وقد** نقل عنه رضي الله عنه من كل جنس من الكرامات والخوارق

اشياء كثيرة تبلغ بمجموعها مبلغا يعيي الالسنة عن تقريرها والاذهان عن

تحريرها طوينا ذكرها اكتفاء لتعذر ذكره استيفاء كما يظهر بهذا لنظر فيها

والله هو الهادي وهو يقول الحق ويهدي السبيل **ذكر** شئ من

شرائف خلاقه رضي الله عنه **نقل** عن الشيخ المعمر ابو المظفر منصور

بن المبارك بن الفضل الواسطي الواعظ بجرادة قال ما رأت عيناي احسن

خلقا ولا اوسع صدرا ولا اكرم نفسا ولا اعطف قلبا ولا احفظ عهدا وودا

من الشيخ عبد القادر رضي الله عنه **ولقد** كان مع جلالة قدره وعلو

منزلته وسعة علمه يقف مع الصغير ويوقر الكبير ويبدأ بالسلام ويجالس

الضعفاء ويتواضع الفقراء وما قام لاحد من العصاة والاغنياء ولا الم

بباب وزير ولا سلطان **ولقد** كنت عنده يوما في داره وهو جالس

يكتب فسقط عليه من السقف تراب فنفضه الى ثلث مرات يسقط عليه

وهو ينفضه ثم رفع راسه في الرابعة الى السقف فراى فارة صغيرة فسقطت

جثتها نا حية ورأسها ناحية فترك الشيخ وبكا فقلت له يا سيدي ما يبكيك

فقال اخشى ان يتاذى قلبي من رجل فيصيبه مثل ما اصاب الفارة **ونقل**

عن الشيخ ابي القاسم عمر بن مسعود البزاز قال كان سيدي الشيخ محي الدين عبد القادر
رضي الله عنه يوما يتوضأ في المدرسة فبال عليه عصفور فرفع رأسه اليه
وهو طاير فسقط ميتا فلما اتم وضوءه غسل موضع البول من الثوب وخلعه
واعطانيه وامرني ان ابيعه واتصدق بثمنه وقال هذا بهذا **واخبر** الشيخان
ابو عمرو عثمان الصريفيني وابو محمد عبد الحق الحريمي ببغداد قالا كان شيخنا الشيخ
عبد القادر رضي الله عنه يبكي ويقول يا رب كيف اهدي لك الروح وقد صح
بالبرهان ان الكل لك **وربما** كان ينشد **شعر**

وما ينفع الاعراب ان لم يكن تقى ... وما ضر ذا تقوى لسان معجم

وقال الحافظ ابو عبد الله بن البخاري كتب الي عبد الله الجبائي ونقلته
من خطه قال لي الشيخ محي الدين عبد القادر الجيلي رضي الله عنه اتمنى ان اكون
في الصحاري والبراري كما في الاول لا اري الخلق ولا يروني ثم **قال** اراد الله
تعالى مني منفعة الخلق فانه قد اسلم على يدي اكثر من خمسمائة من اليهود والنصارى
وتاب على يدي من العيارين وغيرهم اكثر من مائة الف وهذا خير كثير **واخبر**
عن الشيخ الولي المقتدى عبد الرزاق قال لم يحج والدي رضي الله عنه بعد ما
اشتهر امره الا حجة واحدة وكنت فيها قايد زمام راحلته في الطلعة والرجعة
فلما نزلنا بالحلة فقال انظروا فقر بيت ههنا فوجدنا خربة فيها بيت من شعر
فيه شيخ وعجوز وصبية فاستاذن والدي في النزول عنده فاذن له فنزل هو

ومن معه في تلك الخربة وجاء مشائخ الحلة يومئذ ورؤساءها اليه وسألوه
ان يتحول الى منازلهم او الى غيرها فابى وساق اهل البلد اليه من الغنم والبقر
والطعام والذهب والفضة والقماش شيئاً كثيراً ورحلوا له رواحل السفر
واهرع الناس اليه من كل جانبٍ فقال الشيخ لمن معه انا قد خرجت من نصيبي
من جميع ما هنالك لاهل هذا البيت فقالوا ونحن كذلك فاعطى جميع ما هنالك
لذلك الشيخ وصبيته ورحل في السحر **قال** فاجتزت بالحلة بعد سنة
فاذا ذلك الشيخ من اكثر اهلها مالاً فقال لي جميع ما ترى من بركة تلك الليلة
وان تلك الماشية نتجت ونمت وهذا كله منها **ولقد** كان رضي الله
عنه اذا جاءه احد بذهب يقول له ضع تحت السجادة ولا يمسه بيده فاذا
جاء خادمه قال له خذ ما تحت السجادة واعط الخباز والبقال **وكان** اذا
جاءه خلعة من الخليفة يقول اعطوها لابي الفتح الطحان وكان ياخذ من الدقيق
بالقرض لاجل الفقهاء والاضياف **واخبر** الشيخ ابو محمد عبد اللطيف بن
الشيخ ابي النجاة سالم بن احمد البغدادي المعروف بالخطاب خادم الشيخ عبد القادر
رضي الله عنه قال انبأني ابي انه قد اجتمع على سيدي الشيخ محي الدين عبد القادر
رضي الله عنه في وقتٍ مائتان وخمسون ديناراً لارباب اصنافٍ فجاء شخص
لا اعرفه فدخل عليه بلا استيذان وجلس يحدثه طويلاً واخرج له ذهباً وقال
هذا وفاء الدين وانصرف وامرني الشيخ ان اوصل الى كل ذي حق حقه وقال هذا

صير في القدر قلت وما صير في القدر قال ملك يرسله الله تعالى الى من عليه
دين من اوليائه نيوفي عنه **وكان** له رضي الله عنه حنطة من الحلال بيد
بعض اصحابه من الرستاقية يزرعها له كل سنة وكان بعض اصحابه يطحنها ويخبز له
كل يوم اربعة ارغفة او خمسة فيأتي بها في اخر النهار وكان الشيخ يفرق
منها على كل من حضر والباقي يدخره لنفسه **وكان** اذا اهديت اليه هدية
فرق فيها على من حضر في ذلك الوقت **وكان** يقبل الهدية ويكافي عليها
ويقبل النذور ويأكل منها **اخبر الشريف** ابو عبد الله محمد بن
الخضر الحسيني الموصلي قال اخبرنا ابي قال كنت مع سيدي الشيخ محي الدين عبد القادر
رضي الله عنه في الجامع يوم جمعة فاتاه تاجر فقال ان معي مالا من غير الزكوة اريد
ان اعطيه الفقراء والمساكين ما وجدت له مستحقا اعطيه لمن تريد فقال له
الشيخ رضي الله عنه اعطه من يستحق ومن لا يستحق يعطك الله ما تستحق وما لا تستحق
قال ورأى يوما فقيرا مكسور القلب فقال له ما شانك قال مررت اليوم
بالشط وسألت ملاحا ان يحملني الى الجانب الآخر فأبى فانكسر قلبي لفقري فلم
يتم كلام الفقير حتى دخل رجل معه صرة فيها ثلثون دينارا نذرا للشيخ فقال
الشيخ لذلك الفقير خذ هذه الصرة واذهب بها الى الملاح واعطها له وقل له لا
ترد فقيرا ابدا وخلع الشيخ قميصه واعطاه الفقير فاشتري منه بعشرين
دينارا **ونقل** عن الشيخ ابي القاسم عمر البزاز يقول كانت الاوقات التي جالسنا

فيها الشيخ محي الدين عبد القادر رضي الله عنه كانها المنام فلما انقضى فقدناها

فكانت اخلاقه رضية واوصافه زكية ونفسه ادبية وكفه سخية

وكان يأمر كل ليلة بمد السماط ويأكل مع الاضياف ويجالس الضعفاء

ويصبر على طلبة العلم لا يظن جليسه ان احدا اكرم عليه منه ويحفظ ودهم

ويعفو عن مساويهم ويصدق من حلف له ويخفي علمه فيه وما رايت اشد

حياء منه **قال** وكان الشيخ عمر البزاز اذا ذكر الشيخ عبد القادر رضي

الله عنه ينشد الحمد لله اني في جوار فتى * حامي الحقيقة نفاع وضرار

لا يرفع الطرف الا عند مكرمة * من الحياء ولا يغضي على عار

وسئل الشيخ ابو الحسن علي القرشي عن صفات الشيخ محي الدين عبد القادر

رضي الله عنهما فقال كان ظاهر الوضاءة دائم البشر كثير البهاء شديد الحياء

رحب الجناب سهل القياد كريم الاخلاق طيب الاعراق عطوفا رؤفا شفوقا

يكرم الجليس ويبسطه اذا راه مهموما وما رايت ابين لسانا ولا اظهر لفظا منه

واخبر ابو الحسن علي بن اردم المحمد قال كتبت عن الشيخ الامام مفتي

العراق محي الدين ابي عبد الله محمد بن علي بن محمد بن حامد البغدادي المعروف

بالتوحيدي من كلامه باملائه في سنة ست وثلثين وستمائة كان سيدي الشيخ

محي الدين عبد القادر رضي الله عنه سريع الدمعة شديد الخشية كثير الهيبة

مجاب الدعوة كريم الاخلاق طيب الاعراق ابعد الناس عن الفحش اقرب الناس

الى الحق شديد المأسر اذا انتهكت محارم الله لا يغضب لنفسه ولا يتغير لغير ربه لا يرد سائلا ولو باحد ثوبيه كان التوفيق رائده والتأييد معاضده والعلم مهذبه والقرب مؤدبه والخطاب مشيره واللحظ سفيره والانس نديمه والبسط نسيمه والصدق رأيته والفتح بضاعته والحلم صناعته والذكر وزيره والفكر سميره والمكاشفة غذاؤه والمشاهدة شفاؤه واداب الشريعة ظاهره واوصاف الحقيقة سرائره رضي الله عنه وعن جميع الصالحين وعن محبيهم اجمعين ‌ؒ

ذكر فضل اصحابه ومريديه ومحبيه

اخبر الشيخ الصالح ابو الحسن علي بن محمد بن احمد البغدادي المعروف بابن الحمامي قال رأيت في المنام رسول الله صلى الله عليه وسلم فقلت يا رسول الله ادع الله لي ان اموت على كتابه وسنتك قال نعم وشيخك الشيخ عبد القادر سألته ثلث مرات فاجابني ثلث مرات وهذه الحكاية طويلة قد قصرناها **واخبر** جمع عن المشائخ قالوا ضمن الشيخ عبد القادر رضي الله عنه مريديه الى يوم القيمة ان لا يموت احد منهم الا على توبة **ونقل** عن الشيخ الاصيل ابي محمد عبد اللطيف بن الشيخ ابي النجيب عبد القاهر بن عبد الله السهروردي الفقيه الصوفي قال اخبرنا ابي قال كان الشيخ حماد الدباس رضي الله عنه يسمع له كل ليلة دويا كدوي النحل فقال اصحابه للشيخ عبد القادر وكان في صحبته يومئذ اسأله عن ذلك فسأله فقال له ان لي اثنى عشر الف مريد وانا اذكر اسمهم

كل ليلة واسألُ عزه حاجة الى الله واذا اصاب مريدي ذنب لا ينقضي عنه شهره
ذلك حتى يموت او يتوب أشفاقا عليه ان يتمادي فيه فقال له الشيخ عبد القادر
لئن أعطاني الله تعالى منزلة عنده لآخذن من ربي عهدا لمريدي الى يوم
القيمة ان لا يموت احدهم الا على توبة ولاكونن بذلك ضمينا **واخبر**
العمران انه قيل له رضي الله عنه ان يسمى لك شخص ولم ياخذ يدك ولم
يلبس لك خرقة هل يعد من اصحابك قال من انتمى اليّ وتسمّى لي قبله الله تعالى
وتاب عليه وان كان على سبيل مكروه وهو من جملة اصحابي وان ربي عزّ
وجل وعدني ان يدخل اصحابي واهل مذهبي وكل محب لي الجنة **وقد** سئل
عنه رضي الله عنه عن فضل من انتمى اليه قال البيضة منا بالف والفرخ لا
يقوّم **وقال** رضي الله عنه لو انكشفت عورة مريدي بالمغرب وانا بالمشرق
لسترتها **وقال** رضي الله عنه اعطيت سجلا مد البصر فيه اسماء اصحابي ومريدي
الى يوم القيمة وقيل قد وهبولك وسألت مالكا خازن النار هل عندك من اصحابي
احد فقال لا وعزة ربي وجلاله ان يدي على مريدي كالسماء على الارض ان لم
يكن مريدي جيدا فانا جيد وعزة ربي وجلاله لا برحت قدماي من بين يدي
ربي حتى ينطلق بي وبهم الى الجنة **وروي** انه اجنب خادم الشيخ محيي الدين
عبد القادر رضي الله عنه سبعين مرة في ليلة يري في كل مرة انه يواقع امرأة
غير التي قبلها منهن من يعرفها ومنهن من لا يعرفها فلما اصبح اتى الشيخ ليشكو اليه

فقال

فقال له قبل ان يذكر شيئاً لا تكره جنابتك البارحة فاني نظرت الى اسمك
في اللوح المحفوظ فوجدت فيه انك تزني سبعين مرة بفلانة وفلانة وذكر
اسماءهن وصفاتهن فسالت الله عز وجل حتى حول ذلك عنك من اليقظة
الى النوم **واخبر** الشيخ الصالح ابو محمد داود بن علي بن احمد البغدادي
قال رايت في منامي ان الشيخ معروف الكرخي رضي الله عنه ياتيه قصص
الناس هو يعرضها على الله فقال لي يا شيخ داود هات قصتك فاعرضها
على الله فقلت وشيخي قد عزلوه اعني سيدي الشيخ محي الدين عبد القادر
رضي الله عنه قال لا والله ما عزلوه ولا يعزلونه ثم استيقظت واتيت السحر
الى مدرسة الشيخ وجلست على باب داره لاخبره فناداني من داخل داره قبل
ان اراه او اكلمه يا داود شيخك ما عزلوه ولا يعزلونه هات قصتك اعرضها
على الله عز وجل فوعزته ما عرضت قصة لاصحابي ولا لغيرهم فردت على
مسالتي فيها **واخبر** الامام الحافظ تاج الدين ابو بكر عبد الرزاق بن شيخ
الاسلام محي الدين عبد القادر الجيلي قال قال والدي لامه ولده يحيى اطبخي ارزا
فقامت وطبخت وملاءت به وقامت فلما كان جوف الليل انشق الجدار
ودخل منه رجل فاكل ما هنالك كله ثم نهض ليذهب فقال لي الحقه
واسال الدعاء لك فلحقته خارجا من الجدار وسالته الدعاء فقال لي
بدعوة ابيك وبركة خرقته صرت الى ما ترى من الخير فلما اصبحت ذكرت ذلك

للشيخ علي بن الهيتي رضي الله عنه فقال لي ما اعلم خرقة وضعت على رأس مريد اسرع فتحاً لصاحبها ولا اكثر بركة عليه من خرقة ابيك ولقد فتح الله تعالى على سبعين رجلاً ممن لبس منه في وقت واحد في عشية اليوم الذي لبسوا فتحاً عظيما واعطوا عطاء جزيلا ببركته ووضعه يده على رؤسهم وما رايت يوماً اكثر بركة من اليوم الذي ارى فيه اباك في **نقل** عن الشيخ القدوة علي بن الهيتي رضي الله عنه انه قال لا مريدين للشيخ اسعد من مريدي الشيخ عبد القادر رضي الله عنه ثم قال سمعت الشيخ القدوة ابا سعيد القيلوي رضي الله عنه يقول ما رجع الشيخ عبد القادر الى العالم الاعلى حتى عاهد الله ان من تمسك بذيله نجا قال وسمعت الشيخ بقا بن بطو يقول رأيت اصحاب الشيخ محي الدين عبد القادر كلهم غرّاً في محل السعداء **ونقل** عن الشيخ عدي بن مسافر انه كان يقول من سألني من اصحاب المشائخ ان البسه خرقة فعلت ذلك الا اصحاب الشيخ عبد القادر رضي الله عنه فانهم منغمسون في رحمته وهل يترك احد البحر ويأتي الى الساقية **ونقل** جمع من المشائخ قالوا كنا ببغداد عند الشيخ القدوة ابي محمد علي بن ادريس اليعقوبي فجاء الشيخ الصالح ابو حفص عمر المعروف ببريدة فقال للشيخ اقصص عليهم روياك فقال رأيت في النوم القيمة قد قامت والانبياء وامممهم قادمون الموقف ويتبع

بعض الانبياء الرجلان والرجل الواحد ثم اقبل رسول الله صلى الله عليه
وسلم يقدمه امته كالسيل وكالليل منهم المشائخ ومع كل شيخ اصحابه
يتفاوتون عددًا وانوارًا وبهجة واقبل شيخ في عداد المشائخ معه خلق
كثير يفضلون غيرهم فسألت عنهم فقيل هذا الشيخ عبد القادر واصحابه
فتقدمت عليه وقلت يا سيدي ما رايت في المشائخ اكثر ابهامنك ولا في
اتباعهم احسن من اتباعك فانشد رضي الله عنه

شعر

اذا كان منا سيد في عشيرة ... علاها وان ضاق الخناق حماها
وما اختبرت الا واصبح شيخها ... وما افتخرت الا وكان فتاها
وما ضربت بالابرقين خيامنا ... فاصبح مادي الطارقين سواها

قال فاستيقظت وانا احفظهن فقال الشيخ علي بن ادريس الشيخ محمد
الواعظ وكان حاضرا يا محمد انشد نا شيئًا في هذا المعنى على لسان الشيخ عبد القادر
رضي الله عنه فقال

هنيئا لصحبتي انني قايد الركب ... اسير بهم قصدًا الى المنزل الرحب
واكفيهم والكل في شغل امرهم ... وانزلهم في حضرة القدس من قرب
ولي منهل كل الطوائف دونه ... ولي منهل عذب المشارب في الشرب
واهل الصفا يسعون خلفي كلهم ... ولي همة امضى من الصارم العضب

99

فقال له الشيخ علي احسنت احسنت ولقد صدقت وقال رضي الله عنه

شعر

لي من كل طويلة فحل لا يقاوم ... ولي في كل ارض خيل لا يسابق

ولي في كل جيش سلطان لا يخالف ... ولي في كل منصب خليفة لا يعزل

ونقل عن الشيخ ابي محمد عبد الجبار بن شيخ الاسلام محي الدين عبد القادر الجيلي رضي الله عنهما قال كانت أمي اذا دخلت مكانا مظلما اضاءت عليها شمعة فتستضئ بها فيه فدخل عليها والدي مرة في الشمعة فحين وقع بصره عليها خمدت فقال لها ان هذا النور الذي رأيته شيطان كان يخدمك فصرفته عنك وابدلتك منه نورا رحمانيا **وكذلك** اصنع بكل من انتمى الي وكان لي به عناية **يا غوث** قد انتمينا اليك والعناية بيديك فلا تحرمنا من عنايتك **يا غوث** وان لم نكن قابلا للعناية فصيرنا قابلين لها فانت المتصرف في الوجود وعليك يعرض الشقي والسعيد **قال** فكانت أمي اذا دخلت بعده مكانا رأت فيه نورا مثل نور القمر يملأ جوانب ذلك المكان **وروي** انه جاء رجل من اهل بغداد وقال له ان ابي مات وقد رأيته في المنام وذكر لي انه معذب في قبره وقال اذهب الى الشيخ عبد القادر واسأله لي الدعا فقال له اعبر مدرستي فقال نعم فسكت فعاد ولده من الغد وقال رأيته البارحة مستبشرا وعليه حلة خضراء وقال قد رفع عني العذاب

واعطيت ما ترى ببركة الشيخ عبد القادر فعليك يا ولدي بملازمته وقال رضي الله عنه
ما مسلم عبر على باب مدرستي فان عذاب القبر يخفف عنه اللهم ارزقنا هذه
السعادة ربنا تقبل منا انك انت السميع العليم وروي انه قيل له رضي الله
عنه انه سمع صراخ ميت من قبره فقال البس مني خرقة قالوا ما نعلم ذلك قال احضر
مجلسي قالوا ما نعلم ذلك قال اكل من طعامي قالوا ما نعلم ذلك قال اليس
صلى خلفي قالوا ما نعلم قال المفرط اولى بالخسارة واطرق ساعة يجلله الهيبة
ويعلوه الوقار ثم قال ان الملائكة قالت لي تراءى في وجهك واحسن بك
الظن وان الله قد رحمه بذلك قال فلقد تكرر الناس الى قبره بعد ذلك فما سمع
له صراخ بعده ابدا وقال رضي الله عنه عن الحسين الحلاج فلم يكن في زمنه
من ياخذ بيده ولو كنت في زمنه لاخذت بيده وانا لكل من عثر مركوبه من اصحابي
ومريدي الى يوم القيمة اخذ بيده وقال رضي الله عنه اذا سألتم الله
فاسئلوه بي وقال من استغاث بي في كربة كشفت عنه ومن نادى
باسمي في شدة فرجت عنه ومن توسل بي الى الله عز وجل في حاجة قضيت
له ومن صلى ركعتين يقرأ في كل ركعة بعد الفاتحة سورة الاخلاص
احدى عشر مرة ثم يصلي ويسلم على رسول الله صلى الله عليه وسلم بعد السلام
ويذكره ثم يخطو الى جهة العراق احدى عشر خطوة ويذكر اسمي ويذكر
حاجته فانها تقضي بفضل الله وكرمه ذكر شيء من نفائس كلامه

رضي الله عنه وهاهي ايضا مما لا يفي العبارات بشرحها ولا الاشارات يدركها
ولكن نذكرها شيئا مما يبلغ الفهم بظاهره والله المؤيد ونبدأ بدعائه رضي الله
عنه في مجالس وعظه اللهم انا نسألك ايمانا يصلح للعرض عليك وايقانا
نقف به في القيمة بين يديك وعصمة تنقذنا بها من ورطات الذنوب ورحمة
تطهرنا بها من دنس العيوب وعلما نفقه به اوامرك ونواهيك وفهما نعلم
به كيف نناجيك واجعلنا في الدنيا والاخرة من اهل ولايتك واملأ
قلوبنا بنور معرفتك وكحل عيون عقولنا باثمد هدايتك واحرس اقدام
افكارنا من مزالق مواطن الشبهات وامنع طيور انفسنا من الوقوع في شباك
موبقات الشهوات وامح سطور سيئاتنا عن جرائد اعمالنا بايدي الحسنات
كن لنا حيث ينقطع الرجا منا اذا اعرض اهل الوجود بوجوههم عنا حين نحصل
في ظلمة اللحود رهائن افعالنا الى يوم المشهود واجبر عبدك الضعيف على ما
الف من العصمة من الزلل ووفقه والحاضرين لصالح القول والعمل واجر
على لسانه ما ينتفع به السامع ويراق له المدامع ويلين له القلب الخاشع
واغفر له وللحاضرين ولجميع المؤمنين برحمتك يا ارحم الراحمين: قال
رضي الله عنه اعلم ولاك الله بجميل حمايته وصانك بحميد رعايته ان قدم
الصدق اذا طلبت وجدت ويد الشوق اذا جذبت ملكت وجنود الحب
اذا اسرت قتلت وصفات الحر اذا فنيت بقيت وغروس الوصل اذا ثبتت

نبتت واصول القرب اذا رسخت بذخت ورياض القدس اذا ظهرت
بهرت ورياح الانس اذا هبت بسطت وعيون الالباب اذا شهدت دهشت
وقلوب الاحباب اذا رمقت عشقت واسماع الارواح اذا قربت سمعت
وابصار الاسرار اذا حضرت نظرت والسن القوم اذا امرت نطقت ولله
در عباد ناداهم مولاهم في سابق القدم بلسان الكرم ودعاهم بمنادي الفضل
الى نادي اوصل نبذ لهم من معاني الحب بادي وحدى بهم في جناب
القرب حادي وشاهد واجد الجمال من مطالع الازال وعاينوا عز الكمال
في طوالع الحلل وسمت بصائرهم الى مطالعة عوالم الغيب ومعالم التوحيد
وسرت سرائرهم في مشاهد القدس ومعارج التفريد وجلست اسرارهم على
بساط البسط وارتاحت ارواحهم برياحين الخطاب فان صمت صامتهم فلشهود
حق اليقين وان نطق ناطقهم فلورود دار اليقين وان خامر نفس مريدهم
خوف فامنوا مكر الله او باشر قلبه زجر ويحذركم الله ناجاها مخاطب لاتخافا
انني معكما اسمع وارى ونطقت شواهد السعادة قائلة بشراكم اليوم و
قال سفير الجود واما بنعمة ربك فحدث وان آخرج لمرادهم موسوم ائتوني
به استخلصه لنفسي من ديوان يختص برحمته من يشاء وجذبته يد اصطفينا
من عبادنا الى حضرة سلام قولا من رب رحيم واقامه الى المجلس وسقاهم ربهم
واستقبله وجد فخذ ما آتيتك فقد بلغ بسط اشرح لي صدري فهتف به مجيب

نحن عبادي فاخبر لسان صدق ما قلت لهم الا ما امرتني به وان ثبت قطبهم
على طريق من يطع الرسول واستقام على سبيل وما آتاكم الرسول واستمسك
بعروة ان كنتم تحبون الله اتصل بنسب من تبعني فانه مني وسقي عرق حال عن
صاحب قاب قوسين ومده بفيض من بحر وما ينطق عن الهوى ان هو الا وحي
يوحى وان قرات مكتوب سعدهم فيحبهم ويحبونه وان نظرت منشور مجدهم
فرضي الله عنهم وان سالت عن مقامهم فعند مليك مقتدر وان حددت وصفهم
فاولئك اعظم درجة وان كبر ما ظهر منهم فما تخفي صدورهم اكبر وان علمت نفس
ما احضرت لهم العناية فلا تعلم نفس ما اخفي لهم وكيف وقد ورد ان الله سبحانه
اوحى الى نبي من انبياء بني اسرائيل ان لي عبادا يحبوني واحبهم ويشتاقون الي
واشتاق اليهم ويذكروني واذكرهم وينظرون الي وانظر اليهم قال يا رب ما علامتهم
قال يحنون الى غروب الشمس كما تحن الطيور الى اوكارها فاذا جنهم الليل
واختلط الظلام وفرشت الفروش ونصبت الاسرة وخلا كل حبيب بحبيبه
نصبوا الي اقدامهم وافترشوا الي وجوههم وناجوني بكلامي فبين صارخ وباكي
وبين متاوه وشاكي وبين قائم وقاعد وبين راكع وساجد فبعيني ما يتحملون
من اجلي وبسمعي ما يشكون من حبي اول ما اعطيهم ان اقذف في قلوبهم من نوري
فيخبرون عني كما اخبر عنهم والثاني لو كانت السموات والارضون في ميزانهم
احدهم لاستقللتها والثالث ان اقبل بوجهي الكريم اليهم افترى من اقبلت بوجهي

انقلبت

الكريم عليه بعلم ما اريد ان اعطيه فعليك يا اخي باتباعهم لعلك تكون
من اتباعهم وسلم لهم ما ترى وتسمع وتنزل من السعادة منزلا ارفع نسئل الله ان
يكحل ابصار بصائرنا بنور هدايته ويسدد قواعد عقائدنا بحسن رعايته وقال
رضي الله عنه اول ما يطلع في قلب المؤمن نجم الحكم ثم قمر العلم ثم شمس المعرفة
فبضوء نجم الحكم ينظر الى الدنيا وبضوء قمر العلم ينظر الى الاخرى وبضوء
شمس المعرفة ينظر الى مولى النفس المطمئنة نجم والقلب السليم قمر
والسر الصافي شمس مقام النفس في الباب ومقام القلب في الحضرة و
مقام السر في المخدع قائم بين يدي الحق السر يلقن القلب
والقلب يلقن النفس المطمئنة والنفس تملي على اللسان وقال رضي الله
عنه ما هذا المؤمن اذا عمل صالحا انقلبت نفسه قلبا ثم انقلب قلبه سرا
ثم انقلب السر فصار فناء ثم انقلب الفناء وجودا وليس كل الاحباب يسعهم
كل باب ما هذا التوحيد اعدام الخلائق وانقلاب طبعك الى طبع
الملائكة ثم الفناء عن طبع الملائكة ولحوقك بالمنهاج الاول حينئذ يسقيك
ربك ما يسقيك ويزرع في قلبك ما يزرع ان اردت هذا فعليك
بالاسلام ثم بالاستسلام ثم العلم بالله ثم المعرفة به ثم الوجود به واذا
كان وجودك به كان هو لك الزهد عمل ساعة والورع عمل ساعتين والمعرفة
عمل الابد وقال رضي الله عنه انفرادك في طريق طلبه امارة صحة

المحبة لفتنة عين قلبك اى ما سواه علامة البعد نطقك بغير ذكره رين
على صفاء مرآت قلبك ماذا حلاوة وصله من اشتغل بغيره ماقرب منجناب
رحمته من مال الى سواه طرفة عين وقال رضى الله عنه الفناء ان عن الخلق
بحكم الله وعن هواك بامر الله وعن ارادتك بفعل الله فحينئذ تصلح ان تكون
وعاء لعلم الله فعلامة فنائك عن الخلق انقطاعك عنهم والياس مما في
ايديهم وعلامة فنائك عنك وعن هواك ترك التعلق بالتسبب وعلامة
فنائك عن ارادتك ان لا تريد مع ارادة الله عز وجل سواها وانت ساكن
الجوارح مطمئن الجنان مشروح الصدر عامر الباطن غني عن الاشتغال بالخلق
بالاشتغال بخالقها وقال برقت بارقة من جناب الازل فى سماء قلوب
العارفين هب نسيم من رياض الديمومية على مسام ارواح المكاشفين تنسمت
روائح زهر القدس على زهر اسرار المشاهدين سافرت تلك العقول في بحر
بسم الله لتصل غاياتها الى ساحة ساحل جناب الرحمن الرحيم فرجعت غنية
بجواهر فرائد المعونة فائزة بتحف الخزائن الازلية ظافرة بنيل سؤول موسى
ليلة ارني ناظرة على طور طلبها الى نور سبحات التجلى معاشر العارفين
الموت في حب حبه كل الحياة والحيوة مع غيره لو لحظة حقيقة الموت
ان اعمى عين عقلك عن نظر غيره في الدنيا جعل جزاءها في الآخرة وجوه
يومئذ ان قتلك بسيف حبه العاجل جعل ذلك ديتك في الاجل احياء

١٠٦

عند

عندربهم يرزقون دافت سقاة القدم على ارواح بعض بني ادم بكوس
شراب انس في مجلس خلوة واذا اخذ بك اسكرهم الساقي لا الشراب سكنت
ثلاث لشوات في ذريات ثلاث الذوات حتى انفلق صبح شرع احمد صلى الله
عليه وسلم من مشرق سماء رسالته وجاءته من جناب الازل لطائف اسرار
الغيب فنبه سكارى العشق وايقظ نوام العقل ليذكرها عهدها معه
في خلوة الست فلما رنا اليه بجناح وعجلت الميات كاشف الارواح بقوله
هو الله سكن القلوب بعزه الذي لا اله الا هو خوف الاسرار بقوله عالم
الغيب والشهادة لطف العقول بقوله الرحمن الرحيم والهوية بحر يغرق فيه
سابح كل عقل وينكسر في حلب علمه سفينة كل فكر وقال رضي الله عنه
في عائشة ام المؤمنين رضي الله عنها حركت الارادة الازلية العزمة المحمدية
الخروج في بعض سفاره واستصحب الدرة اليتيمة معه من قرارها وكل بحدائقها
ورفع قبتها حيث امسى عبده مسطحا فنزل القوم منزلا لا اصلح عيشهم وسكن
القوم حركات طيشهم واستولت على العبد في السرى سنة الكرى فاثارت
المشية الاحدية حركات عائشة الصفية للخروج من مطارها الى بعض
اوطارها ونزلت من قبتها لقضاء حاجتها فحلت يد القدر عقد عقدها
وانتثرت قلادتها من جيدها واشتغلت بنظمها لتردها الى صدرها فنادى
القدر يا جبريل اتها فقد من فاد تها جزعا فاجعل مكانها جزعا وانتبه مسطح

وساق جمله ولا علم من حمله فلمّا وصل المدينة ولم يرها عاد يطلب اثرها
والفقد يشيّده فاين الاسرار ويقدح شرار افك الاشرار فلمّا بلغ ذلك
رضيع ثديي الوحي وحامل سرّ الازل وحافظ ودايع الغيب ورافع لواء الحمد
وض ما يزيغون افكهم وتراءت له اشارات شكيم تالّه قلبه وجرح بنصل
الكآبة لبّه وانصدعت زجاجة سرّه وانقسمت مجتمعات امره وقال لها
بلطف شفقته قولاً معنويًّا ولوّح برمز محبّته تلويحًا خفيًّا انصرفي الى بيت
ابيك فيا نيل بالخير فليك فانتثرت عبراتها واستولت عليها زفراتها فاظلم
نهار فرحها واسود ليل ترجّها وتصاعدت انفاس وجدها وعدم الصبر
من عندها وقالت عمّا هجرني وما جنيت وممّا بعدت وما تعدّيت من جهة شكوى
الضرائر ام من دلال الحبيب الهاجر قيل لها ايتها الصدّيقة والسيّدة على الحقيقة
البلاء بقدر الولاء والنصر في ضمن الصبر فلمّا علمت القصة وتبينت الغصة
محق بدر صبرها بشياع امرها وهوت انجم حواسها بتصاعد انفاسها وتناثرت
عبرات عيونها الحرقة نارها وانحنى الف قامتها على لوح انكسارها وطال
عليها هجر محبوبها وعدمت رضاع ثديي مطلوبها قالت الهي بك يستنصر
الذليل والى جناب عزّك يلجأ المظلوم ومن غيرك ينفس خناق المكروب ومن
سواك يجيب دعاء المضطر انت خبير بطهارة عصمتي واعلم منّي بما سألتني
فاتخذت قبة يعقوبية وجعلت لفرقته لها حالة يوسفية وصارت ظلمة

قبتها سجن يوسف مربّها من جانب الحبيب هبوب نسيم نفيف تيكم قالت انا بنته
صدر الفصاحة وقرينة افصح من نطق بالضاد والثاء للمخاطب القريب والكاف
للغائب البعيد اين تاء انت من كاف ذلك اين هاء وهذه من تاء تيكم ميم
الجمع لا يوجب تخصيص احد المذكورين ظالما كنت سوداء عين الهجر
وسويداء قلب الغائب وريحانة انس المعرض ولكن للزمان احوال تحول
يم همي قد اغرقني وسر حزني قد احرقني وحول حالي قد انحلني وتبابل بالي
قد بلبلني فضجت الملائكة في الصفح الاعلى واختلف تسابيح سكان
حضائر القدس وانزعجت رهبان صوامع النور قالت الاشباح لنورا
المنا طاهرة فراش النبوة قد تكدر صفاء قلبها درة بحر الشرف قد تشظى
جوهر لبها ريحانة مشم الرسالة قد ذبلت بافك الفاسقين رضيعة
ثدي الوحي قد فطمت بكذب المنافقين قيل لبريد المملكة ومقدم
عسكر الملائكة يا جبرئيل خذ من لوح غيب الازل سبع عشر آية براءة من
العيب بالسنة الغيب فاني تكلمت بها في الازل وقديم القدم وجعلتها
طراز الكم ثوب عائشة الى يوم القيمة فهبط بريد الازل على السيد المفضل
بآيات السرور في سورة النور فلما سمعت الصديقة رايات الآيات
ولاح بها اشارات البشارات قالت سبحان من يجبر الكسير ويعز الحقير
وينصف المظلوم ويصرف الغموم والله ما كنت اظن ان ربي تبارك نزل

في قراءتنا ولا يذكرني لديه فيما يرجوه ولكن رجوت ان يرى رسول الله صلى
الله عليه وسلم في منامه ما يقتضي براءة ذمتي وطهارة عصمتي فلا ييأس
المظلوم من الانتصار ولا يعول المقهور الا الى الاصطبار فان مطاوي
الاقدار يقلب ما في الليل والنهار وقال رضي الله عنه كل معراج فعلى
باب اسمه العالي منتهاه وكل سلم للصعود فباسمه عز وجل تجلى في
اسمائه فظهر التجلي في افعاله فاشرق كل مكنون باشراق التجلي وفصلت
شواهد التفصيل في الموجودين فظهر تباين حكم العدل في العالمين
وبرزت الاسماء وافترقت الصفات واختلفت اللغات وتقابلت الافعال
وتنوعت الانواع وتجانست الاجناس فكل بنقيض العدل معتدل وكل نوع حمل
ما ظهر فيه من التجلي فيشير اليه بما بطن فيه من اسرار اسمائه ويعرفه
بما تعلق به من علمه في ازله من ايجاده به والكل حائر بين العالم لولا انبساط
رحمته ماخوذ من حبه في معرفته لولا ادراك الحيرة اظهر شدة بطشه
تجليات اسمائه للجبال فسكنت وللبحار فاضطربت وللنيران فاضطرمت
والذي به سكن به حرك واظهر في العرش انوار اسمائه العلى فانتشأت
ملائكته انتشاء مناسبا لتلك الحضرة فكل منهم روح وكل نفس من ارواحهم
روح وكل ذكر من اذكارهم روح وكل منهم اذهلته عظمته من تجليه
في اسمائه فانفعلت ذواتهم بتلك الاسماء فهم ذاكرون من الذهول

وذاهلون

وذاهلون من الذكر فذكرهم من حيث الاسم انت انت انت ومن حيث الذهول هو هو هو ومن حيث العظمة آه آه آه ومن حيث التجلي ها ها ها ومن حيث التنزيه سبحانك سبحانك سبحانك شرقت انواره في كل موجود اشراقا اظهر منه سر وجوده بشهوده واعترف به له اعتراف عبودية وقهرية الاذكار حاملة المحمولين ومسكنة الساكنين وجاذبة الى ما وارته سرادقات الجلال من مصون الاسماء وبديع الصفات فتتقلب اسرار العارفين في اطوار معارف اسمائه تقلبا ليشهدون به في ذرات وجودهم ما اودعته ذوات وجودي الملك والملكوت حتى عاينوا سريان سر قدرته في عالم المعلومات فلم يبق معلوم الاوابدي سر دقيقته منه مجذوبة بيد كمال ونور فتصرفوا في المهج بمتهجات المحبة وانغمسوا في بحر نور هيبته فخرجوا وفي وجوههم شعاعات هيبته يخطف ابصار الناظرين من الجن والانس وقوبلوا بنور اسمائه مقابلة تملأت وجودهم ظاهرا وباطنا حتى محت عنهم خطوط الاشكال كلها فابدالهم من وجودهم سر ما كتبه لهم قلم التقدير من كل مستو في مستقر ومستقر في مستودع فلم يخف عنهم ما غاب عنهم وكشفوا معنى كلمة التكوين فانفعل لهم كل مكون انفعاله بالكلمة باذنه وقال رضي الله عنه طلب موسى عليه السلام عين الحيوة الحقيقية في ارض رفي

111

فقيل له انهما من وراء جبل لن ويحتاج اسكندر طالبهما ان يقطع عليهما سدّ
ياجوج الوجود ويقطع ردم ياجوج وجوده بصحة التوحيد الذي هو
محو كل متلوح لعين العقل في الاكوان ويخرج بخضر عقله الى خير الاخرة
من داني الدنيا فانه يجدها تحت ظل شجرة وجوه يومئذ ناضرة الى ربها
ناظرة تلك الشجرة تنبت في جنان القدس في مقعد صدق عند مليك
مقتدر لا شرقية تطلع من شرق افق الدنيا الا في مشارق سموات الاسرار
ولا غربية فتلوح في مغرب خفاء الكون الا في مغارب معالي القلوب
وطلب عيسى عليه السلام عين الحيوة الحقيقية في الارض فقيل له لا تجدها
الا بعد نعت اني متوفيك تحت ظل شجرة ارانك مقام ورافعك الى
والمحبوب الكلي احمد المصطفى صلى الله عليه وسلم وجد عين الحيوة الحقيقية
في معارج المعراج ليلة اسرى بعبده في مجلس ما زاغ البصر قيل له
اغتسل بماء ما كذب الفواد ما رأى وخذ من دررها عقدا ينظمك ناظم
الشرف في سلك لقد راى من ايات ربه الكبرى وهذا معنى انك لا تموت
بعده بدليل قوله صلى الله عليه وسلم تعرض على اعمال امتى وقال ايضا
رضي الله عنه كان موسى صلى الله على نبينا وعليه وسلم ملحوظا من جناب
القدم باعين الكرم برقت له من صخور الطور بارقة وقربناه نجيا ومد
اليه يد الطاف الرحمانية من خزاين المواهب الربانية كاس استيناس وناديناه

من جانب الطور وقرعت مسامع حسه من محيا عز سلطان الازل
لذة انى انا الله فشرب من يد ساقى انا اخترتك على بساط واصطنعتك
لنفسى بسلاف باح الارتياح الى ملاطفة و مائلتك بيمينك فطافت
على سقاة ندماء القدس بشراب الاصطفاء للكلام فى كؤس حروف يا
موسى ونودى من شجرة عقله انى انا ربك واتاه الخطاب من قبل
الاحباب خلع نعليك فى نبهه جادة الغيرة فى حال الحيرة على شرف مقام
انك بالوادى المقدس طوى فلما توالى عليه شرب مدام الكلام بيد سقاة
الكرام واستمر له انتسام نسيم انس فاستمع لما يوحى ودام له انس وصل
مستام فاعبد فى فنبرقت نسيمات وأوتيت سؤلك غلب ملك
سكره من شربه بكاس قربه على قلبه واستولى سلطان حبه على مدينة لبه و
غرقت فى لجة بحر وجده وانمحقت رسوم هزله بكتاب جده وكاد يخرج
من جده لولا مساعدة جده وخلع جلباب صبره لغلبات موارد سكره
وسرت حميا الكاس فى ذلك الراس وتحكمت الاشواق من تلك الاحداق
وقام راهب روحه فى صومعة ارتياحه الى الحضور على الطور ليلة
النور فوضع قدم تعقده على قمة طور نهايات اطوار الطالبين وحاول
ان يتناول شرفا لم يدركه قبله احد من المرسلين فقال وقد غمره رب
ارنى انظر اليك فقيل له ايها الكريم والمخصوص بالتكليم انت مكلف

باطوارك مقيد باوطارك فتارة تقول رب اني لا املك الا نفسي و تارة
تقول رب اني ظلمت نفسي و تارة تقول رب اشرح لي صدري و هذا مذهب
من ضاقت به الحيل في مناجاة محبوبه و جال كل مجال في نيل مطلوبه
بالسن عمران يا ايها القلق النشوان ان السكر لا يداوي خماره الا بالاشياء المرة
و لا امر من منع ان تراني فرجع رجوع الآئس و انصرف لتصرفه انصراف البائس
و اصطرمت في قلبه نيران الذوبان و انتهبه ايدي الهيمان فلما هب عليه
نسيم و لكن انظر احيي قتيل اشواقه و يعترد فاين اتواق الى آخر الكلام
و قال رضي الله عنه في الحلاج طار واحد من العارفين الى افق الدعوى باجنحة
انا الحق و احل الروضة الابدية خالية من الحسيس و الانيس صفر بغير لغته تعريضا
لحتفه ظهر عليه عقاب الملك من مكمن ان الله غني عن العالمين انشب
في هامته مخلب كل نفس ذائقة الموت **قال** له شرع سليمان الزمان لم
تكلمت بغير لغتك لم ترنمت بغير معهود من مثلك ادخل الآن في قفص
وجودك ارجع ارجع من طريق عزة القدم الى مضيق ذلة الحدث قل بلسان
اعترافك ليستمعك ارباب الدعاوي حسب الواحد افراد الواحد منا ط
الطريق اقامة وظائف خدمة الشرع **و قال** في [illegible]
طاير روح بعض العارفين [illegible] صورته [illegible]
صفوف الملائكة كان بازيا من بزاة الملك محيط العرش [illegible]

واصحاب عرفان را که دعوت الٰهی بمکاشفات عیان رسیده [illegible] (margin notes, partly illegible)

نشوان بالفتح مست و قیل سکران ۱۲ کشف اللغات
باشن بحث ماجت منه ۱۲ منتخب اللغات
اضطرام برافروختن آتش ۱۲
نهب غارت کردن ۱۲
نهب بالفتح غارت کردن ۱۲ منتخب اللغات

الانسان ضعيفا فلم يجد في السماء ما يحاول من الصيد فلما ازداد تحيره
في قول مطلوبه فاينما تولوا فثم وجه الله عاد هابطا الى حضرة خطة
الارض فلم يجد في الدارين مطلوبا سوى محبوبه فطرب فقال بلسان سكر
قلبه انا الحق ترنم بلحن غير معهود من البشر صفير في روضة الوجود صفيرا يليق
ببني آدم لحن بصوته لحنا عرض حتفه نودي في سره يا حلاج اعتقدت ان
قوتك بك قل الآن نيابة عن جميع العارفين حسب الواحد افراد الواحد قل
يا محمد انت سلطان الحقيقة انت لسان عين الوجود على عتبة باب معرفتك
تخضع اعناق العارفين في حما جلالتك يوضع جباه الخلائق اجمعين و
قيل له رضي الله عنه ابليس يقول انا فطرد والحلاج يقول انا فقرب فقال
رضي الله عنه الحلاج قصد الفناء بقوله انا ليبقى هو بلا هو فاوصل الى مجالس
الوصال ثم خلعه البقاء وابليس قصد البقاء بقوله انا ففنيت ولايته و
سلبت نعمته وحبطت درجته وسئل رضي الله عنه عن المشاهدة فقال
هي العمى عن الكونين بعين الفؤاد ومطالعة الحق بعين المعرفة على غير توهم
استدراك ولا طمع في تصور ولا تكييف واطلاع القلوب بصفاء اليقين
على ما اخبر الحق تعالى به عن الغيوب وسئل رضي الله عنه عن معنى القرب
فقال هو طي المسافات بلطف المداناه وسئل رضي الله عنه عن الشكر
فقال هو غليان القلوب عند معارضات ذكر المحبوب والخوف

اضطراب القلوب مما علمت من سطوة المحبوب واليقين تحقيق الاسرار باحكام
المغيبات والوصل الاتصال بالمحبوب والانقطاع عمن سواه والانبساط
سقوط الاحتشام عند السؤال والغيبة في الذكر ان ترى نفسك حال الذكر
فاذن انت غائب عنه والغيبة حرام وسئل رضي الله عنه عن الصبر فقال
هو الوقوف مع البلاء بحسن الادب والثبات مع الله تعالى وتلقي مواقصه
بالرحب والسعة على احكام الكتاب والسنة وينقسم اقساما صبر لله وهو الثبات
على اداء امره والانتهاء عن نهيه وصبر مع الله تعالى وهو السكون تحت
جريان قضائه وصبر على الله وهو الركون الى وعده في كل شيء والمسير
من الدنيا الى الآخرة والصبر مع الله اشد والفقير الصابر افضل من الغني
الشاكر والفقير الشاكر افضل منهما وسئل رضي الله عنه عن الخوف فقال
الخوف على انواع فالخوف للمذنبين والرهبة للعارفين فخوف المذنبين
من العقوبات وخوف العابدين من فوت العبادات وخوف العالمين من الشرك
الخفي في الطاعات وخوف المحبين فوت اللقاء وخوف العارفين الهيبة
والتعظيم وهو اشد الخوف لانه لا يزول ابدا وسائر هذه الانواع يسكن ان
قوبلت بالرحمة واللطف وسئل رضي الله عنه عن المحبة فقال هي تشويش
في القلب يقع من المحبوب فتصير الدنيا عليه كحلقة خاتم او جمع مأتم والحب
سكر لا صحو معه وذكر لا محو معه وقلق لا سكون معه وخلوص للمحبوب بكل وجه سرا

وعلانية بايثار اضطرار لا بايثار اختيار وبارادة خلقة لا بارادة كلفة والحب العمى عن غير المحبوب غيرة عليه والعمى عن المحبوب هيبة له فهو عمى كله والمجنون سكرى لا يصحون الا بمشاهدة محبوبهم مرضى لا يفيقون الا بملاحظة مطلوبهم وسئل رضي الله عنه عن الشوق فقال احسن الاشواق ما كان عن مشاهدة فهو لا يفتر عن اللقاء ولا يسكن عن الرؤية ولا يذهب على الدنو ولا يزول على الانس بل كلما ازداد لقاء ازداد شوقا ولا يصح الشوق حتى يتجرد من علة وهو موافقة روح او متابعة همة او حظ نفس فيكون شوقا مجردا عن الاسباب فلا يدري السبب الذي اوجب له ذلك الشوق وسئل رضي الله عنه عن الموارد الالهية والطوارق الشيطانية فقال الوارد الالهي لا ياتي باستدعاء ولا يذهب بسبب ولا ياتي على نمط واحد ولا في وقت مخصوص والطارق الشيطاني بخلاف ذلك وسئل رضي الله عنه عن البقاء فقال البقاء لا يكون الا مع اللقاء لان البقاء الذي ليس معه فناء لا يكون الا مع اللقاء الذي ليس معه انقطاع وهذا لا يكون الا كلمح البصر او هو اقرب وسئل رضي الله عنه عن المعرفة فقال هي الاطلاع على معاني خفايا مكامن المكونات وشواهد الحق في جميع الشيئيات بتلميح كل شيء منها على معاني وحدانيته مع النظر الى الحق بعين القلب وسئل رضي الله عنه عن الوفاء فقال هو الرعاية لحقوق الله في المحرمات ان لا يطالعها بسر ولا نظر والمحافظة على حدود الله

117

طوارق ج
طارق آنٹہ
۱۲

قولاً وفعلاً والمسارعة الى مرضاته بالكلية سرًّا وجهرًا **وسئل** رضي الله عنه
عن الهمة فقال الهمة ان يتعرى بنفسه عن حب الدنيا وبروحه عن التعلق
بالآخرة وبقلبه عن ارادته مع ارادة المولى ويتجرد سره عن الاشارة الى الكون
ولو لمحة **وسئل** رضي الله عنه لم قدم ذكرنا على ذكره في قوله تعالى اذكروني
اذكركم وقدم محبته على محبتنا في قوله عز وجل يحبهم ويحبونه **فقال**
الذكر مقام طلب وقصد والطلب مقدمة العطاء فلهذا قدم ذكرنا له
واما المحبة فهي نفحة الالهية من محض القدر ليس للعبد فيها كسب ولا
يصح وجودها في العبد الا بعد بروزها من جناب الغيب على يد المشيئة والعبد
هناك ساقط الكسب محو السبب فلذا قدم محبته على محبتنا له **واخبر**
المشائخ عن الشيخين ابي محمد طلحة بن مظفر وابي القاسم عمر بن مسعود البزاز قالا
قيل للشيخ محي الدين عبد القادر رضي الله عنه ان فلانا وسموا احد مريديه يقول
انه يرى الله تعالى بعين رأسه فاستدعى به وسأله عن ذلك فقال نعم
فانتهره ونهاه عن ذلك القول واخذ عليه ان لا يعود اليه فسألوا امحق
هذا ام مبطل قال هو محق ملبس عليه وذلك انه اشهد ببصيرته نور الجمال
ثم خرق من بصيرته الى بصره منفذ فرأى بصره بصيرته وبصيرته يتصل
شعاعها بنور شهوده فظن ان بصره رأى ما شهدته البصيرة **فحسب**
وهو لا يدري قال الله عز وجل مرج البحرين يلتقيان بينهما برزخ لا يبغيان

قالوا

قالوا فدهش أهل المجلس عن سماع هذا الكلام وقام بعضهم وتمزق ثيابه وخرج
الى الصحراء عريانا **وقال** رضي الله عنه ينبغي للفقير ان يكون ... جوال الفكر دائم
الذكر كثير العلم كثير الحلم جميل المنازعة قريب المراجعة اوسع الناس صدرا
وازكى الناس نفسا ضحكه تبسم واستفهامه تعلم مذكرا للغافل معلما للجاهل
لا يوذي من يوذيه ولا يخالط فيما لا يعنيه ولا يشمت لمصيبة ولا يتحدث
بغيبة ورعا عن المحرمات متوقفا عن الشبهات عونا للغريب ابا لليتيم بشراه
في وجهه وحزنه في قلبه مشغولا بفكره مسرورا بفقره احلى من الشهد
واصلب في الدين من الحديد لا يكشف سرا ولا يهتك سترا لطيف الحركة حلو
المشاهدة كثير الفائدة طيب المذاق حسن الاخلاق لين الجانب طويل الصمت
حليما اذا جهل عليه صبورا على من اساء اليه يبجل الكبير ويرحم الصغير امينا
على الامانات بعيدا عن الخيانات الفه التقى وخلقه الحياء كثير الحذر قليل
الزلل حركاته كلها ادب وكلامه عجب لا يذكر احدا بغيبة وقورا صبورا راضيا
شكورا قليل الكلام صادق اللسان لا سبابا ولا نماما ولا عجولا ولا حقودا ولا حسودا
له لسان صوان وقلب وقود وقول موزون وفكره لا يحول فيما كان ويكون
فرضي الله عمن هذا وصفه **وقال** رضي الله عنه تفقه ثم اعتزل من عبد الله
بغير علم كان ما يفسده اكثر مما يصلحه خذ معك مصباح شرع ربك من عمل
بما علم اورثه الله علم ما لم يعلم **واخبر** جمع من المشائخ عن الشيخ ابي الرضا محمد

119

بن احمد البغدادي الموقب المعروف بالمفيد قال كنت كثيراما اتوقع
من اساله عن شيء من صفات القطب فدخلنا انا والشيخ ابو الخليل
احمد بن اسعد بن وهب الهروي الى جامع الرصافة فوجدنا فيه الشيخ القدوة
ابا سعيد القيلوي والشيخ القدوة علي بن الهيتي رضي الله عنهم فسألت
الشيخ ابا سعيد القيلوي عن ذلك فقال الى القطب انتهت رياسة هذا الامر
في وقته وعنده يحط رجال جلالة هذا الشان واليه يلقي امر الكون واهله
ونزد او فرود می آیند قافلہ ہای بزرگی این شان را
في عصره قلت فمن هو في وقتنا هذا قال هو الشيخ محي الدين عبد القادر الجيلي
رضي الله عنه فلما تم الكلام ثبت وثبتوا كلهم ليحضروا مجلس الشيخ عبد القادر
الجيلي ولا نتقدم منا ولا تاخر ومامنا الامن كان يشتهي ان يسمع منه شيئا في
هذا المعنى فوافينا يتكلم فلما استقر بنا المجلس قطع كلامه وقال اذ لو اصفن لن
يبلغ وصف القطب ولا مسالك في الحقيقة الا وله ماخذ مكين ولا درجة في الولاية
الا وله فيه موطئ ثابت ولا مقام في النهاية الا وله فيه قدم راسخ ولا منازلة
في المشاهدة الا وله منها مشرب هنيء ولا معراج الى مراقي الحضرة
الا وله فيه مسرى علي ولا امر فكوني الملك والملكوت الا وله فيه كشف
خارق ولا سر في عالم الغيب الشهادة الا وله اليه مطالعة ولا مظهر لوجود
الا وله فيه مشاركة ولا فعل لقويها الا وله فيه مباطنة ولا نور الا وله منه
قبس ولا سرفوا الا وله فيها نفس ولا مجري تسابق الا وهو اخذ بغايته ولا تدم

١٢٠

لو اصل الا وهو مالك لنهايته ولا مكرمة الا وهو لها مخطوب ولا مرتبة
الا وهو اليها مجذوب ولا نفس الا وهو فيها محبوب وهو حامل لواء
العز وسنقضي سيف القدرة وحكم دستا لوقت وسلطان جيوش
الحب وولي عهد التولية والعزل لا يتقي به جنيبه ولا يغيب عنه
مشهوده ولا يتواري عنه حاله لا ترمي فوق مرماه ولا مغشي فوق
مغشاه ولا وجود اتم من وجوده ولا شهود اظهر من شهوده ولا اقتفاء
للشرع اشد من اقتفائه الا انه كائن باين متصل منفصل ارضي سماوي ولو
ان جملته وتفصيله واوله واخره منطوي في حواشي تمكين المصطفى صلى
الله عليه وسلم وممزوج رحيقه بتسنيم نسمات رعايته ومحصور محصله
في قبضته امره اقبالا وادبارا وجمعا وتفرقته لحلقا القدر شياح لحكم
ولو خلق لهذا الامر الذي شير الیه لسان سمعتم ورايتم العجائب وكل
هذا انباء عنه رضي الله عنه عن حاله ومقامه ولهذا انشد بعده الابيات

ما في الصبابة منهل مستعذب	الا ولي فيه الالذ الاطيب
او في الوصال مكانة مخصوصة	الا منزلتي اعز واقرب
وهبت لي الايام رونق صفوها	فخلا منا هلها وطاب المشرب
وغدوت مخطوبا بكل كريمة	لا يهتدي فيها اللبيب ويخطب
اصبحت لا املا ولا امنية	ارجو ولا موعودة اترقب

١٢١

بقوله عالم الغيب والشهادة ... لطف العقول بقوله الرحمن الرحيم ... صلى الله على نبينا وعليه وسلم ... على ساقة ندماء القدس ... تلك ... الايماء الى ملاطفة ما ... لنفسي ... سلطان الازل ... من جانب الطور ...

انا من رجال لا يخاف جليسهم	ريب الزمان ولا يرى ما يرهب
قوم لهم في كل مجد رتبة	علوية وبكل جيش موكب
انا بلبل الافراح املأ دوحها	طربًا وفي العلياء بازا شهب
اضحت جيوش الحب تحت مشيتي	طوعًا ومهما رمته لا تغرب
مازلت ارتع في ميادين الرضا	حتى وهبت مكانة لا توهب
اضحى الزمان كحلة مرقومة	تزهو ونحن لها الطراز المذهب
افلت شموس الاولين وشمسنا	ابدا على افق العلى لا تغرب

ذكر وفاته

رضي الله عنه وهذا الفصل نقلناه من كتاب المجالس منه رضي الله عنه قال الله تعالى وما محمد الا رسول قد خلت من قبله الرسل الاية وقال سبحانه ولا تحسبن الذين قتلوا في سبيل الله امواتا بل احياء عند ربهم يرزقون فرحين بما اتاهم الله من فضله ويستبشرون بالذين لم يلحقوا بهم من خلفهم الا خوف عليهم ولا هم يحزنون روي انه استوصى الشيخ عبد الوهاب والده شيخ الاسلام جمال الانام ابا محمد عبد القادر رضي الله عنه في مرض موته فقال عليك بتقوى الله وطاعته ولا تخف احدا ولا ترجه وكل الحوائج الى الله عز وجل كلها واطلبها منه ولا تثق باحد سوى الله عز وجل ولا تعتمد الا عليه سبحانه التوحيد التوحيد التوحيد جماع الكل وقال في مرض موته اذا صح القلب مع الله عز وجل لا يخلو منه شيء انا لب بلا قشور

وقال لاولاده ابعدوا من حولي فانا معكم بالظاهر ومع غيركم بالباطن

وبيني وبينكم وبين الخلق كلهم بعد ما بين السماء والارض فلا تقيسوني على

احد ولا تقيسوا احدا علي قال قد حضر عندي غيركم فاوسعوا لهم وتادبوا

معهم هنا رحمة عظيمة ولا تضيقوا عليهم المكان واخبرني بعض ولده كان

يقول وعليكم السلام ورحمة الله وبركاته غفر الله لي ولكم وتاب الله علي

وعليكم بسم الله غير مودعين قال ذلك يوما وليلة ويلكم وانا لا ابالي

بشيء لا بملك ولا بملك الموت يا ملك الموت خذ لنا من يتولانا سواك وصاح

صيحة عظيمة وذلك في اليوم الذي مات فيه عشية وسأل بعض ولده عما

يجده فقال لا يسألني احد انا اتقلب في علم الله عز وجل وقال لو لده عبد الجبار

موتوا في وقد انتبهتم ودخلت عليه جماعة واولاده عنده وولده عبد العزيز

يكتب عنه الحكم يتغير والعلم لا يتغير الحكم ينسخ والعلم لا ينسخ لا ينقص

علم الله بحكمه واخبرني ولداه عبد الرزاق وموسى انه كان يرفع يديه ويمدهما

ويقول وعليكم السلام ورحمة الله وبركاته توبوا وادخلوا في الصف هو ذا

اجئ اليكم وكان يقول ارفقوا ثم اتاه الحق وسكرة الموت وكان يقول استعنت

بلا اله الا الله الحي الذي لا يموت ولا يخشى الفوت سبحان من تعزز بالقدرة

وقهر العباد بالموت لا اله الا الله محمد رسول الله واخبرني ولده

موسى انه قال تعزز ولم يؤدها لسانه على الصحة فما زال يكررها حتى اذا قال

تعزبر ومدبها صوته وشددها حتى صح لسانه بها ثم قال الله الله الله ثم
خفي صوته ولسانه ملتصق بسقف حلقه ثم مات رضي الله عنه واوصل
الينا بركاته واقامنا على محبته وسلوك طريقته برحمتك وفضلك وكرمك
يا ارحم الراحمين. **خاتمة** في ذكر شيء من اداب السلسلة الشريفة القادرية
الجليلة على ما استفدنا من كتبهم ورأينا في خيارهم واستشعرنا من كلامه رضي
الله عنه واخبرنا شيخنا وسيدنا جمال الله جمال الدين ابو حامد الشيخ موسى بن
حامد بن عبد الرزاق بن عبد القادر بن محمد بن شمس الدين بن شاه مير بن علي
بن مسعود بن احمد بن صفي بن عبد الوهاب بن شيخ الاسلام شيخ السموات والارضين
محي الدين عبد القادر الحسني الحسيني الجيلاني رضوان الله عليهم اجمعين بكرة
يوم السبت الثالث من شوال سنة خمس وثمانين وتسعمائة اجازة منها الالتزام
بظاهر الشريعة جلاً والتمسك بكتاب الله وسنة رسوله حتماً وسلوك طريق
السلف قطعاً واعتقاد اهل السنة والجماعة ورياضة النفس وعدم اهمالها
والصبر الجميل في طلب المولى والتحمل على البلوى والجد الدائم والجهد القوي
والاشتغال بالعلوم الدينية ومجالسة الفقراء والاستغناء عن الملوك والاغنياء
ودوام الالتجاء الى الله من مكائد اللعين الرجيم ووثوق الرجاء بلطف الله
الكريم والحزن الطويل في القلب والبشر التام في الوجه ودوام الروح وطول
الصمت وجولان الفكر والتفقد للاخوان والترحم للمساكين والاتصاف

بالجود

بالجود والاجتناب عن البخل واخشيا والجد فى الامور والاحتراز عن الهزل و
رعاية طريقة الاعتدال فى كل الامور والحب فى الله والبغض لله والامر بالمعروف
والنهى عن المنكر والمنازعة الجبلية ولين الجانب والتصلب فى الدين وترك
النزاع وطيب المذاق وحسن الاخلاق والستر للاحوال وكتمان المعانى والرسوخ
فى الافعال وسلوك طريق التوحيد وترك الاختيار والرضاء بالقضاء والاستغراق
فى محبة الشيخ ودوام التوجه اليه وملاحظة معيته فى جميع الاحوال ومشاهدته
فى كل الانات والعمى عن غيره والموت فيه وقطع طريق الاستفادة عن غيره
والتثبت فى العقيدة وتوحيد المطلب واعمال الغيرة فى المحبة والفناء المطلق
فيها ووثوق الرجاء به والتبعد عن الوسواس والاشتياق الدائم والعشق الكامل
والايمان الراسخ والاعراض عن الخلق وعدم الخوف من لومة لائم وحضور
القلب مع الله وصحة المحبة مع النبى صلى الله عليه وسلم وصون اللسان
عما لا يليق وعما يخالف ظاهر الشرع والنصيحة للمسلمين والدعاء لاهل
سلسلتهم وارادة الخير لهم سرا وعلنا والخدمة لهم ظاهرا وباطنا واستواء
الغيبة والحضور معهم ومزيد الاختصاص بهم من بين سائر الطوائف
ومطالعة كتبهم مما نسب اليه رضى الله عنه والاغتنام
بصحبتهم والاجتناب عن صحبة الاغيار والاحتراز عما يشوش القلب وعدم
اختيار السماع واعتياده وعدم التبرى الكلى منه لو اتفق وحضور القلب

فيه على تقدير الاتفاق وتلاوة القرآن وملازمة صلوة الاسرار التي بعدها
التخطي احدى عشر خطوة والعمدة محافظة احكام الشريعة ورعاية آداب الطريقة
والاستغراق في محبة الشيخ وحصر التوسل الى الله فيه وحضوره وملاك الامر
كله الفناء في الشيخ والموت فيه رزقنا الله واحبابنا سلوك هذه الطريقة
واقامنا في محبته دائما اللهم احيينا على محبة الشيخ عبد القادر وامتنا عليه
واحشرنا عليه واجعلنا في زمرة طالبيه ومحبيه في الدنيا
والآخرة ربنا تقبل منا انك انت السميع العليم
وصلى الله على سيدنا محمد سيد
الرسل شفيع الامم محمد
وآله واصحابه
اجمعين
آمين

هذا شرح اشعاره رضي الله عنه الحالية

العربية المكتوبة على صفحة ٦٤ ما في الصبابة منهل مستعذب

الا ولي فيها الالذ الاطيب الصبابة رقة الشوق هكذا في الكشاف

في قوله تعالى اصب اليهن وفي المصادر آرزومند گشتن من سمع و

الاسامي باقي آب وشراب اندر جاه وايضا الصبابة بفتح الصاد العشق والمحبة

وهو المراد ههنا ظاهرا والله اعلم : المنهل اسم للمشروب او موضع

شرب الماء مستعذب اسم مفعول من الاستعذاب معناه خوش آمدن

آب وديگر چيزها وآب خوش كشيدن والمراد الاول الالذ اسم تفضيل من اللذاذة

واللذة معناه مزه يافتن من سمع الاطيب من الطيبة خوش نفا شدن

معناه بالفارسية نيست در عشق ومحبت هيچ مقامي خوش آينده مر هيچ

يكي را از واصلان وعارفان مگر كه مرا درآن مقام لذت بيشتر وخوش نفا اكثر است

او في الوصال مكانة مخصوصة الا ومنزلتي اعز واقرب

الوصال اسم من الوصل معناه پيوستن وپيوسته شدن كالكتاب من الكتبة و

الوصال في اصطلاح اهل التصوف هو الرؤية والمشاهدة بسر القلب

في الدنيا وبعين الراس في الاخرة وليس معنى الوصال اتصال الذات

بالذات تعالى عن ذلك علوا كبيرا المكانة في اللغة المرتبة وفي الاصطلاح

المنزلة التي هي أرفع المنازل عند الله وقد يطلق عليه المكان و هو
المشار اليه بقوله تعالى في مقعد صدق عند مليك مقتدر واعز
من العز معناه غلبه كردن من نصر والاولى ان يجعل من الاعزاز اشد
اعزازا والاعزاز عزيز گردانيدن واقرب من القرب معناه نزديك شدن
من كرم والقرب في الاصطلاح عبارة عن الوفاء

وهبت لي الايام رونق صفوها ۔۔۔ فحلا لي مناهلها وطاب المشرب

والمناهل جمع منهل بفتح الميم ١٢

وغدوت مخطوبا بكل كريمة ۔۔۔ لا يهتدى فيها اللبيب ويخطب

غدوت ماخوذ من الغدو ومعناه بامداد كردن ورفتن درباماد من نصر
مخطوبا اسم مفعول من الخطبة معناه خطبه كردن من نصر والخطبة
معروف والاهتداء راه راست يافتن واللبيب خردمند من اللب
بمعنى خردمند شدن واللب في الاصطلاح هو العقل المنور بنور القدس
الصافي عن قشور الاوهام والتخيلات معناه بالفارسية بامداد
كردم من خطبه كرده شده بهر خطبه كريمه در آن حال كه راه نيابد در آن خطبه كريمه
خردمند وحكايت نه كند بدان خطبه عظيمه

اصبحت لا املا ولا امنية ۔۔۔ ارجو ولا موعودة اترقب

صبح كردم وحال آنكه نبود هيچ اميدى وآرزوئى كه اميدوار بودم و ميخواستم

١٢٨

ونبود هيچ موعودی که مترقب و مترصد شدم آنرا

أَنَا مِنْ رِجَالٍ لَا يَخَافُ جَلِيسُهُمْ ... رَيْبَ الزَّمَانِ وَلَا يَرَى مَا يَرْهَبُ

يخاف من الخوف معناه ترسيدن من سمع الجليس همنشين ريب الزمان سختی زمان ويری من الرؤية ای ابصر لان الرؤية بالقلب يرهب من الرهب معناه ترسيدن سمع

قَوْمٌ لَهُمْ فِي كُلِّ مَجْدٍ رُتْبَةٌ ... عُلْوِيَّةٌ وَبِكُلِّ جَيْشٍ مَوْكِبُ

القوم گروه مردان الاقوام جمع الاقاويم جمع الجمع وقوم كل شیء شيعته وعشيرته و واحد القوم المرء من غير لفظه المجد شرف الذات المقترن بحسب الافعال بالفارسية بزرگواری و الرتبة المرتبة العالية علوية بضم العين وسكون اللام منسوب الى العالية الجيش العسكر والموكب الفرسان الذين يجلسون مع الامير معناه بالفارسية آن مردان گروهی اند که مر آن گروه را در هر مرتبه بزرگ منزلت علياست و بهر لشکری ايشان را سواران مخصوص اند آن سواران را همنشينيست

با امير

أَنَا بُلْبُلُ الْأَفْرَاخِ أَمْلَأُ دَوْحَهَا ... طَرَبًا وَفِي الْعَلْيَاءِ بَازٌ أَشْهَبُ

129

البلبل هزار داستان الافراخ ان كانت بالخاء المعجمة كانت
الفرخ چوچه هر مرغی که باشد وان كانت بالحاء المهملة كانت جمعًا
لفرح كفرس وافراس املأ للواحد المتكلم من الملاء معناه
پر کردن مهموز اللام من فتح الدوح بالحاء المهملة درخت بزرگ
الواحد دوحة مثل تمر وتمرة الطرب سبکی که مردم را ظاهر شود
از غایت شادی یا از غایت اندوه والمراد ههنا الفرحة اقامة
اقامة السبب مقام المسبب العليا الدرجة الرفيعة الاشهب من الشهبة هي
البياض الذي غلب على السواد وفي التاج الاشهب اسپ وشتر
خنک معناه بالفارسية منم هزار داستان چوچهای مرغان ومنم پر کننده
از روی خوشی درخت بزرگ ایشان ومنم در بلندی باز سپید ؛ ؛ ؛

أَضْحَتْ جُيُوشُ الحُبِّ تَحْتَ مَشِيئَتِي
طَوْعًا وَمَهْمَا رُمْتُهُ لَا يَغْرُبُ

أضحت من الاضحاء معناه در چاشت شدن وچاشتگاه کردن و
گردیدن الجيوش جمع الجيش وهو العسكر الحب دوستی والمحبة
في الاصطلاح على خمسة انواع ذاتی ووصفی وفعلی وحالی ومرئی
وهي على من العشق عند بعض المشايخ الصوفية والشيخ العطار

منم

منهم وعند بعضهم الشوق على واخص من المحبة المشية خو است طوع فرمان برداری

کرد ان ذُمت فعل ماض لواحد المتکلم من الروم وهو الطلب لا یغرب فعل مضارع

منفی من الغروب معناه غایب شدن ❊

مَا زِلْتُ أَرْتَعُ فِي مَيَادِينِ الرِّضَا حَتَّى وُهِبْتُ مَكَانَةً لَا تُوهَبُ

مازلت من الافعال الناقصة معناه همیشه بودم ارتع من الرتع الاکل بالشره

شره سخت حریص شدن من سمع میادین جمع میدان وهو معروف الرضا

خوشنود شدن وهبت بناء المجهول من الهبة معناه دادن من فتح

المکانة المنزلة التی مر تفسیرها فی البیت الثانی لا توهب ایضا مشتق

من الهبة معناه بالفارسیة همیشه بودم من که می چریدم سخنی حرص میدانهای

خوشنودی خدای تعالی همیشه با حرص بودم در افعالی و اقوالی که حق تعالی

بدان افعال و اقوال راضی بوده است تا آنکه بخشیده شدم مرتبه که بخشیده نشود

آن مرتبه هیچ یکی را جز من

أَضْحَى الزَّمَانُ كَحُلَّةٍ مَرْقُومَةٍ تَزْهُو وَنَحْنُ لَهَا الطِّرَازُ الْمُذْهَبُ

الحلة ازار ورداء والمراد ههنا الثوب مرقومة مفعول من الرقم معناه نوشتن

من نصر ای مرقومة بالحسن والزینة تزهو فعل مضارع من الزهو معناه کبر

نمودن یقال زهی الرجل وحکی ذهاب هو هذا المعنی من نصر الطراز نقش

علم المذهب بزر کرده شده معناه بالفارسیة گشت این زمان از بدایت نهایت

مانند حلهٔ که منقش بنقشهای عجیبه است و اشده صاحب آن زمان و یا صاحب آن حله خود آرایده و جیب شم خود اینها یا اینها از لباسهای گوناگون که بسبب آن رنگها در شگفت

می آمدی و ما برای آن حله نقش علم برکرده ایم

افلت شموس الاولین وشمسنا ابداً علی افق العلی لا تغرب

افلت فعل ماض من الافول معناه فرو رفتن آفتاب و مهتاب و ستارگان
الافق کناره آسمان العلی رفیع بلند لا تغرب فعل مضارع من الغروب
معناه فرو رفتن آفتاب فقط

تمت

بالخیر

وحسن العقیدة والتستر بالاحوال وکتمان المعانی و الرسوخ فی الافعال وسلوک طریق التوحید وترک الاختیار و ... والاستغراق فی محبة الشیخ ... التوجه الیه وملاحظة معیته فی جمیع الاحوال ومشاهدته فی کل الاوقات ... عن غیره والموت ... وقطع طریق الاستفادة عن غیره والتشدد فی العقیدة وتوحید المطلب واعمال لغیره ... والفناء المطلق فیها و ... عن الوساوس والاشتیاق الدائم والعشق الکامل ... الایمان الراسخ والاعراض عن الخلق ... الخوف من لومة لائم وحضور القلب مع الله وصحة متابعة النبی صلی الله علیه وسلم وصون اللسان عما لا یلیق وعما یخالف ظاهر الشرع والنصیحة للمسلمین والدعاء لاهل سلسلتهم والارادة الخیر لهم سرا وعلنا والخدمة لهم ظاهرا وباطنا واستواء الغیبة والحضور معهم ومزید الاختصاص بهم من بین سائر الطوائف ومطالعة کتبهم ... رضی الله عنه والاغتنام بصحبتهم والاجتناب عن صحبة الاغیار والاحتراز عما یشوش القلب وعدم اختیار السماع واعتیاده وعدم التبری ... وحضور القلب فیه علی تقدیر الاتفاق وتلاوة القرآن وملازمة صلوة الاسرار التی بعدها التخطی احدی عشر خطوة والعمدة محافظة احکام الشریعة ورعایة آداب الطریقة والاستغراق فی محبة الشیخ وحصر التوسل الی الله فیه وحضوره وملاک الامر کله الفناء فی الشیخ والموت فیه رزقنا الله واحبابنا سلوک هذه الطریقة واقامنا فی محبته دائما اللهم احینا علی محبة الشیخ عبد القادر وامتنا علیه واحشرنا علیه واجعلنا فی زمرة طالبیه محبیه فی الدنیا والآخرة ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم

وصلی الله علی سیدنا سید المرسلین شفیع الامم محمد واله وصحبه اجمعین آمین

۱۳۴

To: www.al-mostafa.com